أحكام العيدين

تاليف

أبي بكر جعفر بن محمد بن الحسن الفريابي رحمه الله

(٢٠٧ - ٣٠١ھ)

تخریج تحقیق وفوائد

الطاف الرحمن جوہر

استاذ الحدیث بجامعۃ الامام البخاری
ملتان خورد - پاکستان

ترجمہ

سجاد الرحمن ابراہیم

استاذ الحدیث بجامعۃ الامام البخاری
ملتان خورد - پاکستان

ملتان خورد - تلہ گنگ

فہرس الفوائد

(تحت الرقم)

عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء و خاتم النبيين.

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو عقائد، عبادات، معاملات، آداب واخلاقیات جیسے امور سے مرصع ومرکب ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی کی راہنمائی اس سے ہی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے خوشی کے دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ مشروع فرمائے، اور مکمل احکامات کی راہنمائی بھی فرمائی۔ اس سلسلہ میں امام فریابی رحمہ اللہ کی کتاب **"احکام العیدین"** نہایت مفید کتاب ہے اس کتاب کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر ہم نے اردو داں طبقہ کے لیے اس کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس کتاب میں امام فریابی رحمہ اللہ نے عیدین سے متعلقہ تقریباً گیارہ مسائل ذکر کیے ہیں۔ چونکہ امام صاحب نے عیدین کے متعلقہ کئی سارے مسائل ترک کر دیئے ہیں جنھیں ذکر کرنا نہایت ضروری تھا، اس لیے افادیت کے پیش نظر ''فوائد'' کی شکل میں ان مسائل کا تذکرہ کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خوشی کے تہوار کو بھی شریعت کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

سجاد الرحمن ابراهیم

استاذ الحديث بجامعة الإمام البخاری

ملتان خورد

مقدمة التحقيق

الحمد لله الذى خلق الثقلين، وجمع لهما الأصلين، لو عمل الناس بهما لسعدوا فى الدارين، والذى وفقنى أن أحقق و أخرج الأحاديث و الآثار لكتاب الفريابى المسمَّى ب "أحكام العيدين".

والصلاة والسّلام على سيدنا محمد المتقيظ قلبه وقت الرقدتين، والذى أرشدنا إلى صراط من الصراطين (الهداية والضلالة)، وترك لنا الأمرين الكتاب و السنّة، من تمسَّك بهما فقد فاز بالشَرقين.

أما بعد:

اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ۔تیسری کسی بھی عید کا تصور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفاء راشدین، یا بعد والے ادوار زریں میں کہیں بھی نہیں ملتا۔البتہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بعض اہل بدعت نے ان دو اسلامی تہواروں کے علاوہ کئی اور تہوار بنام "عید" اختراع کر لئے مثلاً: عید میلاد النبی، عید غدیر، عید بابا شجاع الدین، عید الام، وغیرہ ان اختراع شدہ عیدوں کا تصور کتب احادیث میں کہیں بھی باسند صحیح نہیں ملتا۔اور نہ ہی مسلمانوں کی تاریخ میں اسلاف امت کبھی ان پر عمل پیرا رہے۔متقدمین و متاخرین ثقات ائمہ حدیث سے کہیں بھی اس کا باسند صحیح ثبوت نہیں ملتا۔اگر یہ مسنون ہوتیں تو ہر دور میں مسلمان ان کا اہتمام و انصرام کرتے۔کتب احادیث اور کتب فقہ میں ان کے متعلق ابواب بندی ہوتی۔محدثین انکی سُنیت و مشروعیت پر عناوین قائم کرتے۔اسی طرح کی بیسیوں بدعات وخرافات وہفوات جو عید الفطر و عید الاضحیٰ کے حوالہ سے لوگوں نے وضع کر

کے دین سمجھ رکھی ہیں ان کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث وآثار صحیحہ میں کہیں بھی دور دور تک نہیں ملتا۔

اس بات کی از حد ضرورت تھی کہ مسائل عیدین کے متعلق مسنون ومشروع مسائل کی تفہیم اور بدعات وخرافات کی تردید کے لیے کوئی مستند کتاب ہو۔ جس کے ذریعہ سے لوگوں کو گمراہی کی دلدل سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن کیا جاسکے۔ کافی غور وخوض کے بعد متقدمین ائمہ حدیث میں سے ثقہ امام "ابو بکر جعفر بن محمد الفریابی رحمہ اللہ" کی کتاب "أحکام العیدین" کا انتخاب نہایت مناسب لگا۔ چونکہ یہ کتاب نہایت مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں کچھ احادیث وآثار ضعیف بھی تھے۔ لہذا تحقیقی ضرورت کے پیش نظر سب سے پہلے اس کی تحقیق وتخریج کی گئی۔ پھر عوامی مفادات کے تحت اس عربی کتاب کا ترجمہ، باسند صحیح احادیث وآثار اور ثقات محدثین کے اقوال کی روشنی میں توضیح و تشریح، بدعات وخرافات کی تردید، حق کی تبلیغ وترویج، جیسے بے شمار مقاصد کی تکمیل، دیگر بے شمار مسائل کی توضیح اور موجودہ دور میں پیدا ہونے والے بے شمار اشکالات وابہامات کے متعلق تحقیقی تبصرہ بعنوان "فوائد" ذکر کیے گئے۔

اس سے قبل اس کتاب کی عربی زبان میں تحقیق وتخریج کا شرف بھی حاصل ہوا جو کہ "دار ابن ابراہیم" سے مطبوع ہے۔

اس کتاب کے فوائد کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عمومی کتابوں کی طرح ہر رطب ویابس کو زینت قراطیس نہیں بنایا گیا، بلکہ صرف ان احادیث وآثار اور اسلاف امت کے اقوال کا انتخاب کیا گیا جن کا ثبوت باسند صحیح موجود ہے۔ ہر قسم کی ضعیف احادیث اور آثار ضعیفہ سے حسب استطاعت مکمل اجتناب کیا گیا۔

اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں اس کتاب کی طباعت کے جملہ مراحل کی تکمیل میں جن

احباب نے جس طرح کی بھی معاونت کی اللہ رب العزت ان کی اس مبارک سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے، اور اس کتاب کو عوام الناس کے لیے باعث ہدایت اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین)

و صلی اللّٰہ عَلیٰ نبیّنا محمَّد و علیٰ آلہ و أصحابہ أجمعین.

أخوکم فی اللّٰہ

الطاف الرحمن جوہر

استاذ الحدیث بجامعۃ الإمام البخاری

ملتان خورد

امام فریابی رحمہ اللہ کے حالات زندگی

نام:

جعفر بن محمد بن الحسن بن المستفاض

کنیت:

ابوبکر

نسبت:

''الفِر یابی'' آپ کی نسبت فریاب کی طرف تھی اور ''فریاب'' خراسان کا ایک مشہور شہر تھا۔ جہاں سے بڑے بڑے کبار محدثین پیدا ہوئے۔

ولادت:

امام فریابی رحمہ اللہ (207ھ) میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
(سیر أعلام النبلاء برقم: 54)

علمی اسفار:

آپ نے طلب حدیث کے لیے زمین کے طول وعرض کا سفر کیا۔ اور خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام، جزیرہ، و دیگر کئی ایک شہروں اور ملکوں کے طول وعرض کا سفر کر کے کبار محدثین رحمہم اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیں:
(تاریخ بغداد للخطیب: 199/7، 200، سیر أعلام النبلاء للذهبی برقم: 54)

اساتذہ:

آپ نے کبار مشائخ اور محدثین سے تلمذ کا اعزاز حاصل کیا۔ جن میں مشہور زمانہ محدثین قتیبہ بن سعید، علی بن المدینی، اسحاق بن راہویہ، زہیر بن حرب، عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، عثمان

بن ابی شیبہ،عمرو بن علی الفلاس،شیبان بن فرّوخ،ہشام بن عبدالملک،ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم قابل ذکر ہیں۔

تلامذہ:

آپ سے بہت سارے کبار ائمہ ومحدثین نے شرف تلمذ حاصل کیا۔جن کی تعداد بہت زیادہ ہے چندایک کے نام ذکر کئے جاتے ہیں۔عمر بن احمد الشاہین،ابواحمد عبداللہ بن عدی،محمد بن الحسین الآجری،محمد بن عبداللہ الرازی،محمد بن عمرو بن موسی العقیلی،الحسن بن محمد الخلال، عبدالرحمن بن الخلاد الرامہرمزی،محمد بن عبداللہ الشافعی،ابوطاہر الذہلی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم۔

مقام ومرتبہ:

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"أحد أوعية العلم، ومن أهل المعرفة والفهم"(تاريخ بغداد:199/7)شیخ الاسلام امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الإمام، الحافظ، الثبت، شيخ الوقت" (تذكرة الحفاظ: 692/2 و سير أعلام النبلاء برقم: 54) ابن العماد الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"كان إمامًا، حافظًا، علامة من ناقدين" (شذرات الذهب: 235/2)

تصانیف:

(۱) صفة النفاق و ذمّ المنافقين

(۲) كتاب القدر

(۳) كتاب الذكر

(٤) كتاب تحريم الذهب و الحرير

(٥) كتاب دلائل النبوة

(٦) أحكام العيدين

(۷) کتاب الصور و التماثیل

(۸) کتاب النکاح

(۹) کتاب اللباس

(۱۰) کتاب البکاء........ وغیرها من التصانیف

وفات:

امام فریابی رحمہ اللہ کی زندگی علم کے حصول اور اسکی نشر واشاعت، کتب احادیث کی تصنیف و تالیف دیگر مبارک امورات پر مشتمل تھی۔ بالآخر یہ مبارک سفر 301 ھ کو مکمل ہوا اور امام فریابی رحمہ اللہ دنیا فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انکو "الشونیزیة" کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور انکی نماز جنازہ انکے بیٹے نے پڑھائی۔(تاریخ بغداد 202/7)

باب

مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى يَوْمَيْ عِيدٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کا ثبوت کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو عید کے دو دن قرار دیا

﴿١﴾ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ الثِّقَةُ عَبْدُ الْمُحْسِنِ بْنُ تَرِيكِ بْنِ عَبْدِ الْمُحْسِنِ الْبَيِّعُ قَالَ: أبنا أَبُو الْغَنَائِمِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ النَّرْسِيِّ فِي شَوَّالٍ بِجَامِعِ الْقَصْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَوْمُ عِيدِ الْفِطْرِ وَقَدْ شَهِدْنَا الْجُمُعَةَ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِمِائَةٍ، ثُمَّ أَخْبَرَنَا بِهِ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ بِجَامِعِ الْقَصْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَامِسَ عَشَرَ رَجَبَ سَنَةَ سَبْعٍ وَخَمْسِمِائَةٍ، أبنا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ: قُرِءَ عَلَى أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الزَّيَّاتِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: قُرِءَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ رَمَضَانَ، حَدَّثَكُمْ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ قَالَ: **كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ: قَالَ: كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا، وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمُ الْفِطْرِ، وَيَوْمُ**

النَّحْرِ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زمانہ جاہلیت میں اہل مدینہ نے کھیل کود کے لیے سال کے دو دن مقرر کیے ہوئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیلا کرتے۔ اللہ تعالی نے اُس کے بدلے ان سے بہتر دو دن تمھیں عنایت فرمائے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا دن۔

تخریج:

مسند أحمد برقم: 12827، سنن أبی داؤد برقم: 1134، سنن النسائی برقم: 1556، السنن الکبرٰی للنسائی برقم: 1767، المستدرك للحاكم برقم: 1091، وقال الحاكم: صحيح على شرط مسلم، و وافقه الذهبی، شرح مشكل الآثار برقم: 294، مسند أبی يعلى الموصلی برقم: 3841، شعب الإيمان برقم: 3437، فضائل الأوقات للبيهقی برقم: 144

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

ا۔ شریعت محمدی میں فقط دو ہی عیدیں ہیں: ① عید الفطر ② عید الاضحیٰ اس کے سوا شریعت میں تیسری کسی اصطلاحی عید کا تصور ممکن نہیں۔ اہل بدعت نے عید کے نام سے بے شمار اسماء وایام اختراع کر رکھے ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ نہایت ہی قرین قیاس ہوگا۔

1۔ جشن عید میلاد النبی:

اہل بدعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر اس عید کو اختراع کیا۔ حالانکہ قرونِ ثلاثہ کے زریں ادوار میں اس کا وجود تک نہ تھا۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن أحد من السلف الصالح من القرون الثلاثة"

(عید) میلاد کی اصل بدعت ہے یہ عمل تین زمانوں کے سلف صالحین میں سے کسی سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ (الحاوی للفتاوی للسیوطی:1/196)

❁ علامہ فاکہانی رحمہ اللہ (المتوفی 734ھ) فرماتے ہیں:

"إن عمل المولد بدعة مذمومة"

بے شک (عید) میلاد کا یہ عمل (مذموم شدہ) بدعت ہے۔ (الحاوی للفتاوی: 1/190)

مزید برآں فرماتے ہیں:

"لا أعلم لهذا المولد أصلاً فی کتاب ولا فی سنةٍ ولا يُنْقل عمله عن أحدٍ من علماء الأمة الذين هم القدوة فی الدين المتمسكون بآثار المتقدمين، بل هو بدعة أحدثها البطّالون وشهوةُ نفسٍ اعتنىٰ بها الأكّالون"

"مجھے کتاب وسنت کے دلائل میں (عید) میلاد کی کوئی دلیل نہیں ملی یہ عمل ہمارے پیشوا اور فہم سلف کے حاملین وامین علماء امت میں سے کسی سے بھی اس کا ثبوت منقول نہیں، بلکہ یہ ایک بدعت ہے جسے باطل پرستوں نے ایجاد کرلیا یہ محض خواہش پرستی کا مرکب ہے جسے شکم پرور لوگوں نے اختراع کرلیا ہے۔" (الحاوی للفتاوی: 1/190)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (المتوفی 902ھ) فرماتے ہیں:

”لم يفعل أحد من القرون الثلاثة، فأحدث بعد“

”قرون ثلاثہ میں سے کسی نے بھی اسے نہ منایا، بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہے۔“

(جاء الحق از نعیمی بریلوی:1/236)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

وَأَمَّا اتِّخَاذُ مَوْسِمٍ غَيْرِ الْمَوَاسِمِ الشَّرْعِيَّةِ كَبَعْضِ لَيَالِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ الَّتِي يُقَالُ: إِنَّهَا لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ أَوْ بَعْضِ لَيَالِي رَجَبٍ أَوْ ثَامِنَ عَشَرَ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ أَوَّلِ جُمْعَةٍ مِنْ رَجَبٍ أَوْ ثَامِنِ شَوَّالٍ الَّذِي يُسَمِّيهِ الْجُهَّالُ عِيدَ الْأَبْرَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْبِدَعِ الَّتِي لَمْ يَسْتَحِبَّهَا السَّلَفُ وَلَمْ يَفْعَلُوهَا وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

شریعت کی متعین کردہ عیدوں کے علاوہ دیگر عیدیں مثلاً ربیع الاول میں عید میلاد، رجب کی بعض راتیں، ۱۸ ذی الحجہ، رجب کا پہلا جمعہ، آٹھ شوال کی عید جسے جہلاء ”عید الابرار“ کا نام دیتے ہیں یہ سب کچھ بدعات اس لیے ہیں کہ سلف صالحین نے انہیں منایا اور نہ ہی انہیں مستحب سمجھا۔ واللہ سبحانہ وتعالی أعلم. (مجموع الفتاوی: 25/298)

❀ غلام رسول سعیدی بریلوی کہتے ہیں:

”سلف صالحین یعنی صحابہ وتابعین میں محافل میلاد منعقد نہیں کی، بجا ہے۔“

(شرح صحیح مسلم: 3/179)

❀ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (المتوفی 737ھ) کہتے ہیں:

”اگر میلہ لگانے سے خالی ہو، صرف کھانا تیار کیا جائے، نیت میلاد کی ہو اور کھانے پر دوست احباب کو دعوت دی جائے، یہ کام اگر مذکورہ قباحتوں سے خالی بھی ہوں تو یہ صرف میلاد کی نیت کی وجہ سے بدعت بن جائے گی۔ کیونکہ یہ دین میں اضافہ ہے۔ سلف صالحین کا اس پر عمل نہیں۔ سلف کا اتباع ہی لائق عمل ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی سے بھی

منقول نہیں کہ انہوں نے میلاد کی نیت سے کوئی کام کیا ہو۔ہم سلف صالحین کے پیروکار ہیں۔ہمیں اسی عمل پر اکتفاء کرنا ہوگا جو سلف کے لیے کافی تھا۔

(الحاوی للفتاوی:1/195)

جس چیز پر سلف عمل پیرانہ تھے وہ دین اور شریعت کیسے ہوسکتا ہے۔

❁ حافظ ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”أَمَّا مَا اتَّفَقَ السَّلَفُ عَلٰی تَرْکِه، فَلا یَجُوْزُ الْعَمَل بِه، لأَنَّهُمْ ما تَرَکُوْه إِلَّا عَلٰی عِلْمٍ أَنَّهُ لَا یعمل به“

”جس کام کے چھوڑنے پر سلف کا اتفاق ہو اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔انہیں یہ علم تھا کہ یہ قابل عمل نہیں، تب ہی تو انہوں نے اسے ترک کر دیا۔“

(فضل عِلْم السَّلف علی علم الخَلَف: ص/51)

2۔ عید غدیر:

یہ روافض شیعہ کی اپنی اختراع شدہ عید ہے جو ۱۸ ذی الحجہ کو اس لیے مناتے ہیں کہ ”غدیر خم“ کے موقع پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا:”من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ“ ”جس کا میں مولا (دوست) ہوں اس کا علی بھی مولا (دوست) ہے۔“

حالانکہ اسلاف امت نے اس عید کو بھی عید میلاد کی طرح بدعت ہی قرار دیا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس دن کو عید منانا بدعت ہے جس کی کوئی اصل نہیں، سلف اور اہل بیت میں سے کسی نے اس دن کو بطور عید نہیں منایا کیوں کہ عید منانا شریعت ہے، اور شریعت میں اتباع واجب ہے۔نئی عید اختراع کرنا ہرگز درست نہیں۔رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف ایام میں مختلف خطبے ارشاد فرمائے۔عید کے لیے، یا دیگر پیش آمدہ واقعات وحادثات جیسے: غزوہ بدر، غزوہ

حنین، فتح مکہ، دخول مدینہ اور ہجرت وغیرہ کے لیے۔ اسی طرح کئی ایک خطبات بھی ہیں جن میں دین کے مختلف قواعد وضوابط بیان فرمائے لیکن ان ایام کو بطور عید نہیں منایا گیا۔ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے جو عیسیٰ کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو عید مناتے ہیں۔ اور یہود کا طریقہ بھی کچھ اسی طرح کا ہی ہے۔ عید منانا شریعت ہے اور شریعت اتباع کا درس دیتی ہے۔ دین میں اس چیز کا اضافہ کیسے ممکن ہے جو اس کا حصہ ہے ہی نہیں۔''

(اقتضاء الصراط المستقیم:2/122، 123)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"بدعة ظاهرة منكرة"

(عید غدیر) یہ ایک واضح بدعتِ منکرہ ہے (مردود ہے)۔

(البداية والنهاية:261/15)

مزید برآں رقمطراز ہیں:

"في عاشوراء عملت الروافض بدعتهم، و في يوم "غدير خم" عملوه الفرح المبتَدع"

عاشوراء میں روافض نے بدعات جاری کر رکھی ہیں۔ ''غدیر خم'' والے دن یہ لوگ عید کی خوشی مناتے ہیں جو کہ اختراع شدہ ایک بدعت ہے۔ (البداية والنهاية:261/15)

❁ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (المتوفی 702ھ) فرماتے ہیں:

''ہم شعائر دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے روکتے ہیں جیسا کہ روافض نے ''عید الغدیر'' کے نام سے تیسری عید اختراع کر لی ہے بطور شعار کسی خاص وقت اور ہیئت پر کوئی اجتماع قائم کرنا بدعت ہے۔'' (إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام:200/1)

❁ علامہ مقریزی رحمہ اللہ (المتوفی 845ھ) رقمطراز ہیں:

”إعلم أن عيد الغدير لم يكن عيدا مشروعا، ولا عمله أحدٌ من سلف الأمة المقتدى بهم، و أول ما عرف فى الإسلام بالعراق أيام معز الدولة على بن بويه، فإنه أحدثه فى سنة اثنتين و خمسين و ثلاثمائة، فاتخذه الشيعة من حينئذٍ عيداً“

یاد رکھیے! کہ ”عید غدیر“ مسنون عید نہیں اسلاف امت میں سے کسی نے اس عید کا اہتمام نہیں کیا حالانکہ وہ نمونہ وقدوہ تھے۔ یہ عید سب سے پہلے اسلام میں مُعزُّ الدولہ علی بن بویہ نے عراق کے اندر متعارف کروائی۔ اور یہ بدعت اس نے ۳۵۲ھ میں جاری کی۔ پس اس وقت شیعہ نے اسے بطور عید منایا۔

(المواعظ والاعتبار بذكر الخِطَط والآثار:2/254،255)

گویا کہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جس کا وجود ۳۵۲ھ سے قبل نہ تھا۔ اور جس چیز کا وجود قرونِ ثلاثہ کے زریں دور میں نہ تھا وہ دین اور شریعت ہو ہی نہیں سکتا۔ بدعت ایک ایسا عنصر ہے جو عبادات کو دیمک کی طرح کھا جاتا ہے۔

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جان لیجیے کہ بدعت کی موجودگی میں نماز، روزہ اور صدقہ وغیرہ کوئی عبادت قبول نہیں کی جاتی۔ بدعتی کی مجالس سے عصمت سلب کر لی جاتی ہے۔ وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے بدعتی کو اللہ نے ملعون قرار دیا ہے۔ جو شخص بدعتی کے پاس جاتا ہے درحقیقت وہ انہدام اسلام میں اس کا معاون بن جاتا ہے...... بدعت بغض وعناد کا سبب بھی ہے نیز شفاعت رسول سے محروم بھی کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سنتوں کا قلع قمع بھی کرتی ہے۔ بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کے گناہ کا بوجھ بھی ہوگا جو اس کو اختراع کرتا ہے۔ نیز اس کی معافی و بخشش ممکن بھی نہیں لگتی۔ اس پر ذلت و رسوائی اور عذاب الٰہی کے بادل امڈ

آتے ہیں۔ وہ نبی کے حوض سے دور کردیا جاتا ہے۔ اس بات کا خوف لگتا ہے کہ کہیں اس کا شمار کفار میں نہ کردیا جائے۔ اور آخری وقت میں برا انجام کہیں اس کا مقدر نہ بن جائے۔"

(الإعتصام: 1/106، 107)

مذکورہ ان دو عیدوں سے ہٹ کر اہل بدعت نے بے شمار اور بھی عیدیں اختراع کر رکھیں ہیں۔ مثلاً:

3۔ عید یوم الغار:

کسی دور میں بعض غالی روافض ۲۶ / ذی الحجہ کو اس نام سے عید مناتے تھے۔ انکا عقیدہ تھا کے اس دن نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) غار میں چھپے تھے۔

❁ شیخ الاسلام امام ذہبی رحمہ اللہ اس اختراع شدہ عید کے متعلق فرماتے ہیں:

"هذا جهل و غلط" "یہ جہالت واغلاط کا پلندہ ہے"

(العِبَر فی خبر من غَبر: 2/176)

اگرچہ یہ واقعہ غار کا ثبوت تو باسند حسن ملتا ہے لیکن کسی مستند تاریخ سے اس کے دن کے تعین کا ثبوت نہیں ملتا۔

4۔ عید بابا شجاع الدین:

روافض سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر بطور خوشی عید مناتے ہیں کیونکہ وہ آپ کے قاتل ابولؤلؤ مجوسی کو "بابا شجاع الدین" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور بدقسمتی سے یہ عید بھی ربیع الاول کے مہینہ ہی میں ۲۹ تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

مشہور شیعہ نعمت اللہ جزائری نے ان الفاظ کے ساتھ مستقل عنوان قائم کیا "نور سماوی يكشف عن ثواب يوم قتل عمر بن الخطاب" (الأنوار النعمانية: 1/108)

اس عید کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے مشہور شیعہ عباس قمی رقمطراز ہیں:

"إن هذا يوم عيد ، وهو من خيار الأعياد"

یہ عید کا دن ہے اور عیدوں میں سے یہ سب سے بہترین عید ہے۔

(الكنى والألقاب:55/2)

علاوہ ازیں بھی اہل بدعت نے" عيد الأم "،" عيد الأب" ، "عيد المائده" ، عيد العشا" وغیرہ جیسی بدعات کے نام سے عیدوں کا ایک "لنڈہ بازار" قائم کر رکھا ہے۔ جن کا کتب احادیث سے کہیں بھی باسند صحیح ثبوت نہیں ملتا اور نہ ہی اسلاف امت ان پر عمل پیرا رہے ہیں۔ اللہ رب العزت سنت کا متبع بنائے۔ آمین يا رب العالمين.

﴿۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُوهِبٍ الرَّمْلِيُّ، ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أبنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى لِهَذِهِ الْأُمَّةِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةَ ابْنِي، أُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ، وَتُقَلِّمُ مِنْ أَظْفَارِكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، وَتَقُصُّ شَارِبَكَ، فَذَلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: اضحیٰ کے دن (دسویں ذی الحجہ کو) مجھے عید منانے کا حکم دیا گیا ہے جسے اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے مقرر و متعین فرمایا ہے۔ تو اس شخص نے عرض کی: (اے اللہ کے رسول!) آپ کیا تصور فرماتے ہیں اگر میرے پاس بجز مادہ اونٹنی یا بکری کے اور کوئی چیز نہ ہو تو کیا میں اسی کی ہی قربانی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلکہ تم اپنے بال کاٹ لو، ناخن تراش لو،

زیر ناف بالوں کی صفائی کر لو اور مونچھیں کاٹ لو، پس اللہ عزوجل کے نزدیک (بلحاظ ثواب) تیری پوری قربانی تصور ہوگی۔

تخریج:

مسند أحمد برقم: 6575، سنن أبی داؤد برقم: 2789، سنن النسائی برقم: 4365، السنن الکبرٰی للنسائی برقم: 4439، صحیح ابن حبان برقم: 5914، المستدرك للحاكم برقم: 3964، 7529، وقال: صحيح على شرط الشيخين، وقد وافقه الذهبی، سنن الدارقطنی برقم: 4749، السنن الکبرٰی للبیهقی برقم: 19028، مسند البزار برقم: 2459

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فيه عيسىٰ بن هلال وهو صدوق قد وثقه ابن حبان و الحاكم. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے "صحيح الإسناد" اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کر رکھی ہے۔ (المستدرك للحاكم برقم: 7529)

۲۔ اگر کوئی شخص قربانی کا ثواب لینا چاہے اور اس کے پاس استطاعت نہ ہو تو اس کے لیے بھی اللہ نے ایک سہولت رکھی ہے کہ وہ بھی ان دس دنوں میں اپنے ناخن، بال، مونچھیں، زیر ناف بال صاف نہ کرے اسے بھی قربانی کا ثواب مل جائے گا جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے۔

۳۔ یہ دین دین رحمت ہے۔ ہر امیر و غریب کے لیے اس میں بے شمار آسانیاں ہیں۔

۴۔ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے ناخن،

بال نہ کاٹے تا آنکہ اپنی قربانی کرلے۔ (صحیح مسلم برقم:1977)

۵۔ اگر کوئی شخص بال کاٹ لے اور ناخن وغیرہ تراش لے تو گناہ گار ہوگا البتہ قربانی ہو جائے گی۔

۶۔ اور جو شخص قربانی کا ارادہ نہیں رکھتا اس کے لیے یہ ممانعت کسی بھی صحیح حدیث میں ثابت نہیں۔

۷۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان دس دنوں میں ناخن تراشنا اور بال کاٹنا حرام ہے۔

(المغنی لابن قدامه: 96/1)

۸۔ کسی بھی شخص کو ضرورت کے تحت کوئی جانور وغیرہ ضروری اشیاء دی جاسکتی ہیں۔

۹۔ کسی بھی شخص کا کسی عالم سے کسی مسئلہ کا استفسار کرنا اس کی بے ادبی و گستاخی نہیں بلکہ یہ عین ادب شرعی ہے۔

۴۔ قرون ثلاثہ کے زریں دور میں اہل اسلام مسائل میں ہمیشہ تحقیق کرتے۔ تحقیق در حقیقت اسلاف امت کی دعوت کا زیور تھا۔ تحقیق حق تلک رسائی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ کتاب وسنت کا پیغام برحق ہی اہل حق کا شعار ہے۔ اس کے برخلاف تقلید جمود گمراہی، بربادی، تباہی، نفرت وعداوت، اہل بدعت کی دعوت کا مرکزی نکتہ امت مسلمہ کے شیرازہ کو بکھیرنے کا سب سے بڑا آلہ کار بھی ہے۔

۵۔ قرون ثلاثہ کے زریں دور میں تقلید جمود کا وجود نہ تھا۔ امام ابن حزم، حافظ ابن القیم اور محمد فاخر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں: ”تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی۔“ (الرّد علی من أخلد إلی الأرض للسیوطی: ص/133)(اعلام الموقعین:208/2)

(رسالہ نجاتیہ: ص/42)

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی اتباع کرنا اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں بلکہ

تحقیق ہے۔ابن حزم الاندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لأن التقلید علی الحقیقة إنما هو قبول قول ما قاله قائل دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر برهان'' ''حقیقت میں تقلید کسی شخص کی بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنے کو کہتے ہیں۔''

یہ وہ تعریف ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہوا ہے۔ابن الحاجب النحوی المالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں :''لیس الرجوع إلی قوله صلی اللہ علیہ وسلم وإلی الإجماع و العامی إلی المفتی والقاضی إلی العدول بتقلید لقیام الحجة'' ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں،اور نہ ہی کسی عامی شخص کا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنا،اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید کہلاتا ہے۔''

(منتهی الوصول والامل فی علمی الأصول و الجدل:ص/218، 219)

اوریہی بات علی بن محمد الآمدی الشافعی ، ابن قدامہ الحنبلی اور جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہی۔(الإحکام فی أصول الأحکام: 227/4، روضة الناظر و جنة المناظر:450/2 ، شرح الورقات فی علم أصول الفقه: ص/14)

ابوزید الدبوسی حنفی رقمطراز ہیں:

''اگر مقلد تقلید اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ دماغی طور پر معذور ہے،''فیتداوی ولا یناظر'' تو اس کا دماغی علاج کروایا جائے اور اس سے مناظرہ نہ کیا جائے۔اور اگر اس کا دماغ بالکل صحیح ہے اور پھر تقلید کرتا ہے تو''فالسیف أولی به'' پھر تلوار کے ساتھ اس کی گردن اتاردی جائے۔'' (تقویم الأدلة فی أصول الفقه: ص/370)

۳ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدَةُ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ

الْخُطْبَةِ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما خطبہ سے قبل نماز عید ادا کرتے تھے۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 963، صحیح مسلم برقم: 888

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ عید اہل اسلام پر فرض ہے کیونکہ اگر کسی وجہ سے جماعت میں تاخیر ہو جائے تو اس کی قضاء دی جائے گی۔

۲۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ''أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ'' ابوعمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں۔ بیان کرتے ہیں: ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا۔ پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عید گاہ جانے کا حکم دیا۔ (مسند أحمد برقم: 20584، سنن أبی داؤد برقم: 1157، سنن النسائی برقم: 1558، سنن ابن ماجه برقم: 1653 وسنده صحیح) امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' (سنن الدارقطنی: 170/2) امام ابن الجارود رحمہ اللہ (المنتقی برقم: 266) اور بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبری: 170/3) ابن حزم رحمہ اللہ نے (المحلی برقم المسئلة: 552) امام نووی رحمہ اللہ نے (خلاصة الأحکام: 838/2)

خطابی رحمہ اللہ نے (معالم السنن: 218/1) اور ابن الملقن رحمہ اللہ نے (البدر المنیر: 95/2) میں ''صحیح'' کہا ہے، ابن المنذر رحمہ اللہ نے اسکو'' ثابت'' کہا ہے۔(الأوسط: 294/4)

۳۔ یہ حدیث اس بات پر شاہد عدل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نماز عید کبھی ترک نہیں کی تھی۔

۴۔ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نماز عید کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔ ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نہ پڑھتے۔

۵۔ عید کی نماز فرض عین ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب رسول نے زندگی میں ایک مرتبہ بھی نہیں چھوڑی۔ یہ اللہ کے شعائر میں سے بھی ہے جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں۔
(کتاب الصلاۃ ص/32)

۶۔ عید کا خطبہ سماعت کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ومستحب ہے۔ (التوضیح 86/8)

﴿ ٤ ﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو الْغَنَائِمِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ النَّرْسِيِّ الْكُوفِيُّ قَالَ: أبنا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ: قُرِءَ عَلَى أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الزَّيَّاتِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: قُرِءَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيِّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ رَمَضَانَ، قثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الْعِيدَ عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید کثیر بن صلت

کے گھر کے نزدیک پڑھائی۔

تخریج:

أصله فی (صحیح البخاری برقم: 863، 7325)، سنن أبی داؤد برقم: 1146

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه سفیان الثوری وهو مدلس وقد عنعنه، ولکن الحدیث صحیح کما فی التخریج. واللّٰه أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ کسی شخص یا قوم وقبیلہ وغیرہ کی نسبت سے ’’عیدگاہ‘‘ کا نام رکھنا جائز ہے۔

۲۔ ’’کثیر بن الصلت‘‘ کا اصل نام ’’قلیل بن الصلت‘‘ تھا۔ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کا نام تبدیل کر کے ’’کثیر بن الصلت‘‘ رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ’’عیدگاہ‘‘ اس مقام پر تھی۔ لیکن انکی نسبت سے مشہور نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اس عیدگاہ کے قریب ’’کثیر بن صلت‘‘ نے اپنا مکان تعمیر کیا اور بعد میں وہ عیدگاہ انہی کے نام کی نسبت سے مشہور ہونے لگی۔ (فتح الباری: 449/2)

۳۔ مشہور مؤرخ عمر بن شبّہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے: کہ ’’مصلّٰی‘‘ (عیدگاہ) مدینہ طیبہ میں مشہور جگہ تھی، جو مسجد نبوی کے دروازے سے پانچ سو گز کے فاصلہ پر تھی۔

(تاریخ المدینة لابن شبّه: 138/1، فتح الباری: 449/2)

۴۔ مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ بغیر کسی عذر شرعی کے مسجد میں نماز عید ادا کرنا مناسب نہیں بلکہ غیر مستحب ہے کیونکہ مسجد نبوی کے فضائل کے باوجود بھی آپ نے مسجد سے باہر ’’عیدگاہ‘‘ میں نماز ادا کی۔

۵۔ صحراء کے اندر نماز عید کا ادا کرنا مستحب و مسنون اور مبارک عمل ہے۔ جیسا کہ علامہ

شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:"من المأثور في العيدين أن تكون الصلاة في الجبانة إلا لعذر من مطر أو نحوه" "سنت تو یہی ہے کہ عیدین کی نماز صحراء میں ادا کی جائے۔الا کہ بارش وغیرہ کا کوئی عذر ہو۔" (السیل الجرار: ص/196)

٦۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگ صحراء میں نماز عید ادا کرنے کے لیے نکلے تھے۔

(الأوسط لابن المنذر برقم: 2141 و سنده صحيح)

٧۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین نے پوری زندگی بغیر عذر شرعی کے مسجد نبوی یا کسی اور مسجد میں نماز عید ادا نہ کی۔

٨۔ ضرورت کے تحت نماز عید مسجد میں بھی ادا ہو سکتی ہے۔لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغیر عذر شرعی کے مسجد میں نماز عید ادا کرنے کا باسند صحیح ثبوت نہیں ملتا اس کے متعلق جتنی بھی احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔بارش وغیرہ کسی بھی عذر شرعی کی بنیاد پر مسجد میں نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔جیسا کہ عثمان بن عبدالرحمن التیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "مُطِرْنَا فِي إِمَارَةِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَلَى الْمَدِينَةِ مَطَرًا شَدِيدًا لَيْلَةَ الْفِطْرِ فَجَمَعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَى الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الْفِطْرَ وَالْأَضْحَى، ثُمَّ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ: "قُمْ فَأَخْبِرِ النَّاسَ مَا أَخْبَرْتَنِي. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ:"إِنَّ النَّاسَ مُطِرُوا عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَامْتَنَعَ النَّاسُ مِنَ الْمُصَلَّى، فَجَمَعَ عُمَرُ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى بِهِمْ ثُمَّ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ:"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَخْرُجُ بِالنَّاسِ إِلَى الْمُصَلَّى يُصَلِّي بِهِمْ لِأَنَّهُ أَرْفَقُ بِهِمْ وَأَوْسَعُ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ لَا يَسِعُهُمْ". قَالَ:"فَإِذَا كَانَ هَذَا الْمَطَرُ فَالْمَسْجِدُ أَرْفَقُ."

’’کہ ابان بن عثمان رحمہ اللہ جب مدینہ کے گورنر تھے تو عیدالفطر کے دن سخت ترین بارش ہوئی پس آپ نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور اس میدان عید کی طرف نہ نکلے جس میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی جاتی تھی پھر ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے فرمایا: کہ آپ کھڑے ہو کر وہ دلیل بیان کریں جو آپ نے مجھے بتائی تھی۔ پس عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ نے (وہ دلیل ذکر کرتے ہوئے) کہا: کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سخت بارش ہوئی پس آپ (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو (مشہور) عیدگاہ کی طرف جانے سے روک دیا۔ اور لوگوں کو مسجد میں اکھٹا کیا پس آپ نے (مسجد میں) نماز عید پڑھائی۔ پھر منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مشہور) عیدگاہ کی طرف نکلتے اور لوگوں کو وہیں نماز عید پڑھاتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے لیے سب سے زیادہ شفیق اور وسعت پیدا کرنے والے تھے۔ اور مسجد ان کے لیے وسیع تھی۔ فرمایا: (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) جب بارش ہو تو مسجد سب سے زیادہ آسانی کا سبب ہے۔‘‘ (السنن الکبری للبیہقی برقم: 6258 وسندہ حسن)

اگر مسجد میں نماز عید پڑھی جائے تو مستحب یہی ہے کہ منبر کے بجائے نیچے زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جائے۔ اور اگر منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جائے تو جائز ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث اس کا ثبوت ہے۔

۹۔ مروان نے عید کے حوالہ سے دو تبدیلیاں کیں۔ پہلی تبدیلی کہ عیدگاہ میں منبر کا اہتمام کرنا اور دوسری تبدیلی کہ نماز عید سے قبل خطبہ عید کا انصرام کرنا اور یہ دونوں باتیں خلاف سنت تھیں۔ تب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روکا۔ ورنہ اس سے قبل نہ تو عیدگاہ میں منبر لے جایا جاتا اور نہ ہی نماز عید سے قبل خطبہ دیا جاتا۔ (صحیح مسلم برقم: 49)

۱۰۔ بدعت کے علم سے بہتر حدیث و سنت کا علم ہے۔ کیونکہ سنت و حدیث پر عمل کرنے

میں ہی کامیابی ہے۔حدیث وسنت ایک نور ہے۔اور بدعت ایک اندھیرا ہے۔

۱۱۔ امتی کا اجتہاد اگر صحیح حدیث کے خلاف ہوتو وہ مردود ہے۔

۱۲۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سنت اور حدیث پر عمل پیرا رہنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے۔

۱۳۔ حمیت حدیث کا عنصر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بأتم موجود تھا۔

۱۴۔ کسی غلط کام کے کرنے پر حکمرانوں کو روکنا اور انہیں حق بات کی تلقین کرنا ان کی بے ادبی وگستاخی نہیں۔

۱۵۔ مذکورہ حدیث یہاں مختصراً ذکر کی گئی ہے جبکہ دیگر کتب احادیث میں اس کی تفصیلات بھی ذکر کی گئی ہیں۔سیدنا ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطر اور قربانی کے دن ''عیدگاہ'' کی طرف جاتے اور سب سے پہلے نماز عید پڑھاتے پھر اس سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے۔اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کی شکل میں انہیں وعظ ونصیحت کرتے اگر کسی جنگی لشکر کو تیار کرنا ہوتا تو تیار کرتے۔یا کسی اور کام کا حکم صادر فرمانا ہوتا تو صادر فرماتے اور واپس اپنے گھر لوٹ آئے۔ سیدنا ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ آپ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسا ہی کرتے رہے۔یہاں تک کہ میں مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے لیے نکلا۔اور وہ اس وقت گورنر مدینہ تھے۔جب ہم عیدگاہ پہنچے تو وہاں ایک منبر بنا ہوا تھا۔جسے کثیر بن الصلت نے بنایا تھا۔مروان نے نماز سے قبل اس منبر پر خطبہ دینا چاہا تو میں نے پیچھے سے ان کا کپڑا کھینچا۔لیکن مجھے کھینچتے ہوئے وہ زبردستی منبر پر چڑھ گئے اور نماز سے قبل خطبہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! آپ نے سنت کو تبدیل کر ڈالا۔تو انہوں نے کہا: ابوسعید! وہ بات گئی جو تم جانتے ہو۔میں نے کہا: اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے۔ جو میں نہیں جانتا۔تو انہوں نے اس کی توجیہ کرتے ہوئے کہا: لوگ نماز کے بعد ہمارے

لیے بیٹھنے والے نہیں تھے۔اس لیے میں نے نماز سے قبل خطبہ دے دیا۔“

(صحیح البخاری برقم: 956)

١٦۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عید کی نماز مسجد کی نسبت عید گاہ میں پڑھنا مستحب و مسنون عمل ہے کیونکہ اس میں کفار پر ایک رعب اور شوکت اسلام کے اظہار کا عظیم شاہکار بھی ہے۔

﴿٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے دن حاضری کا اتفاق ہوا۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید خطبہ سے قبل ادا کی۔

تخریج:

مسند أحمد برقم: 14420، سنن النسائی برقم: 1575، السنن الکبرٰی للنسائی برقم: 1797، سنن الدارمی برقم: 6343

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ، قَالَا: ثنا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَبَدَءُوا الصَّلَاةَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،سیدنا ابوبکر اور سیدنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز عید کے لیے حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس انہوں نے نماز عید خطبہ سے قبل ادا کی۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 962، السنن الکبرٰی للنسائی برقم: 1781

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه سفيان وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الحديث صحيح كما فى التخريج. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الصلاة قبل الخطبة وهو إجماع من العلماء قديما و حديثا"

'' خطبہ سے قبل نماز عید ادا کرنے پر متقدمین اور متاخرین علماء امت کا اجماع ہے۔''

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح:91/8)

۲۔ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے خطبہ سے قبل نماز عید کی ادائیگی کے متعلق تین وجوہ اور حکمتیں بھی ذکر کی ہیں۔ جن کی تفصیل کے لیے دیکھیں: (التوضيح لشرح الجامع الصحيح:95/8)

۳۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر مستقل باب بھی قائم کیا ہے: ''باب الخطبة بعد العيد''

﴿۷﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قثنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ فِي يَوْمِ نَحرٍ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَنْهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ، فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ، قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُ عُثْمَانَ فِي فِطْرٍ وَيَوْمِ جُمُعَةٍ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ.

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قربانی کے دن (عید الاضحیٰ) حاضر ہوا تو آپ نے خطبہ سے قبل نماز عید ادا کی۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا: آپ ان دو دنوں کے روزہ سے منع فرماتے۔ کیونکہ عید الفطر کا دن تمہارے روزوں کے بعد پہلا افطاری کا دن ہے۔ اور اہل اسلام کے لیے عید کا تہوار بھی ہے۔

راوی حدیث ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ پھر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے دن حاضر ہوا جس میں عید الفطر اور جمعہ دونوں مجتمع ہو گئے۔ پس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی اور پھر ارشاد فرمایا: کہ آج کے دن دو عیدیں اکٹھی ہو گئیں (عید الفطر اور جمعہ)۔

تخریج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 5، صحيح البخارى برقم: 1990، 1991، 5571، صحيح مسلم برقم: 1137، مسند الشاميين للطبرانى برقم: 1799

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهرى وهو مدلس وقد عنعنه ولكن الحديث صحيح. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”رخص صلی اللہ علیہ وسلم لهم إذا وقع العيد يوم الجمعة أن يجتزؤا بصلاة العيد عن حضور الجمعة“

”جب جمعہ اور عید کا دن اکٹھا ہو جائے تو عید پڑھنے والے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی رخصت دی ہے۔“ (زاد المعاد: 432/1)

۲۔ حافظ ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”و إن اتفق عيد في يوم جمعة، سقط حضور الجمعة عمن صلى العيد إلا الإمام، فإنها لا تسقط عنه إلا ألا يجتمع له من يصلي به الجمعة“

”اگر عید اور جمعہ کا دن اتفاقاً اکٹھے ہو جائیں تو مقتدی جس نے عید کی نماز ادا کی اسے جمعہ کی حاضری سے رخصت ہے۔ البتہ امام کے لیے جمعہ کی رخصت صرف اس صورت میں ممکن ہے جب جمعہ پڑھنے والا کوئی مقتدی نہ ہو۔“ (المغنی: 358/2)

۳۔ یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عید کی نماز ادا کرنے والے شخص پر جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ البتہ جواز باقی رہتا ہے۔

۴۔ عید کے دن جو شخص رخصت پر عمل کرتے ہوئے جمعہ کی نماز ادا نہ کرے تو اس کے لیے نماز ظہر ادا کرنا فرض ہے۔

﴿۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَقَالَ: إِنَّ

هَذَا يَوْمٌ اجْتَمَعَ فِيهِ عِيدَانِ فَمَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْكُثَ فَلْيَمْكُثْ.

ابو عبید کہتے رحمہ اللہ ہیں: کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (عیدگاہ میں) نماز عید کے لیے حاضر ہوا۔ پس آپ نے خطبہ سے قبل نماز عید ادا کی اور پھر ارشاد فرمایا: آج کے دن دو عیدیں (عید الفطر اور جمعہ) اکٹھی ہوگئی ہیں۔ پس جو کوئی اہل مضافات میں سے (عید کی ادائیگی کے بعد) جانا چاہے اسے ہم جمعہ کی رخصت دیتے ہیں۔ اور جو کوئی ٹھہرنا چاہے (جمعہ کے لیے) پس وہ رک جائے۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 5572، المؤطا للإمام مالك برقم: 588، 232، مسند الشافعی:1/77، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5837، سنن أبی داؤد برقم: 1070، صحیح ابن حبان برقم: 3600، السنن الکبری للبیهقی برقم: 6292، معرفة السنن والآثار للبیهقی برقم: 6914، 7025، الأوسط لابن المنذر برقم: 2185

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه الزهری وهو مدلس وقد عنعنه، ولکن الحدیث صحیح کما فی التخریج. والله أعلم بالصواب

﴿٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثنا قُتَيْبَةُ، ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ عَلِيٍّ، فَصَلَّى أَحَدُهُمَا، وَلَمْ يُصَلِّ الْآخَرَ.

(ثقہ تابعی) حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عید اور جمعہ

اکٹھے ہو گئے تو آپ نے ایک کو ادا کیا (نماز عید) اور دوسرے (جمعہ) کی رخصت دے دی۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 838، الأوسط لابن المنذر برقم: 2184 عن أبی عبد الرحمن السلمی بمعناه.

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه قتادة بن دعامة وهو مدلس وقد عنعنه. واللّٰه أعلم بالصواب

﴿۱۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: حَضَرْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِنَا الْعِيدَ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ قَضَيْنَا الصَّلَاةَ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ.

سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عید کے لیے حاضر ہوا پس آپ نے ادائیگی نماز کے بعد ارشاد فرمایا: جو خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھ جائے، اور جو (بغیر سماعت خطبہ) جانا چاہے وہ چلا جائے۔

تخریج:

سنن أبی داؤد برقم: 1155، سنن النسائی برقم: 1571، السنن الکبریٰ للنسائی برقم: 1792، سنن ابن ماجه برقم: 1290، المستدرك برقم: 1093، سنن الدارقطنی برقم: 1738

حکم الحدیث: إسناده حسن

فيه الفضل بن موسٰى وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

ملحوظة: وروايات ابن جريج عن عطاء محمولة على السماع و إن لم يصرح.(التاريخ الكبير لابن أبی خيثمة ص/ 152،157 وسنده صحيح)

فوائد:

۱۔ عیدین کا خطبہ مسنون و مستحب ہے۔فرض و واجب نہیں سیدنا عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل کی تو ارشاد فرمایا: یقینا ہم خطبہ دیں گے "فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ" "جو خطبہ کے لیے بیٹھنا پسند کرے وہ بیٹھ جائے اور جو جانا چاہے وہ چلا جائے۔" (سنن أبی داؤد برقم:1155، سنن ابن ماجه برقم: 1290، صحيح ابن خزيمة برقم:1362 وسنده حسن)

۲۔ نماز عید کے خطبہ کے مسئلہ میں شریعت نے توسع اور وسعت رکھی ہے۔ اگر کوئی ایک خطبہ دینا چاہے تب بھی جائز اور اگر کوئی خطبہ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے دو خطبے دینا چاہے تب بھی جائز ہے۔ اس میں افراط و تفریط کا معاملہ ہرگز درست نہیں۔ البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسند صحیح دو خطبوں کا ثبوت نہیں ملتا۔

۳۔ خطبہ عید کا اختصار ایک مستحب عمل ہے۔ تاکہ عوام الناس کسی اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں۔

۴۔ خطبہ عید مختصر مگر جامع ہونا چاہیے اور خطبہ کی نسبت نماز عید لمبی ہونی چاہیے۔

۵۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نماز کی طوالت اور خطبہ کا اختصار بنسبت نماز کے آدمی کے صاحب بصیرت اور فقیہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے نماز لمبی پڑھایا کریں اور خطبہ مختصر مگر جامع دیا کریں۔ بعض بیان

تاثیر میں مثل جادو کے ہوتے ہیں۔'' (صحیح مسلم برقم:869)

٦۔ خطبہ عید کا سننا فرض و واجب نہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: ''جو شخص خطبہ سننا چاہے وہ بیٹھ جائے اور جو جانا چاہے، وہ چلا جائے۔'' (سنن أبی داؤد برقم: 1155 وسنده صحيح، سنن ابن ماجه برقم: 1290) تاہم افضل و مستحب یہی ہے کہ خطبہ پورے اہتمام کے ساتھ سن کر جائے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا کرتے۔

٧۔ خطبہ عید میں لوگوں کو صدقہ و خیرات اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلانی چاہیے تاکہ اس موقع پر غرباء کو بھی فائدہ ہو۔

٨۔ خطبہ عید کے لیے منبر لے جانا مشروع نہیں ہے۔ (صحیح البخاری برقم:956)

﴿١١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **إِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ، وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.**

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے لیے عید اور کھانے پینے کے دن ہیں۔

تخریج:

مسند أحمد برقم: 17379، سنن أبی داؤد برقم: 2419، سنن الترمذی برقم: 773، سنن النسائی برقم: 3004، صحيح ابن خزيمة برقم: 2100، صحيح ابن حبان برقم: 3603، المستدرك برقم: 1586 وقال الحاكم: صحيح على شرط مسلم.

حکم الحدیث: إسناده حسن

فيه موسٰى بن على بن رباح وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ قربانی کی شرعی تعریف یہ ہے کہ ایام قربانی میں رضائے الٰہی کے لیے مخصوص شرائط کے حامل جانور کا خون بہانا اسلامی شعار اور عظیم عبادت ہے۔ جسے قربانی کہا جاتا ہے۔

۲۔ قربانی ایک سنت مؤکدہ ہے۔فرض وواجب نہیں۔اس کی سنیت ومشروعیت پر کتاب وسنت اور امت کے مجتہدین کا اجماع دلیل ہے۔

۳۔ اہل السنہ والجماعہ کے ہاں قربانی ایک مسنون ومشروع عمل مبارک ہے۔یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے اور اس پر امت کا تعامل رہا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے خود قربانی کی صحابہ وتابعین، تبع تابعین اور اسلاف امت قربانی کرتے تھے یہ اسلام کا شعار اور اللہ کریم کے شکر کا ایک انوکھا انداز بھی ہے۔قربانی اللہ کا حق ہے۔اور اس کی قربت ورضا مندی کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے۔

۴۔ ابن عابدین حنفی (1252ھ) کہتے ہیں:"إذا أنكر أصل مشروعية المجمع عليها بين الأمّة فانه يكفر" "جس عمل کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو اس کا سرے سے انکار کفر کی دلیل ہے۔" (فتاوی شامی: 314/6)

مزید رقمطراز ہیں:"لو أنكر أصل الأضحية كفر" "اگر کوئی قربانی کی مشروعیت کا ہی منکر ہے تو وہ کافر ہے۔" (فتاوی شامی 314/6)

۵۔ علماء احناف لکھتے ہیں:"انّ الأمّة اجمعت أنّه لو أدّى القيمة مكان الشاة فى الضحايا و الهدايا لا يكون كافيا" "بے شک امت کا اس بات پر

اجماع ہے اگر کوئی قربانی کے جانور کی جگہ اس کی قیمت ادا کر دے تو وہ قربانی سے کفایت نہیں کرے گا۔" (البحر الرائق: 238/2، فتاوی شامی: 286/2)

۶۔ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"لَا يَصِحُّ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ الْأُضْحِيَّةَ وَاجِبَةٌ" "کسی صحابی سے قربانی کا وجوب باسند صحیح ثابت نہیں۔" (المحلی بالآثار: 10/6)

۷۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"کان الصحابة رضی الله عنهم لا یضحون یعنی أنهم یلتزمون الأضحیة" "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قربانی کو ضروری تصور نہیں کرتے تھے۔" (الإعتصام:602/2)

۸۔ ابن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"أجمع المسلمون علی مشروعية الأضحية" "مسلمانوں کا قربانی کہ سنیت پر اجماع ہے۔"(الشرح الکبیر: 530/3)

۹۔ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کا ترک ثابت ہے۔(السنن الکبری للبیهقی برقم: 19036، الخلافیات للبیهقی رقم المسئلة: 562 وسنده صحیح)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی سند کو "صحیح" کہتے ہیں۔ (مسند الفاروق: 332/1)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (السنن الکبری للبیهقی: 225/9 وسنده صحیح) سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ (المحلی لابن حزم: 358/7 وسنده صحیح) قربانی کے عدم وجوب کے قائل تھے۔

۱۰۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ سنت اور کار خیر کا کام ہے۔(صحیح البخاری: 132/2 تعلیقا) لیکن ابن حجر رحمہ اللہ "تعلیقات البخاری" پر لکھی جانے والی کتاب (تغلیق التعلیق: 3/5) میں اس کی صحیح سند ذکر کرتے ہیں اور اس کی سند کو 'جید' کہا ہے۔

۱۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے نزدیک بھی یہ سنت ہی ہے۔ جیسا کہ انکی ابواب بندی سے معلوم ہوتا ہے۔(صحیح البخاری: باب سنّة الأضحية)

۱۲۔ بعض لوگ قربانی کو واجب سمجھتے ہیں۔بطور دلیل قربانی کے وجوب پر درج ذیل حدیث پیش کرتے ہیں”مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا“ ”اگر کوئی طاقت واستطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے تو ہماری عیدگاہ میں ہرگز نہ آئے۔“ (مسند أحمد برقم: 8273، سنن ابن ماجه برقم: 3123، المستدرك للحاكم برقم:7565، امام حاکم اور ذہبی رحمہا اللہ نے صحیح بھی کہا ہے۔) حالانکہ اس حدیث سے قربانی کا وجوب صراحتاً ثابت نہیں ہوتا۔اسی لیے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:”فليس صريحا في الايجاب“ ”کہ وجوب میں یہ روایت صریح نہیں۔“ (فتح الباری: 3/10)

۱۳۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ (319ھ) فرماتے ہیں:”أجمعوا على أنّ الضحايا لا يجوز قبل طلوع الفجر من يوم النحر“ ”مجتہدین امت کا اس پر اجماع ہے کہ قربانی کے دن طلوع فجر سے قبل قربانی کرنا درست نہیں۔“ (الإجماع: ص/78)

۱۴۔ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) رقمطراز ہیں:”وَالَّذِي يُضَحَّى بِهِ بِإِجْمَاعٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَزْوَاجُ الثَّمَانِيَةُ وَهِيَ الضَّأْنُ وَالْمَعزُ وَالْإِبِلُ وَالْبَقَرُ.“ ”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چار قسم کے جوڑوں کی قربانی درست ہے۔ بھیڑ، بکری، اونٹ، اور گائے۔

(التمهيد لما في المؤطا من المعاني والأسانيد: 188/23)

۱۵۔ بھینس کی قربانی کا مسئلہ بین العلماء مختلف فیہ رہا ہے۔فریقین مسئلہ مذکورہ میں افراط وتفریط کا شکار رہے ہیں۔حالانکہ فقه المحمود کا تقاضا تو یہی تھا کہ جس ملک کے اندر منصوص علیہ جانوروں کا فقدان نہ ہو اور مناسب ترین قیمت میں دستیاب بھی ہوں تو ایک مشکوک اور مختلف فیہ موقف پر اصرار نہایت ہی غیر مناسب ہوگا اور اس مختلف فیہ مسئلہ میں شدّت کے ساتھ لوگوں کو ترغیب دلانا اور اس پر لیل ونہار توانائیاں صرف کرنا نہ صرف

وقت کا ضیاع بلکہ عدم تفقہ کا منہ بولتا ثبوت بھی ہوگا۔ ورنہ یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ صریح اور غیر صریح کے تعارض کے وقت ہمیشہ صریح کو ہی مقدم کیا جاتا ہے۔ البتہ جس علاقہ میں منصوص علیہ جانوروں کا فقدان ہو وہاں پر اس کی قربانی کے جواز پر فتویٰ ممکن ہے۔ لیکن جہاں پر منصوص علیہ جانوروں کی منڈیاں لگتی ہوں اور ریٹ بھی نہایت مناسب ہوں وہاں پر چار منصوص علیہ جانوروں (اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ) کی قربانی کرنا ہی افضل اور مستحسن امر ہوگا۔ واللہ أعلم بالصواب.

۱۶۔ قال الترمذی رحمہ اللہ: "وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ: يَكْرَهُونَ الصِّيَامَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ، إِلاَّ أَنَّ قَوْمًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ رَخَّصُوا لِلْمُتَمَتِّعِ إِذَا لَمْ يَجِدْ هَدْيًا وَلَمْ يَصُمْ فِي العَشْرِ أَنْ يَصُومَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ" "ایام تشریق میں روزے رکھنا مکروہ عمل ہے البتہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہ اللہ اس شخص کے لیے رخصت دیتے ہیں جو حج تمتع کر رہا ہو اور اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ دس دن روزے بھی نہ رکھ سکا ہو۔ کہ وہ ایام تشریق میں روزے رکھ لے۔ اور یہی مذہب امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا ہے۔" (سنن الترمذی برقم:773)

۱۷۔ اگر کوئی شخص نذر کے روزے رکھ رہا ہو اور درمیان میں عید کے ایام آ جائیں تو اسے چاہیے کہ وہ روزے ترک کر دے۔ بعد میں وہ روزے مکمل کرے۔

﴿۱۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثنا ابْنُ مَهْدِيٍّ، ثنا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ يَوْمَ

عَرَفَةَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ، وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ هِيَ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ.

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے لیے عید اور کھانے پینے کے دن ہیں۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ١١

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه موسٰى بن على وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

بَابُ مَا رُوِيَ فِي الِاغْتِسَالِ لِلْفِطْرِ

عیدالفطر کے دن غسل کرنے کے متعلق باب

﴿۱۳﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، **أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ.**

(ثقہ محدث) نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالفطر کے دن نماز عید کے لیے جانے سے قبل غسل کیا کرتے۔

تخریج:

الموطا للإمام مالك برقم: 2، مصنف عبد الرزاق برقم: 5753، مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5773، معرفة السنن والآثار للبيهقی برقم: 6803، السنن الكبرٰی للبيهقی برقم: 6125، الأوسط لابن المنذر برقم: 2114

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"لكن ثبت عن ابن عمر مع شدة إتباعه للسنة"

''سیدنا عبداللہ بن عمر کا یہ فعل اتباع سنت کے جنون کا عظیم مظہر ہے۔''

(زاد المعاد:1/426)

۲۔ اسلاف امت اس مبارک عمل کا عید کے دن اہتمام کرتے۔ حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

"أنه كان يغتسل يوم الفطر و يوم النحر"

''کہ وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (نماز عید کے لیے جانے سے قبل) غسل کرتے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5826 وسنده حسن)

۳۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ عیدین کے دن غسل کرنے کا حکم دیتے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5831 وسنده حسن)

۴۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ عید کے دن غسل کر کے جاتے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5830 وسنده صحیح)

۵۔ ابراہیم التیمی رحمہ اللہ کے باپ جمعہ اور عیدین کے غسل کو مستحب سمجھتے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5832 وسنده حسن)

۶۔ عیدین کے دن غسل کرنا فرض نہیں بلکہ بالاتفاق مستحب و مسنون ہے۔

زاذان ابو عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سأل رجل عليًا عن الغسل قال: اغتسل كل يوم إن شئت فقال: لا، الغسل الذی هو الغسل، قال: يوم الجمعة و يوم عرفة، و يوم النحر، و يوم الفطر'' ''ایک شخص نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے غسل کے متعلق سوال کیا: تو آپ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو ہر روز غسل کر لیا کر (شرعی ممانعت نہیں)۔ اس شخص نے عرض کیا: نہیں، میری مراد وہ غسل جو شرعی (مسنون) غسل ہو تو آپ نے فرمایا: (مسنون غسل) جمعہ کے دن، عرفہ کے دن، عید قربان اور عید الفطر کے دن۔'' (السنن الکبری للبیهقی: 278/3 وسنده حسن)

۷۔ امام ابن قدامہ المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عیدین کے دن غسل کرنا مستحب ہے۔'' (المغنی:256/3)

۸۔ عید کے دن بہترین اور صاف ستھرا لباس پہن کر جانا بھی ایک مستحب عمل ہے جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کے موقع پر اپنا سب

سے زیادہ خوبصورت لباس پہنتے تھے۔ (زاد المعاد: 121/1)

۹۔ اس دلیل سے بھی استدلال ممکن ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک موٹے ریشمی جبہ کو جو بازار میں فروخت ہو رہا تھا اٹھا کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا: کہ اے اللہ کے رسول!"ابتع هذه، تجمّل بها للعيد و الوفود" "اسے خرید لیجیے اور عید اور دیگر وفود سے ملاقات کے وقت اسے زیب تن فرما لیجیے" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"انما هذه لباس من لا خلاق له" "یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔" (صحیح البخاری برقم:948)

امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث پر اسی مناسبت سے عنوان قائم کیا ہے کہ "باب في العيدين و التجمّل فيه" اس حدیث کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے حافظ الدنیا ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:"کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید اور وفود کی ملاقات کے لیے اس خوبصورت ترین جبہ پہننے کی اس فاروقی تجویز پر ہرگز اعتراض نہ کیا۔"

(فتح الباری: 439/2)

۱۰۔ زینت وصفائی کی آڑ میں پیسے کے بے جا استعمال اور فضول خرچی جیسے بھیانک گناہ کی بھی شریعت ہرگز اجازت نہیں دیتی بلکہ وسائل اور شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے عمدہ لباس کا اہتمام کرے۔

۞ ١٤ ۞ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، ثنا مَالِكٌ مِثْلَهُ.

امام مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٣

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿١٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو قُدَامَةَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ لِلْعِيدَيْنِ، وَيَغْدُو قَبْلَ أَنْ يَطْعَمَ.

(ثقہ محدث) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدین کے لیے غسل کرتے۔ اور بغیر کچھ کھائے پیئے کے عیدگاہ چلے جاتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٣

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

١۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والذی علیه الأکثر استحباب الأکل"

"جمہور کا موقف یہی ہے کہ عید الفطر سے قبل کچھ کھانا پینا سنت اور مستحب ہے۔"

(الأوسط لابن المنذر: 254/4)

اور یہی بات حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ (التوضیح: 77/8)

﴿١٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا الْجَعْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْمُصَلَّى.

جعد بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سائب بن یزید رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه حاتم بن إسماعيل وهو صدوق حسن الحديث.والله اعلم بالصواب

﴿۱۷﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ وَيَتَطَيَّبُ يَوْمَ الْفِطْرِ.

(ثقہ محدث) نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر والے دن غسل کرتے اور خوشبو لگاتے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ خوشبو لگانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک محبوب عمل تھا۔

۲۔ طہارت و صفائی نصف ایمان ہے۔جیسا کہ حدیث نبوی ہے "الطهور شطر الإيمان." "طہارت ایمان کا حصہ ہے۔" (صحيح مسلم برقم:223)

۳۔ جمعہ کے دن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا، وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ“

”اے لوگو! جمعہ کے دن تم غسل کرو، اور استطاعت کے مطابق عمدہ تیل اور خوشبو بھی استعمال کرو۔“ (سنن أبی داؤد برقم: 353 وسنده حسن)

۴۔ عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا درست نہیں۔

﴿۱۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا لَيْثٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ: سُنَّةُ الْفِطْرِ ثَلَاثٌ: الْمَشْيُ إِلَى الْمُصَلَّى، وَالْأَكْلُ قَبْلَ الْخُرُوجِ، وَالِاغْتِسَالُ.

(ثقہ محدث) سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید الفطر والے دن تین کام مسنون ہیں۔

① عیدگاہ کی طرف پیدل چل کر جانا۔

② جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا۔

③ غسل کرنا۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه ابن شهاب الزهری وهو مدلس وقد عنعنه.والله أعلم بالصواب
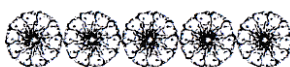
بَابُ

مَا رُوِيَ فِي الْأَكْلِ قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ يَوْمَ الْفِطْرِ

عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے قبل کچھ کھانا

﴿۱۹﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خَالِدٍ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَأْكُلُونَ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَلَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ يَوْمَ النَّحْرِ.

(ثقہ تابعی) ابن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ مسلمان عید الفطر والے دن نماز عید سے قبل کچھ کھا کے جاتے تھے جبکہ عید الاضحیٰ میں ایسا نہیں کرتے (نماز عید سے پہلے کچھ نہیں کھاتے)۔

تخریج:

معرفة السنن والآثار برقم: 6850، السنن الکبرٰی للبیهقی برقم: 6163

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه الزهری وهو مدلس وقد عنعنه، والحدیث صحیح مرفوعا (صحیح البخاری برقم: 953) والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ عید الفطر کے دن نماز عید سے قبل کھانا پینا اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید سے قبل کچھ نہ کھانا مسنون و مستحب عمل ہے، فرض و واجب نہیں۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَخْرُجُ يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ، وَلاَ يَطْعَمُ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يُصَلِّيَ."

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن نماز عید کے لیے نکلنے سے قبل کچھ کھاتے، اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید سے قبل کچھ نہ کھاتے۔ (سنن الترمذی برقم: 542، سنن ابن ماجه برقم: 1756، مسند أحمد برقم: 22984 والحدیث صحیح)

۲۔ عیدین کے دن یہ عمل مبارک سنت و مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَقَدْ اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ: أَنْ لَا يَخْرُجَ يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ شَيْئًا، وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى تَمْرٍ، وَلَا يَطْعَمَ يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يَرْجِعَ."

''اہل علم کی ایک جماعت اس عمل کو مستحب سمجھتی ہے کہ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز عید کی طرف جانا اور عید الاضحیٰ کے دن واپس لوٹنے تک کچھ نہ کھانا۔''

(سنن الترمذی برقم:542)

۳۔ عید الفطر سے قبل طاق عدد کھجوریں کھانا مستحب عمل ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ سَبْعًا، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ وِتْرًا"

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن عید کے لیے نہ نکلتے یہاں تک کہ تین، پانچ، سات یا اس سے کم وبیش طاق عدد میں کھجوریں نہ کھا لیتے۔''

(المستدرك للحاكم برقم:1102 وسنده حسن)

﴿۲۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَقْدِسِيُّ، ثنا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، ثنا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ

الْمُسَيِّبِ، قَالَ: لَا تَغْدُوا يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى تَأْكُلُوا، وَلَا تَأْكُلُوا يَوْمَ النَّحْرِ حَتَّى تُذَكُّوا أَوْ تَنْحَرُوا.

(ثقہ تابعی) ابن المسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید الفطر والے دن نماز عید کے لیے نہ جاؤ یہاں تک کہ کچھ کھالو اور عید الاضحیٰ کے دن کچھ نہ کھاؤ یہاں تک کے قربانی کرلو۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهرى وهو مدلس وقد عنعنه، ومع ذلك أيوب بن سويد ضعيف أيضاً. والله أعلم بالصواب

﴿۲۱﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلَى النَّاسِ.

(ثقہ محدث) نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر والے دن نماز عید کے لیے نہ جاتے یہاں تک کہ کچھ کھا اور پی نہ لیتے جبکہ یہ لوگوں پر فرض نہیں ہے (مسنون ہے)۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ قالت امّ الدرداء: "كُلْ قَبْلَ أَنْ تَغْدُوَ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَلَوْ تَمْرَةً."

ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''عید الفطر کے دن صبح سویرے کچھ تناول کریں۔ اگرچہ کھجور کا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو۔'' (مصنف ابن أبی شیبة برقم:5639 وسنده حسن)

۲۔ ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يُؤْتَى فِي الْعِيدَيْنِ بِفَالُوذَجٍ، فَكَانَ يَأْكُلُ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ'' ''ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس عیدین کے دن فالودہ لایا جاتا اور آپ روانگی سے قبل اس سے کھاتے تھے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5635 وسنده صحيح)

۳۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اِطْعَمْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ'' ''عید الفطر کے دن روانگی سے قبل تو کچھ نہ کچھ کھا، پھر تو روانہ ہو۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم:5633 وسنده صحيح)

یہاں پر ''صیغہ امر'' استحباب کے لیے ہے جیسا کہ قرائن خارجیہ اس بات کے متقاضی ہیں۔

۴۔ قال حصين: ''غَدَوْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ يَوْمَ فِطْرٍ، فَقُلْت لَهُ : يَا أَبَا سُوَيْد، هَلْ طَعِمْتَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَغْدُوَ؟ قَالَ : لَعِقْتُ لَعْقَةً مِنْ عَسَلٍ'' حصین کہتے ہیں: ''میں عید الفطر کے دن صبح معاویہ بن سوید رحمہ اللہ کے پاس تھا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابوسوید! کیا آپ نے صبح کوئی چیز کھائی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے شہد کی ایک چمچ کھائی ہے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5631 وسنده صحيح)

۵۔ عطاء بن السائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''أنه لِعقَ لَعْقَةً مِن عَسَل، ثُم خَرَج'' ''ابن معقل رضی اللہ عنہ نے (عید الفطر کی روانگی سے قبل) ایک چمچ شہد کی کھائی پھر روانہ ہوئے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5632 وسنده)

۶۔ قال الترمذی: ''اسْتَحَبَّ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ: أَنْ لاَ يَخْرُجَ يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ شَيْئًا، وَيُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يُفْطِرَ عَلَى تَمْرٍ، وَلاَ يَطْعَمَ

يَوْمَ الأَضْحَى حَتَّى يَرْجِعَ" امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن کوئی شخص اس وقت تک روانہ نہ ہو جب تک کچھ کھا نہ لے۔ اور یہ بھی مستحب ومسنون ہے کہ وہ ناشتہ کھجور کے ساتھ کرے۔ نیز عید الاضحیٰ کے دن روانگی سے قبل کچھ نہ کھائے یہاں تک کہ وہ واپس آجائے (یہ بھی مستحب عمل ہے)۔'' (جامع الترمذی تحت الرقم: 542)

۷۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "والذي عَليه الأَكْثر، استحْبَاب الأَكْل" ''اکثر اہل علم عید (الفطر) کے موقع پر کچھ کھا کر جانا مستحب ومسنون تصور کرتے ہیں۔'' (الأوسط: 254/4)

۸۔ امام نووی رحمہ اللہ بھی حکم استحباب ہی کو درست سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ رقمطراز ہیں:

"بَاب اسْتِحْبَاب الْأكل يَوْم الْفطر قبل الْخُرُوج، وَأَن يكون الْمَأْكُول تَمرا ووتراً، واستحباب الْإِمْسَاك فِي الْأَضْحَى حَتَّى يرجع" ''عید الفطر کے دن کچھ کھا کے جانا، اور وہ بھی طاق عدد کھجوریں کھانا مستحب عمل ہے۔ اور عید الاضحیٰ کے دن واپسی تک کچھ نہ کھانا مستحب ومسنون ہے۔'' (خلاصة الأحكام: 826/2)

۹۔ اور یہی بات حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ (التوضيح: 77/8)

۱۰۔ ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ وتر کی تعداد میں کھانے کی حکمت یہ تھی "لأنه صلی اللہ علیہ وسلم كان يُحِب الوِتْر فِي كُل شَيءٍ استشْعَارًا بِالوَحْدَانِية، فإنَّه وترٌ يُحب الوِتْر" ''کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز میں وتر کو پسند کرتے اور یہ اللہ کی وحدانیت کی حکمت کے پیش نظر تھا کیونکہ اللہ رب العزت وتر ہیں اور وتر کو ہی پسند کرتے ہیں۔'' (التوضيح: 77/8)

۱۱۔ امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”وَكَانَ ﷺ يَأْكُلُ قَبْلَ خُرُوجِهِ فِي عِيدِ الْفِطْرِ تَمَرَاتٍ، وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا، وَأَمَّا فِي عِيدِ الْأَضْحَى فَكَانَ لَا يَطْعَمُ حَتَّى يَرْجِعَ مِنَ الْمُصَلَّى فَيَأْكُلُ مِنْ أُضْحِيَتِهِ.“

”نبی مکرم ﷺ عید الفطر کی روانگی سے قبل کھجوریں کھایا کرتے اور یہ وتر ہوتیں، اور عید الاضحیٰ کے دن جب تلک عیدگاہ سے واپس نہ پلٹتے کچھ نہ کھاتے۔ واپسی پر آپ قربانی کا گوشت کھاتے۔“ (زاد المعاد: 426/1)

۱۲۔ عید الفطر کی ادائیگی کے لیے روانگی سے قبل کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ کے لئے روانگی سے قبل کچھ نہ کھانا ایک مسنون و مستحب عمل ہے فرض و واجب نہیں۔

۱۳۔ اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو پانی یا کسی اور چیز کے ساتھ یہ افطاری کی جا سکتی ہے۔

۱۴۔ اگر کوئی شخص عید الاضحیٰ کے موقع پر روانگی سے قبل کچھ کھا بھی لے تو گناہ گار نہ ہوگا جیسا کہ سیدنا ابو بردۃ بن نیار رضی اللہ عنہ نے روانگی سے قبل قربانی والی بکری ذبح کر کے اس کا گوشت کھایا۔ تو آپ ﷺ نے اس کی تردید نہیں فرمائی۔ (صحیح البخاری برقم: 955) کیونکہ یہ ایک مستحب عمل ہے فرض و واجب نہیں۔

۱۵۔ اسلاف امت اس سنت کا اہتمام کرتے اور لوگوں کے حالات کے پیش نظر کبھی کبھی عید الاضحیٰ کی روانگی سے قبل بھی کھا لیتے تا کہ لوگ اس کو فرض نہ سمجھیں۔

﴿۲۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ.

(ثقہ محدث) ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ان کے باپ سیدنا عروہ رحمہ اللہ (بن زبیر) عید الفطر والے دن نماز عید کی طرف جانے سے قبل کچھ کھا لیا کرتے تھے۔

تخريج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 6، مصنف عبد الرزاق برقم: 5736

حكم الحديث: إسناده صحيح

فيه هشام بن عروة وهو برىء من التدليس.والله أعلم بالصواب

﴿٢٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ مِثْلَهُ.

(ثقہ محدث) مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٢٢

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿٢٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُؤْمَرُونَ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ يَوْمَ الْفِطْرِ.

(ثقہ محدث) سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا کہ عیدالفطر کی ادائیگی سے قبل کچھ کھا پی کے جاؤ۔

تخريج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 7، مصنف عبد الرزاق برقم: 5735، معرفة السنن والآثار برقم: 6851، مصنف ابن أبى شيبة برقم: 5601

حکم الحدیث: إسناده صحیح

۲۵۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَكَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَأْكُلُوا قَبْلَ أَنْ يَغْدُوا يَوْمَ الْفِطْرِ، وَعَلَى ذَلِكَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ.

(ثقہ محدث) مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ (نماز) عیدالفطر کی روانگی سے قبل کچھ کھا پی لیں اور میں نے لوگوں کو اسی (سنت) پر گامزن پایا (لوگ کھا پی کر ہی جاتے)۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحیح

بَابُ

مَا رُوِيَ أَنَّ السُّنَّةَ الْمَشْيُ إِلَى الْعِيدَيْنِ

نمازِ عیدین کے لیے پیدل چل کر جانا مسنون ہے

﴿٢٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا لَيْثٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّهُ قَالَ: سُنَّةُ الْفِطْرِ ثَلَاثٌ: الْمَشْيُ إِلَى الْمُصَلَّى، وَالْأَكْلُ قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمُصَلَّى، وَالِاغْتِسَالُ.

(تابعی کبیر) ابن المسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عید الفطر والے دن تین کام سنت ہیں:

① عیدگاہ کی طرف پیدل چل کر جانا۔

② عیدگاہ کی طرف روانگی سے قبل کچھ کھانا۔

③ غسل کرنا۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهري وهو مدلس وقد عنعنه. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ زر بن حبیش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن کاٹن کا لباس پہن کر نکلتے، تکبیرات کہتے ہوئے پیدل چل رہے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة برقم: 5653 وسنده صحيح)

۲۔ عید گاہ کی طرف چل کر جانا اور سواری پر جانا دونوں امر جائز ہیں۔البتہ عید گاہ قریب ہو اور صحت بھی ہو تو چل کر جانا بہتر اور افضل ہے۔

۳۔ عورتوں کا گاڑیوں میں جانا زیادہ بہتر ہے۔تا کہ اختلاط مرد و زن کے فتنے، راستوں میں لوگوں کے لیے تشویش کے فتنے سے محفوظ رہنے کا مضبوط ذریعہ ہے۔اور بے پردگی سے بچنے کا ایک بڑا باعث بھی ہے۔

۴۔ پیدل جانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان چلتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تکبیرات کہہ سکے گا۔اجر وثواب میں اضافہ کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

۵۔ پیدل جانے کی سنیت پر کوئی باسند صحیح صریح مرفوع روایت ہمارے علم میں نہیں ہے۔

۶۔ یہ ایک مباح امر ہے حالات کے پیش نظر جس طرح آسانی ہو کر لینا چاہیے۔

﴿۲۷﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْحِمْصِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، ثنا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَرْكَبْ فِي جَنَازَةٍ قَطُّ، وَلَا فِي خُرُوجِ أَضْحَى وَلَا فِطْرٍ.

(محمد بن مسلم بن شہاب) الزہری رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ اور نماز فطر و اضحیٰ کے لیے کبھی سواری استعمال نہ کرتے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده مرسل منقطع

لأن الزهري لم يدرك الرسول ﷺ. والله أعلم بالصواب

بَابُ وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ

باب نماز عیدین کی طرف روانگی کا وقت

﴿۲۸﴾ أبنا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ، قثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ، وَرِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا صَلَّوُا الْفَجْرَ فِي الْعِيدَيْنِ مَعَ الْجَمَاعَةِ فَسَلَّمَ الْإِمَامُ عَجَّلُوا الْخُرُوجَ حَتَّى يَقْعُدُوا قَرِيبًا مِنَ الْمِنْبَرِ.

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ عیدین کے دن صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے پس جب امام سلام پھیرتا تو وہ عیدگاہ کی طرف نکلنے میں جلدی کرتے یہاں تک منبر کے قریب جا بیٹھتے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه بقية بن الوليد وهو مدلس وقد عنعنه. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ "كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ يَغْدُو كَمَا هُوَ إِلَى الْمُصَلَّى."

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے پھر اسی حالت میں عیدگاہ کی طرف روانہ ہو جاتے۔" (مصنف ابن أبي شيبة برقم:5656 وسنده صحيح)

۲۔ عبدالرحمن بن حرملہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أَنَّهُ كَانَ يَنْصَرِفُ مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مِنَ الصُّبْحِ حِينَ يُسَلِّمُ الإِمَامُ فِي يَوْمِ عِيدٍ، حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَيَجْلِسُ عِنْدَ الْمِصْرَاعَيْنِ."

''کہ وہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے ساتھ عید کے دن (صبح کی نماز میں) امام کے سلام پھیرنے کے بعد نکلتے، یہاں تک کے کثیر بن صلت کے گھر کے نزدیک عیدگاہ تشریف لاتے اور نیچے بیٹھنے والوں کے پاس بیٹھ جاتے۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5657 وسندہ صحیح)

۳۔ عطاء بن سائب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"صَلَّيْتُ الْفَجْرَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فِي يَوْمِ فِطْرٍ ، فَإِذَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْقِلٍ ، فَلَمَّا قَضَيَا الصَّلَاةَ خَرَجَا ، وَخَرَجْتُ مَعَهُمَا إِلَى الْجَبَّانَةِ"

''میں نے عید الفطر کے دن صبح کی نماز اس مسجد میں پڑھی، پس اچانک وہاں ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ اور عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ موجود تھے، پس جب وہ دونوں نماز سے فارغ ہوئے تو مسجد سے نکلے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ ''جبانہ'' عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم:5658 وسندہ صحیح)

۴۔ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"كان عُروَة، لا يأتي العِيْد حَتَّى تَتَعلى الشَّمْسَ"

''ان کے باپ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اس وقت تک عید نہ پڑھتے جب تک کے سورج اچھی طرح نکل نہ آتا۔''

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5661 وسندہ صحیح)

۵۔ ابومجلز لاحق بن حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لِيَكُنْ غَدْوُكَ يَوْمَ الْفِطْرِ مِنْ مَسْجِدِكَ إِلَى مُصَلَّاكَ.“

”عید الفطر کے دن اپنی مسجد سے اپنی عید گاہ کی طرف جلدی کریں۔“

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5660 وسنده حسن)

﴿۲۹﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ فَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُصَلَّى فَجَلَسَ وَجَلَسْتُ حَتَّى جَاءَ الْإِمَامُ.

یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے مسجد نبوی میں سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر وہ عید گاہ کی طرف نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا یہاں تک ہم عید گاہ پہنچے تو وہ بھی بیٹھ گئے اور میں بھی بیٹھا اسی اثناء میں امام صاحب تشریف لائے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ سورج طلوع ہونے کے بعد عید کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور زوال تک رہتا ہے۔

۲۔ عید الفطر کی نماز کے لیے معمولی تاخیر کرنا اور عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے جلدی کرنا بہتر عمل ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”وتعجيل الصَّلَاة فِي الْأَضْحَى، وتأخيرها فِي الْفطر“ ”عید الاضحیٰ کی نماز میں جلدی اور عید الفطر کی نماز میں تھوڑی سی

تاخیر مستحب عمل ہے۔ (خلاصة الأحكام: 826/2)

۳۔ بلا وجہ نماز میں تاخیر غیر مستحسن امر ہے جیسا کہ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ وہ لوگوں کے ہمراہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نکلے تو انہیں امام کی تاخیر میں تعجب ہوا۔ اور فرمایا: ہم تو اسوقت نماز پڑھ کر فارغ ہو چکے ہوتے اور یہ چاشت کا وقت تھا۔ (سنن أبی داؤدبرقم: 1135، سنن ابن ماجه برقم: 1317 وسنده صحيح)

۴۔ امام نووی رحمہ اللہ مذکور حدیث کے متعلق فرماتے ہیں "صحيح على شرط مسلم" (خلاصة الأحكام برقم:2914)

۵۔ اگر زوال کے بعد عید کے چاند نظر آنے کی اطلاع ملے یا حد درجہ بارش وطوفان کی وجہ سے یا کسی اور عذر شرعی کی بنیاد عید ادا نہ ہو سکے تو دوسرے دن نماز عید ادا ہوگی۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ "أَنَّ رَكْبًا جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا، وَإِذَا أَصْبَحُوا أَنْ يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ" ابو عمیر بن انس رحمہ اللہ کے چچا جو صحابی رسول ہیں، بیان کرتے ہیں: "ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آیا تو ہم نے صبح کو روزہ رکھ لیا۔ پھر پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس دن روزہ افطار کرنے اور اگلے دن عید گاہ جانے کا حکم دیا۔" (سنن أبی داؤد برقم: 1157، سنن النسائی برقم: 1158، سنن ابن ماجه برقم: 1653 وسنده صحيح) حدیث مذکور کی سند کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے "حسن" (السنن2/170) امام ابن الجارود رحمہ اللہ نے (المنتقى برقم:266) امام بیہقی رحمہ اللہ (السنن الكبرى 3/316) نے "صحیح" کہا ہے۔

﴿۳۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا

مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ كَانَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى بَعْدَ أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ.

بلاغیات مالک (بن انس) رحمہ اللہ میں سے ہے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد عیدگاہ کی طرف نکلتے۔

تخریج:

الموطا للإمام مالك برقم: 10، معرفة السنن والآثار برقم: 6843

حکم الحدیث: إسناده منقطع

الإنقطاع بين مالك بن أنس و سعيد بن المسيب.والله أعلم بالصواب

﴿۳۱﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، قثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، قَالَ: مَضَتِ السُّنَّةُ عِنْدَنَا فِي وَقْتِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى أَنْ يَخْرُجَ الْإِمَامُ مِنْ مَنْزِلِهِ قَدْرَ مَا يَبْلُغُ الْمُصَلَّى وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلَاةُ.

(ثقہ محدث) مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے ہاں یہ دستور رائج تھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے امام اپنے گھر سے اتنی دیر میں نکلتا (صبح کی نماز کے بعد) جتنی دیر اسے عیدگاہ تک پہنچنے میں لگتی اور پھر نماز کھڑی ہوجاتی۔

تخریج:

معرفة السنن والآثار برقم: 6838

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "وتعجيل الصَّلَاة فِي الْأَضْحَى، و تأخيرها فِي الْفطر" "عید الاضحیٰ کی نماز میں جلدی اور عید الفطر کی نماز میں تھوڑی سی تاخیر مستحب عمل ہے۔" (خلاصة الأحكام: 826/2)

۲۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید الفطر قدرے تاخیر سے اور عید الاضحیٰ کی نماز جلدی ادا کرتے تھے۔" (زاد المعاد: 121/1)

۳۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "کہ عید کے دن نماز عید اور اس کے لیے روانگی کے (مبارک عمل کے) علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز عید جلدی ادا کی جائے۔" (فتح الباری: 457/2)

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان بھی جلدی نماز عید ادا کرنے کی طرف ہی ہے۔ جیسا کہ ان کے باب "التبكير إلى العيد" سے معلوم ہوتا ہے۔

۵۔ کسی مجبوری کے تحت تاخیر کی جاسکتی ہے مثلاً: بارش وغیرہ لیکن زوال سے قبل نماز عید کا آخری وقت ہے ورنہ دوسرے دن ادا کی جائے گی۔

۶۔ ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ تو عید الفطر والے دن مسجد سے نکل کر سیدھا عید گاہ جائے۔

(مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5660 وسنده حسن)

۷۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ جب تلک سورج اچھی طرح طلوع نہ ہو جاتا عید گاہ نہ آتے۔

(مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5661 وسنده صحيح)

۸۔ عطاء بن السائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں عید الفطر والے دن صبح کی نماز مسجد پڑھنے کے لیے گیا تو ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ اور عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ وہاں مسجد میں موجود تھے۔ یہ دونوں حضرات جب صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو صحراء کی طرف نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا (جہاں عید گاہ تھی)۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5658 وسنده صحیح)

۹۔ عبدالرحمن بن حرملہ رحمہ اللہ (ثقہ محدث) سعید بن المسیّب رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کے ساتھ صبح کی نماز کے سلام کے بعد عیدگاہ کی طرف روانہ ہوتے۔ پھر سیدھے عیدگاہ پہنچتے جو کثیر بن الصلت کے گھر کے قریب تھی۔ پھر اہل علاقہ کے ساتھ عیدگاہ میں بیٹھ جاتے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5657 وسنده صحیح)

۱۰۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن صبح کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے پھر فوراً عیدگاہ کی طرف روانہ ہو جاتے۔ (مصنف ابن أبی شیبة برقم:5656 وسنده صحیح)

﴿۳۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: سُئِلَ رَبِيعَةُ عَنْ وَقْتِ الْفِطْرِ، وَالْأَضْحَى، قَالَ رَبِيعَةُ: إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَالتَّعْجِيلُ فِيهِمَا أَحْسَنُ مِنَ التَّأْخِيرِ.

(محدث) ربیعہ رحمہ اللہ (بن عبدالرحمن) سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے وقت کے متعلق استفسار کیا گیا تو ربیعہ رحمہ اللہ نے کہا: جب سورج طلوع ہو جائے تو (نماز عید میں) جلدی کرنا تاخیر کرنے سے بہتر ہے۔

تخریج:

لم أقف علی تخریجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه أبو صالح عبد الله بن صالح کاتب اللیث وهو ضعیف، ضعفه الجمهور. (مجمع الزوائد: 2/7-13)والله أعلم بالصواب

﴿۳۳﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أَبْنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانُوا يُؤَخِّرُونَ الْعِيدَيْنِ حَتَّى يَرْتَفِعَ النَّهَارُ جِدًّا.

(محدث) الزہری رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ لوگ نماز عید کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ دن اچھی طرح روشن ہو جاتا۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده حسن إلى الزهرى

﴿٣٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: خَرَجْتُ أَقُودُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَوْمَ عِيدٍ فَشَهِدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمُصَلَّى.

(محدث) یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی طرف بطور راہنما عید والے دن نکلا۔ پس انہوں نے صبح کی نماز مسجد نبوی میں امام کے ساتھ (باجماعت) ادا کی۔ پھر ہم (فوراً) عیدگاہ کی طرف چلے گئے۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه حاتم بن إسماعيل وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

﴿٣٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو مَسْعُودٍ، أبنا أَبُو

الْيَمَانِ، أَبْنَا صَفْوَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرٍ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ فِي يَوْمِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى، فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الْإِمَامِ وَقَالَ: إِنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا فِي سَاعَتِنَا هَذِهِ، وَذَلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

یزید بن خمیر الرحبی رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کے دن لوگوں کے ساتھ نکلے پس انہوں نے امام کی تاخیر پر اعتراض کیا اور ارشاد فرمایا! اس وقت تو ہم عید کی ادائیگی سے فارغ ہو جاتے اور یہ چاشت کی نماز کا وقت ہوتا۔

تخریج:

سنن أبی داؤد برقم: 1135، سنن ابن ماجه برقم: 1317، المستدرك للحاكم برقم: 1092، وقال الحاكم: صحيح على شرط البخاری و وافقه الذهبی.، مسند الشاميين برقم: 997، السنن الكبرىٰ للبيهقی برقم: 6848

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "صحيح على شرط مسلم" (خلاصة الأحكام برقم:2914)

۲۔ علامہ محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات پر شاہد عدل ہے کہ نماز عید کا جلدی ادا کرنا مشروع اور زیادہ تاخیر کرنا مکروہ عمل ہے۔" (عون المعبود:3/343)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر مستقل باب بھی قائم کیا ہے "باب التبكير إلى العيد"

”نمازعید کے لیے جلدی کرنا“ (صحیح البخاری: 456/2)

۳۔ حافظ الدنیا ابن حجر رحمہ اللہ (حدیث البراء برقم: 968 کے متعلق) لکھتے ہیں:

”وَهُوَ دَالٌّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي الِاشْتِغَالُ فِي يَوْمِ الْعِيدِ بِشَيْءٍ غَيْرِ التَّأَهُّبِ لِلصَّلَاةِ وَالْخُرُوجِ إِلَيْهَا وَمِنْ لَازِمِهِ أَنْ لَا يُفْعَلَ قَبْلَهَا شَيْءٌ غَيْرُهَا فَاقْتَضَى ذَلِكَ التَّبْكِيرَ إِلَيْهَا.“

”یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عید کے دن نمازعید اور اس کے لیے روانگی کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں۔ اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ نمازعید سے قبل دوسرا کوئی اور کام نہ کیا جائے۔ اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ نمازعید جلدی ادا کی جائے۔“ (فتح الباری: 457/2)

۴۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”وَكَانَ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ عِيدِ الْفِطْرِ، وَيُعَجِّلُ الْأَضْحَى، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مَعَ شِدَّةِ اتِّبَاعِهِ لِلسُّنَّةِ لَا يَخْرُجُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَيُكَبِّرُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الْمُصَلَّى.“

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کی نماز (قدرے) تاخیر سے ادا کرتے اور عید الاضحیٰ کی نماز (بنسبت نمازعید الفطر کے) جلدی ادا کرتے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما حد درجہ متبع سنت تھے۔ جب تک سورج طلوع نہ ہوتا عید کے لیے روانہ نہ ہوتے، اور پھر گھر سے لے کر عید گاہ تک تکبیرات کہتے جاتے۔“ (زاد المعاد: 427/1)

﴿۳۶﴾ حَدَّثَنِي ابْنُ سَيَّارٍ مِثْلَهُ.

اور امام ابن سیار رحمہ اللہ سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٣٥

حكم الحديث: إسناده صحيح

ابن سيار وهو إسحاق بن سيار النصيبى وهو ثقة. والله أعلم بالصواب

﴿٣٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو مَسْعُودٍ، أبنا أَبُو الْيَمَانِ، أبنا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، **أَنَّهُ كَانَ يُبَكِّرُ بِالْخُرُوجِ إِلَى الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ لِكَيْمَا يُصَلِّيَ أَحَدٌ قَبْلَهُمَا.**

صفوان بن عمرو رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ خطبہ اور نماز عید کے لیے جلدی کرتے تا کہ ان دونوں (خطبہ اور نماز عید) سے قبل کوئی شخص نماز نہ پڑھ سکے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿٣٨﴾ حَدَّثَنِي ابْنُ سَيَّارٍ مِثْلَهُ.

اور امام ابن سیار رحمہ اللہ سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده صحيح
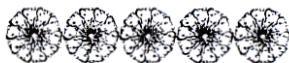
بَابُ

مَنْ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْعِيدِ إِذَا غَدَا إِلَى الْمُصَلَّى فِي طَرِيقِهِ، وَإِلَى أَنْ يُوَافِيَ الْإِمَامَ

باب

عید والے دن راستے میں تکبیرات کہنا حتی کہ امام نمازِ عید پڑھانے کے لیے تشریف لے آئے

۳۹۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَ، أبنا مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ إِذَا غَدَا إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ.

(محدث) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب عیدگاہ کی طرف جاتے تو (راستے میں) تکبیرات کہتے۔

تخریج:

المستدرك للحاكم برقم: 1106، سنن الدارقطني برقم: 1712، 1716، الدعوات الكبير للبيهقي برقم: 542، شعب الإيمان برقم: 3441، معرفة السنن والآثار برقم: 6812، الأوسط لابن المنذر برقم: 2101، المطالب العالية برقم: 755

حكم الحديث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”وكَانَ ابْن عُمر مَع شِدة اتبَاعِهِ للسُّنَّةِ لَا يَخْرُجُ حَتَّى تطْلُعَ الشَمْسَ، ويُكبِّر مَنْ بَيْتِه إلَى المُصَلَّى“

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت نبوی کا حد درجہ اہتمام کرتے جب تک سورج طلوع نہ ہوتا عیدگاہ کی طرف روانہ نہ ہوتے، اور گھر سے لے کر عیدگاہ تک راستے میں تکبیرات کہتے۔“

(زاد المعاد: 427/1)

﴿٤٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو الْأَصْبَغِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ نَافِعٍ، كَيْفَ كَانَ مَالِكٌ يَفْعَلُ فِي التَّكْبِيرِ؟ قَالَ: كَانَ مَالِكٌ يُكَبِّرُ إِذَا أَتَى الْمُصَلَّى حَتَّى يَجِيءَ الْإِمَامُ.

ابوالاصبغ عبدالعزیز بن یحی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: کہ امام مالک رحمہ اللہ کیسے تکبیرات کہتے؟ انہوں نے کہا: کہ امام مالک رحمہ اللہ جب عیدگاہ کی طرف جاتے تو تکبیرات کہتے رہتے یہاں تک کہ امام صاحب تشریف لے آتے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿٤١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا الْوَلِيدُ، قَالَ: سَأَلْتُ الْأَوْزَاعِيَّ، وَمَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ إِظْهَارِ التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ، قَالَا: نَعَمْ، كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُظْهِرُهُ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ.

ولید (بن مسلم) رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے (امام) اوزاعی اور (امام) مالک بن

انس رحمۃ اللہ علیہما سے عیدین کے دن بلند آواز کے ساتھ تکبیرات کہنے کے متعلق استفسار کیا تو ان دونوں نے فرمایا: جی ہاں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر والے دن بلند آواز سے تکبیرات کہتے رہتے یہاں تک کہ امام صاحب تشریف لاتے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحيح

صفوان بن صالح وهو مدلس تدليس التسويه، ولكن له تصريح بالسّماع المسلسل إلى مالك. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ اگر امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے نزدیک تقلید جائز ہوتی تو بطور دلیل سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر پیش نہ کرتے۔ جب یہ لوگ خود کسی کی تقلید نہ کرتے تو اپنے لیے اس تقلید کو کیسے جائز سمجھتے ہوں گے۔

۲۔ محدثین عظام کے نزدیک آثار صحابہ حجت تھے۔

۳۔ کسی مسئلہ میں اگر کوئی باسند صحیح مرفوع حدیث نہ ملے تو بطور دلیل موقوف روایت پیش کی جاسکتی ہے۔

۴۔ عالم چاہے کتنا ہی بڑا علم والا کیوں نہ ہو بغیر دلیل کے اس کی بات شریعت نہیں ہو سکتی اور شریعت صرف وحی الہی کا نام ہے۔

﴿٤٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، ثنا الْوَلِيدُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ،عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَظْهِرُوا التَّكْبِيرَ يَوْمَ الْفِطْرِ؛ فَإِنَّهُ يَوْمُ تَكْبِيرٍ.

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ عید الفطر والے دن تکبیرات بلند آواز سے پڑھو کیونکہ یہ تکبیرات (اللہ کی بڑائی) کا دن ہے۔

تخریج:

الخلافیات للبیهقی برقم: 2879

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه الولید بن مسلم وهو مدلس و قد عنعنه. والله أعلم بالصواب

﴿٤٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ يَخْرُجُ يومَ الْعِيدِ إِلَى الْمُصَلَّى فَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى يَأْتِيَ الْإِمَامُ.

(محدث) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید والے دن جب عیدگاہ کی طرف نکلتے تو باآواز بلند تکبیرات پڑھتے یہاں تک کہ امام (نماز کے لیے) آجاتے۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5619، المستدرك للحاكم برقم: 1106، سنن الدارقطنی برقم: 1712، 1716، شرح مشكل الآثار: 38/14، الدعوات الكبير للبیهقی برقم: 542، وقال البیهقی: روی ذلك مرفوعاً، والموقوف أصح، معرفة السنن والآثار برقم: 6812، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5619

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فيه ابن عجلان وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الأثر صحيح كما سياتي برقم: ٤٦

فوائد:

ا۔ مرد حضرات بلند آواز سے تکبیرات کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف جائیں۔ جیسا کہ امام ابن کثیر آیت مبارکہ ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [سورة البقرة آیت نمبر:185] کے تحت فرماتے ہیں: ''علماء کی کثیر تعداد نے اس آیت سے عید الفطر کے دن تکبیرات کہنے کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر: 1/232، 233)

۲۔ حدیث مذکور عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے جہری تکبیرات کہنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔

۳۔ عورتوں کو چاہیے کہ وہ بھی راستوں میں عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے مردوں کے ساتھ تکبیرات کہیں لیکن انکی آواز مردوں کی نسبت اتنی پست ہونی چاہیے تاکہ غیر محرم مرد وہ آواز نہ سن سکیں۔ صرف ساتھ والی عورت سنے۔

۴۔ حائضہ عورت بھی عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیرات کہے کیونکہ یہ ایک ذکر ہے۔ اور حائضہ عورت ذکر کر سکتی ہے البتہ قرآن مجید کی تلاوت نہیں کر سکتی۔ حدیث میں آتا ہے۔ ''حائضہ عورتیں عید کے دن لوگوں کے پیچھے چلتیں اور وہ مردوں کی تکبیرات کے ساتھ تکبیرات بھی کہتیں۔ اور انکی دعاؤں میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوتیں۔ اور عید کے بابرکت دن کی برکات و فیوض کی امید بھی رکھتیں۔'' (صحیح البخاری برقم:971)

۵۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جنبی اور حائضہ کے لیے سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ، کہنا، رسول اللہ پر درود

پڑھنا، اور تلاوت قرآن مجید کے علاوہ دیگر ہر قسم کے اذکار کرنا جائز ہے اجماع کے ساتھ ساتھ اس کے دلائل صحیح احادیث میں مشہور ہیں۔" (المجموع شرح المهذب:164/2)

۶۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ اور جنبی اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح کر سکتے ہیں۔" (الأشراف:434/3)

تو تکبیرات بھی دیگر اذکار کی طرح ایک ذکر ہے اس حالت میں عورت کر سکتی۔

۷۔ عورتیں باپردہ حالت میں عیدگاہ جائیں اور بغیر خوشبو لگائے وہاں حاضر ہوں۔

۸۔ تکبیرات بلند آواز سے کہنا مشروع عمل ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: "سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں (باآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر سن لیتے اور وہ بھی تکبیریں کہنے لگتے تو بازار والے سن لیتے اور وہ بھی بلند آواز سے تکبیرات کہنا شروع کر دیتے یوں منیٰ ایک ساتھ گونج اٹھتا۔"

(السنن الكبرى برقم:6267 سنده صحيح)

۹۔ عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات پڑھنا اسلاف امت کا معمول رہا۔ عطاء بن سائب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"خرجت مع أبي عبد الرحمن، وابن معقل، فكبر أبو عبد الرحمن، يكبر يرفع صوته بالتكبير، وكان ابن مغفل يقول: لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير"

کہ میں ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ اور (عبداللہ) ابن معقل رضی اللہ عنہ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلا پس ابوعبدالرحمن السلمی رحمہ اللہ بلند آواز کے ساتھ تکبیرات کہتے، اور ابن معقل رضی اللہ عنہ "لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير" کہتے۔ (مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5668 وسنده حسن)

۱۰۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خواتین خانہ کو عیدگاہ لے جایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5837 وسنده صحیح)

۱۱۔ عیدگاہ آتے جاتے راستوں کا تبدیل کرنا ایک مسنون اور مستحب عمل ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: "عن عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ، وَيَرْجِعُ فِي أُخْرَى، وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ." "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس لوٹتے اس یقین کے ساتھ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔" (سنن ابن ماجه برقم:1299، سنن أبی داؤد برقم:1156 وسنده صحیح)

۱۲۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اسْتِحْبَاب الذّهاب إِلَى الْعِيد من طَرِيق، وَالرُّجُوع فِي آخر" "عیدگاہ کی طرف جانا ایک راستے سے اور واپس لوٹنا دوسرے راستے سے مستحب ومسنون ہے۔" (خلاصة الأحكام: 823/2)

۱۳۔ راستہ کی تبدیلی کے حوالہ سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مختلف شارحین سے ۲۰ حکمتیں نقل کی ہیں۔ (فتح الباری: 473/2)

۱۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کا دن ہوتا تو واپسی پر راستہ تبدیل کر لیتے۔ (صحیح البخاری برقم: 986)

۱۵۔ محدث شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حکم (بن عتیبہ) رحمہ اللہ اور حماد رحمہ اللہ سے کہا:

"أكبّر إذا خرجت إلى العيد؟ قال: نعم"

"جب میں نماز عید کی طرف نکلوں تو کیا میں تکبیرات کہوں؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔"

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5673 وسنده صحیح)

۱۶۔ محدث محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کان الناس یکبرون في العید حین یخرجون من منازلهم حتی یأتوا المصلی، وحتی یخرج الإمام، فإذا خرج الإمام سکتوا، فإذا کبر کبروا"

"لوگ جب گھروں سے (نماز عید کے لیے) نکلتے تو تکبیرات کہتے جاتے حتی کہ عیدگاہ پہنچ جاتے اور وہاں پر امام صاحب کی تشریف آوری تک تکبیرات کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ جب امام صاحب تشریف لے آتے تو لوگ خاموش ہو جاتے۔ پھر جب امام تکبیرات کہنا شروع کرتا تو مقتدی بھی تکبیرات کہنا شروع کر دیتے۔"

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5675 وسنده صحیح)

۱۷۔ محدث سلیمان بن مہران الاعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"کنت أخرج مع أصحابنا، إبراهیم، وخیثمة، وأبي صالح یوم العید، فلا یکبرون"

"کہ میں اپنے ساتھیوں ابراہیم، خیثمہ اور ابو صالح رحمہم اللہ کے ساتھ عید کے دن (عیدگاہ کی طرف) نکلا پس وہ تکبیر نہ کہتے (بلند آواز سے)۔" (مصنف ابن أبی شیبة برقم:5670 وسنده حسن) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبیرات آہستہ کہنے کا جواز بھی موجود ہے، البتہ بلند آواز سے کہنا مستحب اور افضل عمل ہے۔

۱۸۔ محدث ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یہ حدیث عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات کہنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور مسلمانوں کا اس پر ہمیشہ سے عمل رہا ہے۔ اگرچہ اب بہت سے لوگوں نے جذبہ دینی کے سقم اور اظہار سنت میں ہچکچاہٹ کی بنا پر اس بارہ میں اس قدر کاہلی شروع کر دی کہ یہ سنت قصۂ پارینہ بنتی نظر آ رہی۔"

(سلسلة الأحادیث الصحیحة برقم: 171)

۱۹۔ تکبیرات بآواز بلند اور بآواز پست دونوں طرح کہنا جائز ہیں، البتہ بآواز بلند کہنا افضل ہے۔

۲۰۔ صاحب عین الهدایہ رقمطراز ہیں:

''بالاتفاق عید الاضحیٰ میں جہراً تکبیر کہنی چاہیے اسی طرح عید الفطر میں بھی جہراً ہی تکبیر کہے، اور یہی عام علماء کا قول ہے۔'' (عین الهدایه جدید:561/2)

﴿٤٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَجْلَانَ، يَذْكُرُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، نَحْوَهُ.

محمد بن عجلان رحمہ اللہ، نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے اسی طرح کی ہی روایت ذکر کرتے ہیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٤٣

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أيضا ابن عجلان وهو مدلس و قد عنعنه، ولكن الأثر صحيح كما سيأتى برقم: ٤٦. والله أعلم بالصواب

﴿٤٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُرْسِلُ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَى الْمُصَلَّى، وَكَانَ يَجْهَرُ بِالتَّكْبِيرِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ الْمُصَلَّى، وَفِي الْمُصَلَّى حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي قَبْلَهُمَا، وَلَا بَعْدَهُمَا.

(محدث) نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زکوۃ الفطر (فطرانہ) عیدگاہ کی طرف لے جاتے (غرباء میں تقسیم کرنے کے لیے) اور نماز عید سے قبل عید گاہ سے باہر اور عیدگاہ میں (دونوں مقامات پر) بآواز بلند تکبیرات پڑھتے رہتے یہاں تک کہ امام صاحب تشریف لے آتے، اور نماز عید سے قبل اور بعد میں (عیدگاہ میں) کسی قسم کے کوئی نوافل نہ پڑھتے۔

تخریج:

والحديث بهذه الألفاظ التامة لم أقف على من خرجه سوى المصنف. ولكن المحدثين ذكروا بعض أجزاء هذا الحديث. انظر فى التخريج. صحيح ابن خزيمة برقم: 2421، سنن أبى داؤد برقم: 1610، سنن الدارقطنى برقم: 2113، مصنف عبد الرزاق برقم: 5837،5838،5839، وقد تقدم تخريج بعض أيضاً برقم: ٤٣

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه أيضاً ابن عجلان وهو مدلس و قد عنعنه. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ صدقۃ الفطر ہر مسلمان بوڑھے، جوان، بچے، غلام اور لونڈی پر فرض ہے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے۔

(صحيح البخاری برقم:1503، صحيح مسلم برقم:984)

۲۔ زکوۃ الفطر درحقیقت غریبوں کو خوشیوں میں شریک کرنے کا ذریعہ، روزوں میں کمی و کوتاہی اور دیگر مساکین کی نصرت، اور اللہ کی قربت کا بہت بڑا باعث بھی ہے۔

(سنن ابن ماجه برقم:1827 وسنده حسن)

۳۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''صدقہ درحقیقت

مساکین کا حق ہے۔" (مجموع الفتاوی: 25/70، 71، زاد المعاد: 2/21)

۳۔ صدقۃ الفطر فرض ہے اس کی فرضیت پر ابن المنذر رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے۔

(الإجماع لابن المنذر برقم: 49)

۴۔ فطرانہ صرف مسلمان پر فرض ہے کافر پر نہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے۔ (صحیح البخاری برقم:1503، صحیح مسلم برقم:984)

۵۔ بعض لوگ سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "زکوۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا زکوۃ کا حکم نازل ہونے کے بعد نہ حکم دیا اور نہ منع کیا۔ البتہ ہم اسے ادا کرتے رہے۔" (مسند أحمد برقم: 2384، سنن النسائی برقم: 2507، 2506، سنن ابن ماجه برقم: 1828 وسنده صحیح، صحیح ابن خزیمة برقم: 2394) سے استدلال کرتے ہوئے اس کی فرضیت کو منسوخ تصور کیا ہے۔ حالانکہ یہ درست مؤقف نہیں بلکہ صدقۃ الفطر فرض ہے، جیسا کہ امام خطابی رحمہ اللہ (388ھ) فرماتے ہیں: "اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صدقہ فطر واجب نہیں رہا کیونکہ عبادت میں کسی اضافہ سے اصل منسوخ نہیں ہوتی۔ ویسے بھی زکوۃ کا تعلق مال سے اور صدقہ فطر کا تعلق جان سے ہے۔" (معالم السنن: 2/214)

۶۔ فطرانہ ایک صاع ہوگا جو تقریباً 2100 گرام بنتا ہے۔ اور موجود اعشاری نظام کے تحت حجازی صاع کا وزن دو کلو گرام بنتا ہے۔ پرانے وزن کے مطابق دو سیر اور چار چھٹانک ہے۔

۷۔ بہتر تو یہ ہے کہ اجناس میں سے جو، پنیر، کھجور، منقی میں سے ہی فطرانہ ادا کیا جائے البتہ گندم، چاول یا دیگر سال بھر استعمال ہونے والی بطور خوراک اجناس سے بھی فطرانہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ عورت کا صدقہ الفطر مرد ادا کریگا۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر والوں، غلاموں، بلکہ ہر انسان جوان کی زیر کفالت ہوتا اس کی طرف سے ادا کرتے۔

(السنن الکبری للبیہقی: 161/4، الخلافیات برقم: 233 وسندہ صحیح)

۹۔ فطرانہ کے لیے صاحب نصاب ہونے کی شرط نہیں بلکہ جس کے پاس ایک صاع کی استطاعت ہے۔ اسے ادا کرنا فرض ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی غریب ہے اور دیگر اہل اسلام نے اسے فطرانہ دیا ہے۔ یا اس نے غربت کی وجہ سے جمع کیا ہے تو اس جمع شدہ فطرانہ سے بھی صدقہ فطر ادا کرے۔

۱۱۔ اگر کسی کے پاس ایک صاع کی طاقت نہیں اور نہ ہی دیگر مسلمانوں نے اس کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ تو شرعی طور پر وہ معذور ہے۔ اور تکلیف مالا یطاق کا شریعت نے ایک مسلمان کو مکلف ہی نہیں بنایا۔

۱۲۔ اگر کسی کے پاس طعام کی جنس نہ ہو تو صاحب ثروت آدمی منصوص علیہ اجناس میں سے جو سب سے قیمتی جنس ہے ایک صاع کے برابر اس کی قیمت ادا کرے اور متوسط آدمی جو جنس بطور خوراک استعمال کرتا ہے اس میں ایک صاع کے برابر قیمت ادا کرے۔

۱۳۔ فطرانہ لغویات اور فحش گوئی سے روزہ کو پاک کرنے کے لیے، مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے فرض قرار دیا گیا۔

(سنن أبی داؤد برقم: 1609، سنن ابن ماجہ برقم: 1828 وسندہ حسن)

۱۴۔ نماز عید سے قبل صدقہ فطر ادا کریں گے تو قبول ہوگا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید سے قبل ادائیگی کا حکم دیا۔ (صحیح البخاری برقم: 1503، صحیح مسلم برقم: 986) ورنہ نماز عید کے بعد دیا جانے والا یہ فطرانہ عام صدقہ تصور ہوگا۔

۱۵۔ فطرانہ میں جنس کا ادا کرنا زیادہ بہتر و مسنون و مستحب عمل ہے۔ لیکن قلت جنس کی

صورت میں وہ ایک صاع جنس کے برابر قیمت بھی ادا کرسکتا ہے۔جیسا کہ اسلاف امت اس کے قائل تھے۔

۱۶۔ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس کے قائل تھے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 10369 وسندہ صحیح)

۱۷۔ امام بخاری رحمہ اللہ بھی اسی متوسط موقف کے قائل تھے۔

(صحیح البخاری، باب العرض فی الزکاۃ)

۱۸۔ امام یحی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَيْسَ بِهِ بَأْس أَن يُعْطِي زَكَاة رَمَضَان فضَّة" "فطرانہ میں چاندی کا ادا کرنا بھی شرعی طور پر جائز ہے۔"

(التاریخ لابن معین:2326، 2765)

۱۹۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے صدقہ الفطر ادا کر دیتے۔

(صحیح ابن خزیمة برقم: 2397 وسندہ صحیح)

﴿٤٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا يَحْيَ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَخْرُجُ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى وَيُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْإِمَامُ.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے نکل کر نماز عیدین کی طرف روانہ ہوتے تو راستہ میں عیدگاہ جاتے ہوئے اور عیدگاہ میں بھی (نماز عید سے قبل) تکبیرات پڑھتے رہتے یہاں تک کہ امام صاحب تشریف لے آتے۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٤٣

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ تکبیرات ایک ذکر ہے۔ جو ہر شخص کر سکتا ہے۔حتی کہ حائضہ عورت اور جنبی شخص بھی کر سکتا ہے۔ البتہ قرآن مجید کی مذکورہ لوگ تلاوت نہیں کر سکتے۔

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کہ جنبی اور حائضہ کے لیے "سبحان اللہ ،لا الہ إلا اللہ، اللہ اکبر، الحمد لِلّٰہِ" کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، اور تلاوت قرآن کے علاوہ دیگر جمیع اذکار کرنا مباح ہے۔ اجماع کے ساتھ ساتھ ان کے دلائل صحیح احادیث میں مشہور ہیں۔'' (المجموع شرح المهذب: 164/2)

۳۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قد أجمع أهل العلم على أن لهما أن يذكرا الله ويسبحاه" "اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ اور جنبی اللہ کا ذکر اور اس کی تسبیح کر سکتے ہیں۔'' (الأشراف: 434/3)

۴۔ جب حائضہ اور جنبی کر سکتے ہیں تو نفاس والی عورت بھی تکبیرات کہہ سکتی ہے کیونکہ ذکر الٰہی کے لیے باوضوء ہونا کوئی شرط نہیں بعض لوگ محض تکلف کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: "تُخْرِجَ الحُيَّضَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ اليَوْمِ وَطُهْرَتَهُ" "ماہواری والی عورتیں عید کے دن لوگوں کے پیچھے چلتیں اور وہ مردوں کی تکبیرات کے ساتھ ساتھ تکبیرات بھی کہتی اور انکی دعاؤں میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوتیں۔ اور عید کے بابرکت دن کی برکت وفضیلت کی امید رکھتیں۔ (صحيح البخاری برقم: 971)

۵۔ عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے ولی سے اجازت بھی طلب کرے جیسا کہ سیدنا نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "كان عبد الله بن عمر، يخرج إلى العيدين من استطاع

من أهله" "سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خواتین خانہ کو عیدگاہ لے جایا کرتے تھے۔"

(مصنف ابن أبی شیبۃ برقم: 5837 وسندہ صحیح)

٦۔ جس کی عید رہ جائے یا عیدگاہ دور ہو جائے تو اپنے گھر میں امامت کروائی جا سکتی ہے

دلیل مذکور "أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا كَانَ فِي مَنْزِلِهِ بِالطَّفِّ، فَلَمْ يَشْهَدِ الْعِيدَ إِلَى مِصْرِهِ جَمَعَ مَوَالِيَهُ وَوَلَدَهُ، ثُمَّ يَأْمُرُ مَوْلَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي عُتْبَةَ فَيُصَلِّي بِهِمْ كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ" "سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر مقام "طف" میں ہوتے اور شہر میں نماز عید میں حاضر نہ ہو سکتے تو اپنے اہل وعیال اور غلاموں کو جمع کرتے پھر اپنے غلام عبداللہ بن ابی عتبہ رحمہ اللہ کو حکم دیتے پس ابن ابی عتبہ رحمہ اللہ ان کو اسی طرح نماز (عید) پڑھاتے جس طرح شہر میں عید پڑھی جاتی۔" (شرح معانی الآثار برقم: 7289، مصنف ابن أبی شیبۃ برقم:5853 وسندہ صحیح)

٧۔ عورت جمعہ اور عیدین کی امامت نہیں کروا سکتی۔ البتہ دیگر فرض نمازوں کی اور تراویح وغیرہ کی امامت کروا سکتی ہے۔

﴿٤٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى قَالَا: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: **كَانَ أَبُو قَتَادَةَ يَغْدُو يَوْمَ الْعِيدِ فَيُكَبِّرُ، وَيَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى.**

محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عید والے دن صبح سے لے کر عیدگاہ پہنچنے تک تکبیرات، اللہ کی بڑائی اور اس کا ذکر کرتے رہتے۔

تخريج:

مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5666

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه يحيىٰ بن عبد الله بن أبی قتادة وهو مجهول الحال. والله أعلم بالصواب

﴿٤٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَاهَانَ الْمِصِّيصِيُّ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْعِيدِ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى وَيُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ الْإِمَامُ.

(محدث) نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن تکبیرات پڑھتے رہتے یہاں تک کہ عیدگاہ پہنچ جاتے۔ اور عیدگاہ میں بھی تکبیرات کہتے رہتے یہاں تک کہ امام صاحب تشریف لے آتے۔

تخريج:

السنن الكبرى للبيهقی برقم: 6129، المطالب العالية برقم: 755

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه محمد بن ماهان المصيصی لم يوثقه أحد، ولكن الأثر صحيح. والله أعلم بالصواب

﴿٤٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو الْإِصْبَغِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، قثنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا هِشَامُ

بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ إِذَا خَرَجَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى.

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ ان کے والد گرامی (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن تکبیرات عیدین پڑھتے رہتے (نماز عید سے قبل)۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5674، کتاب الأم للإمام الشافعی:1/205، معرفة السنن والآثار برقم: 1872

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه عبدة بن سليمان وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

﴿٥٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ الطَّالْقَانِيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ، كَانَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى الْعِيدِ كَبَّرَ.

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ ان کے والد گرامی جب نماز عید کے لیے روانہ ہوتے تو تکبیرات پڑھتے جاتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٤٩

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه حفص بن غياث وهو مدلس وقد عنعنه.والله أعلم بالصواب

﴿٥١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا حَفْصُ بْنُ

غِيَاثٍ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

حفص بن غیاث رحمہ اللہ کی سند سے اسی طرح مروی ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٤٩

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه حفص بن غياث وهو مدلس وقد عنعنه .والله أعلم بالصواب

﴿٥٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: رَأَيْتُ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْعِيدِ وَيَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، أَلَا تُكَبِّرُونَ أَيُّهَا النَّاسُ؟.

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے نافع بن جبیر رحمہ اللہ کو عید والے دن تکبیرات پڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ یہ الفاظ کہہ رہے تھے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" اور ساتھ ساتھ (لوگوں سے) یہ کہہ رہے تھے اے لوگو! تم تکبیرات کیوں نہیں پڑھتے؟

تخریج:

كتاب الأم للإمام الشافعي: 205/1، معرفة السنن والآثار للبيهقي برقم: 1873

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه أبو همام الوليد بن شجاع بن الوليد وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ تکبیرات کا آغاز یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کی نماز فجر سے ہوتا ہے۔اور اختتام تیرہ ذوالحجہ کی عصر کے بعد ہوتا ہے۔اس پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے۔

(العدة فی أصول الفقه لابن الفراء: 1061/4)

۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نو ذوالحجہ کو نماز فجر سے لے کر ایام تشریق (تیرہ ذوالحجہ) کو نماز عصر کے بعد تک تکبیرات پڑھتے رہتے۔(مصنف ابن أبی شیبة برقم:5677 وسنده صحیح)

۳۔ یہ تکبیرات باآواز بلند مسجد، بازار، فرض نمازوں کے بعد ہر جگہ اور ہر وقت پڑھی جاسکتی ہیں۔

۴۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بازاروں میں جا کر بلند آواز سے تکبیرات کہتے۔"کان أبو هريرة وابن عمر يخرجان أيام العشر إلى السوق، فيكبران، فيكبر الناس معهما لا ياتيان السوق إلا لذلك" "سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم ذوالحجہ میں بازار کو نکلتے تکبیرات پڑھنے کی غرض سے،لوگ بھی آپ کے ساتھ تکبیرات کہتے،آپ بازار صرف اسی مقصد کی خاطر جاتے تھے۔"

(أخبار مكه للفاكهی برقم: 1704 وسنده صحیح)

۵۔ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"لوگ جب گھروں سے نماز عید کے لیے نکلتے تو تکبیرات کہتے اور تکبیرات کہتے کہتے عید گاہ پہنچ جاتے اور پھر وہاں پر امام صاحب کے پہنچنے تک تکبیرات کا سلسلہ جاری رہتا۔جب امام صاحب تشریف لے آتے تو لوگ خاموش ہو جاتے،پھر جب امام تکبیرات کہتا تو مقتدی بھی تکبیرات کہتے۔"

۶۔ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"فاتفق العلماء على أنه يشرع التكبير عقيب الصلوات في هذه الأيام في الجملة، وليس فيهِ حديث مرفوع صحيح، بل إنما فيهِ آثار عن الصحابة ومن بعدهم، وعمل

المسلمین علیہ." "علماء کا اتفاق ہے کہ ان ایام کے اندر فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہنا مشروع عمل ہے اگرچہ اس میں کوئی مرفوع صحیح حدیث نہیں لیکن آثار صحابہ اور اسلاف امت اور مسلمانوں کے عمل کا ثبوت موجود ہے۔"

(فتح الباری لابن رجب: 22/9)

۷۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:"أَصَحُّ الْأَقْوَالِ فِي التَّكْبِيرِ الَّذِي عَلَيْهِ جُمْهُورُ السَّلَفِ وَالْفُقَهَاءِ مِنْ الصَّحَابَةِ وَالْأَئِمَّةِ: أَنْ يُكَبِّرَ مِنْ فَجْرِ يَوْمِ عَرَفَةَ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ عَقِبَ كُلِّ صَلَاةٍ" "تکبیرات کے مسئلہ میں صحیح ترین مؤقف جس پر جمہور اسلاف امت صحابہ، تابعین، فقہاء اور دیگر ثقہ محدثین قائم ہیں۔وہ یہ ہے کہ یوم عرفہ سے لے کر ایام تشریق (11،12،13) کے آخر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات کہنا مشروع عمل ہے۔" (مجموع الفتاوی: 220/24)

بلکہ اس پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"لِأَنَّهُ إِجْمَاعٌ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ" "اس لئے کہ اکابر صحابہ کا اس پر اجماع تھا۔" (مجموع الفتاوی: 222/24)

﴿۵۳﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَجْهَرُ بِالتَّكْبِيرِ يَوْمَ الْفِطْرِ إِذَا غَدَا إِلَى الْمُصَلَّى حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ فَيُكَبِّرُ بِتَكْبِيرِهِ .

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر والے دن صبح سویرے عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے بآواز بلند تکبیرات پڑھتے یہاں تک کہ امام صاحب تشریف لاتے پس ان کے ساتھ تکبیر کہتے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٤٣

حكم الحديث: إسناده حسن

﴿٥٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الشَّيْخِ، عَنْ عُثَيْمِ بْنِ نِسْطَاسٍ، قَالَ: **كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ يَفْعَلُ ذَلِكَ.**

عثیم بن نسطاس رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ اس طرح کرتے (تکبیرات پڑھتے تھے)۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه عبد الله بن الشيخ لم أجد ترجمته. والله أعلم بالصواب

﴿٥٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَشِيطٍ، قَالَ: **رَأَيْتُ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ يَفْعَلُ ذَلِكَ.**

ابراہیم بن نشیط رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے بکیر بن الاشج رحمہ اللہ کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھا (تکبیرات پڑھتے ہوئے)۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده حسن

﴿٥٦﴾ أبنا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، **أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ يُكَبِّرُ.**

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر (کے دن عیدگاہ) کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات پڑھتے تھے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٤٣

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أسامة بن زيد وهو ضعيف، ولكن الأثر صحيح كما تقدم برقم: ٤٣. والله أعلم بالصواب

﴿٥٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُوهَمَّامٍ، ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، **أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْفِطْرِحَتَّى يُوَافِيَ الْمُصَلَّى.**

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدالفطر والے دن تکبیرات پڑھتے جاتے یہاں تک کہ عیدگاہ پہنچ جاتے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٤٣، شرح مشكل الآثار برقم: 5428، شعب الإيمان برقم: 3441

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه عبد الله بن عمر العمرى وهو ضعيف ولكن الأثر صحيح كما

تقدم. والله أعلم بالصواب

﴿٥٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ التَّكْبِيرِ لَيْلَةَ الْفِطْرِ، فَقَالَ: التَّكْبِيرُ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَتَرْكُ لَيْلَةَ الْفِطْرِ.

ابن ابی ذئب رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے امام ابن شہاب رحمہ اللہ سے عید الفطر والی رات تکبیرات پڑھنے کے متعلق استفسار کیا؟ تو انہوں نے کہا: عید الفطر والے دن تکبیرات پڑھنی چاہیے عید والی رات کو نہیں۔

تخریج:

الخلافیات للبیہقی برقم: 2879

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فائدہ:

۱۔ تکبیرات عید الفطر کے دن کہی جائیں گی رات کو کہنا درست نہیں۔

﴿٥٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، أبنا يَزِيدُ، أبنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُكَبِّرُونَ مِنْ حِينِ يَخْرُجُونَ مِنْ بُيُوتِهِمْ حَتَّى يَأْتُوا الْمُصَلَّى، حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ سَكَتُوا، فَإِذَا كَبَّرَ كَبَّرُوا.

(محدث) الزہری رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ لوگ گھروں سے نکلتے ہی تکبیرات شروع کر دیتے اور یہاں تک کہ عیدگاہ پہنچنے تک پڑھتے رہتے۔ پھر امام صاحب تشریف لے آتے۔ پس جب امام صاحب تشریف لے آتے تو لوگ خاموش ہو جاتے (تکبیرات

پڑھنے سے رک جاتے)۔ پھر جب امام تکبیرات پڑھتا تو لوگ بھی پڑھتے۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5675

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ لوگ عیدگاہ میں بھی تکبیرات پڑھ سکتے ہیں البتہ جب امام نماز عید کے لیے پہنچ جائے اور نماز کے لیے تیار ہو جائے تو لوگ خاموش ہو جائیں۔

۲۔ خطبہ عید کا آغاز بھی تکبیرات کے ساتھ کیا جا سکتا ہے شرعی طور پر کوئی حرج نہیں۔

۳۔ امام کے ساتھ بھی تکبیریں پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن عورتوں کی آواز مردوں کو سنائی نہ دے۔

۴۔ عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ پردہ داری میں رہتے ہوئے تکبیرات کہیں لیکن وہ اس قدر بلند آواز نہ کریں جو مردوں کو سنائی دے البتہ ساتھ والی عورتیں وہ آواز سنیں۔ حدیث میں ہے ''ہمیں حکم دیا جاتا ہے کہ ہم عید کے دن عورتوں کو نکالیں تاکہ وہ بھی تکبیرات کہنے میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوں۔'' (صحیح البخاری برقم:977 معلقا)

۵۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وَيُشْرَعُ لِكُلِّ أَحَدٍ أَنْ يَجْهَرَ بِالتَّكْبِيرِ عِنْدَ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ. وَهَذَا بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ.'' ''عید کی طرف نکلتے وقت بلند آواز سے ہر ایک کا تکبیرات کہنا مشروع اور مسنون عمل ہے اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔'' (مجموع الفتاوی: 220/24)

۶۰۔ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، أبنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ زَهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّهُ كَانَ

يَسْمَعُ تَكْبِيرَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَمُرُّ فِي زُقَاقٍ وَعُمَرُ يَمُرُّ فِي آخِرِ يَوْمِ الْعِيدِ.

عبداللہ بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راستے میں جب تکبیرات پڑھتے تو میں وہ تکبیرات سنتا حالانکہ میرا اور ان کا راستہ الگ الگ ہوتا۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه ابن لهيعة وهو ضعيف مدلس وقد عنعنه. والله أعلم بالصواب

﴿٦١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى، وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ إِذَا أَتَوُا الْعِيدَ كَبَّرُوا فِي الطَّرِيقِ، فَإِذَا بَلَغُوا جَلَسُوا، فَلَمْ يُصَلُّوا قَبْلَهَا وَصَلَّوْا بَعْدَهَا.

یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ابراہیم (بن یزید النخعی) اور عبدالرحمن بن ابی لیلی اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ جب نماز عید کے لیے نکلتے تو راستے میں تکبیرات پڑھتے جاتے۔ پس جب عیدگاہ پہنچ جاتے تو بیٹھ جاتے، اور نماز عید سے قبل کسی قسم کے نوافل نہ پڑھتے البتہ بعد میں پڑھ لیتے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه يزيد بن أبى زياد الكوفى وهو ضعيف. والله أعلم بالصواب

﴿٦٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ، أَبْنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى، أَوِ اثْنَيْنِ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ، وَمَنْ رَأَيْنَا مِنْ فُقَهَاءِ النَّاسِ يَقُولُونَ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے سعید بن جبیر، مجاہد اور عبدالرحمن بن ابی لیلی رحمہم اللہ تینوں یا ان میں سے دو اور دیگر فقہاء کو دیکھا وہ ایّام العَشر (ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن) میں یہ تکبیرات پڑھتے "اللّٰه اکبر، اللّٰه اکبر، لا الہ الا اللّٰه ،واللّٰه اکبر، اللّٰه اکبر، وللّٰه الحمد"۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: **إسناده أيضًا ضعيف**

فيه يزيد بن أبى زياد وهو ضعيف مدلس. والله أعلم بالصواب

فوائد:

تکبیرات کے الفاظ:

۱۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عیدین کے دن تکبیرات کے مخصوص الفاظ باسند صحیح ثابت نہیں۔ البتہ اسلاف امت سے کچھ الفاظ کا ثبوت باسند صحیح ملتا ہے۔

۲۔ سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں: "اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ

أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللهُمَّ أَنْتَ أَعْلَى وَأَجَلُّ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ صَاحِبَةٌ، أَوْ يَكُونَ لَكَ وَلَدٌ، أَوْ يَكُونَ لَكَ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ، أَوْ يَكُونَ لَكَ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا" (السنن الکبری للبیہقی برقم:6282 و سندہ صحیح)

۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی الفاظ یہ ہیں: "اللّٰه أكبر كبيرا، اللّٰه أكبر كبيرا، اللّٰه أكبر وأجل، اللّٰه أكبر ولِلّٰه الحمد"

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5692-5701 وسندہ صحیح)

۴۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللّٰه اكبر، اللّٰه اكبر،لا اله الا اللّٰه، واللّٰه اكبر، اللّٰه اكبر، ولِلّٰه الحمد.

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5696 وسندہ صحیح)

۵۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اللّٰه اكبر، اللّٰه اكبر، اللّٰه اكبر۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5700 وسندہ صحیح)

۶۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نو ذوالحجہ عرفہ کے دن سے لے کر ایام تشریق (13 ذوالحجہ) عصر کی نماز تک کہتے رہتے۔ (مصنف ابن أبی شیبة برقم:5677 وسندہ صحیح)

۶۳ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَوْمَ الْفِطْرِ إِلَى الْجَبَّانَةِ، فَكَانَا يُكَبِّرَانِ وَيأْمُرَانِ مَنْ حَوْلَهُمْ أَنْ يُكَبِّرُوا.

یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں عبدالرحمن بن ابی لیلی اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کے ساتھ عیدالفطر والے دن "جبّانہ" (جگہ کا نام) کی طرف نکلا تو وہ خود بھی تکبیرات پڑھتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی تکبیرات پڑھنے کا حکم دیتے۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5669

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه يزيد بن أبی زياد الكوفی وهو ضعيف. والله أعلم بالصواب

﴿٦٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: **كَانُوا فِي الْفِطْرِ أَشَدَّ مِنْهُمْ فِي الْأَضْحَى**

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي فِي التَّكْبِيرِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدُونَ: ذَاكَ؛ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[البقرة: 185].

ابوعبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ لوگ عید الاضحیٰ کی نسبت عید الفطر میں (تکبیرات پڑھنے کا) زیادہ اہتمام کرتے۔ وکیع رحمہ اللہ (بن جراح) فرماتے ہیں: یعنی تکبیرات پڑھنے کا۔

محمد بن سعدون رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ یہ اہتمام اس لیے تھا کیونکہ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[البقرة: 185]

تخریج:

المستدرك للحاكم برقم: 1107، سنن الدارقطنی برقم: 1713، السنن الصغری للبیهقی برقم: 686، السنن الکبری للبیهقی برقم: 6132

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه سفیان وهو مدلس وقد عنعنه. واللّٰه أعلم بالصواب

فائدہ:

ا۔ عطاء بن السائب رحمہ اللہ مختلط راوی ہیں لیکن امام ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "عطاء بن السائب إختلط في آخر عمره فاحتج أهل العلم برواية الأكابر عنه مثل سفيان الثوري وشعبة لأن سماعهم منه كان في الصحة" عطاء بن السائب آخری عمر میں مختلط ہو گئے پس اہل علم نے ان سے اکابر اہل علم مثلا: سفیان الثوری، شعبہ بن حجاج کی روایات کو حجت گردانا۔ اس لئے کہ ان کا سماع قبل از اختلاط تھا۔ (الکواکب النیرات لأبی البرکات ابن الکیال: ص/323، 324)

﴿٦٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: لَمْ أَسْمَعْ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ شَيْئًا، إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُهُ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ يُكَبِّرَانِ يَوْمَ الْعِيدِ، وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمَا أَصْوَاتَ النَّاسِ.

جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے کچھ نہیں سنا ماسوائے اس کے کہ میں نے ان کو اور عبداللہ بن حسین رحمہما اللہ کو عید والے دن تکبیرات پڑھتے ہوئے دیکھا، اور ان کی آواز بنسبت لوگوں کے زیادہ بلند ہوتی۔

تخریج:

لم أقف علی تخریجه.

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے: ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منی میں اپنے خیمہ میں (باآواز بلند) تکبیرات کہتے تھے کہ حاضرین مسجد آپ کی تکبیر کو سن لیتے اور وہ بھی تکبیریں کہنے لگتے بلکہ بازار والے سن لیتے اور وہ بھی بلند آواز سے تکبیرات کہنا شروع کر دیتے یوں منی ایک ساتھ گونج اٹھتا۔

(السنن الکبری برقم: 6267 سندہ صحیح، الأوسط لابن المنذر: 299/4)

۲۔ خطبہ عیدین کی ابتداء بھی تکبیرات سے کی جا سکتی ہے۔

۳۔ عورتیں بھی تکبیرات کہیں گی لیکن زیادہ بلند آواز میں نہیں تاکہ غیر محرم حضرات نہ سن سکیں۔

۴۔ تکبیرات بھی ایک ذکر ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الذکر هو باب اللّٰه الأعظم المفتوح بینه و بین عبده ما لم یغلقه العبد بغفلته"

''ذکر اللہ کے دروازوں میں سے سب سے بڑا دروازہ ہے جو اللہ اور اس کے بندہ کے درمیان ہمیشہ کھلا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے اس دروازے کو بند کر دیتا ہے۔'' (مدارج السّالکین:2/476)

۵۔ اہل بیت بھی بلند آواز سے عید کی تکبیرات کہتے۔

۶۔ جعفر بن محمد سے مراد مشہور ثقہ امام جعفر الصادق رحمہ اللہ ہیں۔ اور عبداللہ بن الحسن رحمہ اللہ سے مراد عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں۔ اور دونوں اہل بیت سے تعلق رکھتے ہیں۔

﴿٦٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو هَمَّامٍ، ثنا جَرِيرٌ، قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَسَنِ وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُكَبِّرَانِ يَوْمَ الْعِيدِ، وَعَبْدُ اللَّهِ قَدْ عَلَا صَوْتُهُ أَصْوَاتَ النَّاسِ.

جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے عبداللہ بن حسن رحمہ اللہ اور جعفر بن محمد رحمہ اللہ کو عید والے دن تکبیرات پڑھتے ہوئے دیکھا اور عبداللہ رحمہ اللہ کی آواز بنسبت لوگوں کے زیادہ بلند ہوتی۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده حسن

﴿٦٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، أَنَّ زَاذَانَ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ يَتَخَلَّلُ الطُّرُقَ فَيُكَبِّرُ وَيَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى الْمُصَلَّى وَالْجَبَّانَةِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدُونٍ: هَذَا هُوَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ رَبِيعَةَ الْأَوْدِيُّ الزَّعَافِرِيُّ الْكُوفِيُّ، وَعَمُّهُ دَاوُدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ.

عبیداللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ زاذان (ابوعبداللہ الکندی الضریر) رحمہ اللہ عید والے دن عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ تبدیل کرتے، تکبیرات پڑھتے اور اللہ جل جلالہ کا ذکر کرتے یہاں تک کہ عیدگاہ "جبانہ" پہنچ جاتے۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه داؤد بن يزيد بن عبد الرحمن عم عبد الله بن إدريس وهو ضعيف. (حلية الأولياء: 199/4 وسنده صحيح إلى عبيد الله بن أبي كثير)

والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ بلاشبہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیات طیبہ میں نماز عید ہمیشہ کھلے میدان میں ادا کرتے تھے۔

۲۔ نبی امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید کی ادائیگی کے لیے مسجد نبوی کے دائیں طرف ''بقیع'' کی جگہ منتخب فرماتے۔ جہاں بے شمار خودرو درخت تھے ان کے درمیان نماز عید ادا کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ خاص کر رکھی تھی۔ جو ابن حجر رحمہ اللہ کے بقول مسجد نبوی سے ایک ہزار فٹ دور تھی۔ (فتح الباری: 579/2)

۳۔ نماز استسقاء پڑھنے کے لیے بھی اسی جگہ کا انتخاب فرماتے۔ بلکہ نجاشی حبشہ کے حکمران کی غائبانہ نماز جنازہ بھی اسی مقام پر ادا کی گئی۔ اور اسی مقام پر آج کے دور میں ''مسجد غمامہ'' تعمیر شدہ ہے۔ اس کو ''مسجد غمامہ'' اس لیے کہتے ہیں کہ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز استسقاء ادا کی تھی تو ایک بادل نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سایہ کیے رکھا۔ نویں صدی تک اسی مسجد میں نماز عید ادا ہوتی رہی۔ پھر مسجد نبوی کی کشادگی کے بعد بھی اسی مقام پر نماز عید ادا کی جاتی۔

۴۔ کھلے میدان میں نماز عید ادا کرنے کا سب سے بڑا مقصد شوکت اسلام کا اظہار، اور

اہل اسلام کا رعب و دبدبہ تھا۔

۵۔ کھلے میدان میں نماز عید کی ادائیگی کے لیے جانا ایک مبارک سفر ہونے کے ساتھ سنت نبوی پر عمل کا ایک شاہکار بھی ہے۔

۶۔ گھر والوں کو بھی لے کر جانا چاہیے جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "يخرج إلى العيدين من استطاع من أهله" سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے کر جاتے۔"

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5837 وسنده صحيح)
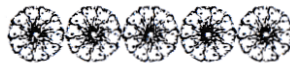
بَابُ
مَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوايُصَلُّونَ الْعِيدَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

باب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما خطبہ سے پہلے نماز عید ادا کرتے

﴿٦٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدَةُ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نماز عید خطبہ سے قبل ادا کرتے تھے۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 963، صحیح مسلم برقم: 888

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

ا۔ نماز عید کا خطبہ سے قبل ادا کرنا بالاجماع مسنون عمل ہے۔ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الصلاة قبل الخطبة، وهو إجماع من العلماء قديمًا وحديثًا" "متقدمین اور متاخرین اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ نماز عید خطبہ سے قبل ادا

کی جائے گی۔" (التوضیح: 91/8)

۲۔ یہ حدیث اس بات پر بھی شاہد عدل ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نماز عید کبھی ترک نہیں کی۔

۳۔ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نماز عید کا حکم منسوخ نہیں ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نہ پڑھتے۔

۴۔ نماز عید سے قبل خطبہ سب سے پہلے مدینہ کے گورنر مروان نے دیا جس پر سیدنا ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ نے سخت احتجاج کرتے ہوئے اسے روکنے کی بھرپور کوشش کی۔

(صحیح البخاری برقم:956، صحیح مسلم برقم: 889)

۵۔ مذکورہ حدیث کے تحت امام نووی رقمطراز ہیں:"هو كما قال لأن الذي يعلم هو طريق النبي صلى الله عليه وسلم وكيف يكون غيره خيرا منه" سیدنا ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ کا مروان کو کہنا بجا تھا کیونکہ جس طریقے کا انہیں علم تھا وہ طریقہ نبوی تھا اور ان کے مقابلہ میں کسی اور کا طریقہ کیونکر اچھا ہوسکتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی: 178/6)

۶۔ مروان سے قبل کسی مسلمان نے نماز عید سے قبل خطبہ نہ دیا۔

(صحیح مسلم برقم:49)

۷۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:"والذي ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم وأَبي بكر و عُمَر و عُثْمَان و عَلي رضي الله عنهم تَقْدِيم الصَلاةِ وعَليه جَماعَة فُقْهَاء الأَمْصار وقَد عَده بَعضهم إِجمَاعا" "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے قبل از خطبہ ہی نماز عید کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ بعض اہل علم نے تو اس پر اجماع ذکر کیا ہے۔"

(شرح صحیح مسلم للنووی: 21/2)

۸۔ ابن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جس شخص نے نماز عید سے قبل خطبہ دیا گویا

اس نے خطبہ ہی نہیں دیا۔ کیونکہ اس نے بے محل خطبہ دیا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جسے کوئی شخص خطبہ جمعہ نماز جمعہ کے بعد دے۔" (المغنی: 3/277)

۹۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَكَانَ يَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ"

"کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ سے قبل نماز ادا فرماتے۔" (زاد المعاد: 1/427)

﴿٦٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ، ثنا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، بِإِسْنَادِهِ مِثْلِهِ.

عبید اللہ رحمہ اللہ سے بھی اس طرح کی روایت مروی ہے۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٦٨

حکم الحدیث: اسناده صحيح

﴿٧٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَبْنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: **أَنَّهُ كَانَ تُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ قُدَّامَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، وَكَانَ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلَاةِ.**

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں: کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ والے دن برچھا بطور سترہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نصب کیا جاتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھاتے اور خطبہ نماز عید کے بعد ارشاد فرماتے۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 494، 972، 973، صحیح مسلم برقم:

501

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ نماز عید کے لیے سترہ کا بندوبست کرنا بھی ایک مسنون عمل ہے۔

۲۔ نماز کے لیے سترہ فرض نہیں البتہ سنت مؤکدہ ہے۔ بعض لوگوں کا اسے فرض قرار دینا مناسب مؤقف نہیں۔

۳۔ حربی وجنگی آلات کا عیدگاہ کی طرف لے جانا اور مسلح ہو کر جانا شرعی طور پر جائز ہے۔

۴۔ حالات کے پیش نظر اپنی حفاظت کے لیے ہتھیار لے جانا جائز ہے۔

۵۔ اسلحہ کو بطور سترہ استعمال کرنا جائز ہے۔

۶۔ نماز عید کے لیے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترے کا حکم دیتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ''أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ العِيدِ أَمَرَ بِالحَرْبَةِ، فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ'' ''رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کے دن روانہ ہوتے تو خنجر کا حکم دیتے اور اسے بطور سترہ آگے گاڑھا جاتا اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ (صحیح البخاری برقم: 494)

۷۔ امام کو چاہیے کہ عیدگاہ میں نماز پڑھاتے وقت اپنے سامنے سترہ رکھنے کا اہتمام کرے۔ اگر سامنے دیوار وغیرہ ہو تو ضرورت نہیں۔

﴿۷۱﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ

خطبہ عید سے قبل ادا کرتے۔

تخریج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 3، معرفة السنن والآثار برقم: 6910، وأيضا تقدم تخريجه برقم: ٣

حكم الحديث: إسناده مرسل

لأن ابن شهاب لم يدرك النبى ﷺ، والحديث صحيح كما تقدم برقم: ٣. والله أعلم بالصواب

﴿٧٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ مِثْلَهُ.

مالک رحمہ اللہ بھی اسی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٧١، ٣

حكم الحديث: إسناده مرسل

لأن ابن شهاب لم يدرك النبى ﷺ، والحديث صحيح كما تقدم برقم: ٣. والله أعلم بالصواب

﴿٧٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى ، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ.

بلاغیات مالک رحمہ اللہ میں سے ہے: کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح کرتے تھے (نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے)۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٣

حکم الحدیث: **إسناده معضل**

الإنقطاع بين مالك و أبى بكر و عمر رضى الله عنهما، ولكن الحديث صحيح كما تقدم برقم: ٣.والله أعلم بالصواب

﴿٧٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا، يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ، وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، فَجَاءَ فَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ.

ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے (پہلے) نماز عید پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو

کر (پیٹھ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے) خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک ان دودنوں میں روزہ رکھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔اس لیے کہ ایک روزوں کے بعد افطاری کا دن اور دوسرا جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

پھر ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید والے دن حاضر ہوا پس آپ تشریف لائے اور (پہلے) نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں، دور افتادہ لوگوں میں سے جو شخص (نماز) جمعہ ادا کرنا چاہے تو پس وہ انتظار کرے اور جو شخص واپس جانا چاہے میں اسے رخصت دیتا ہوں۔

(راوی حدیث) ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کے دن حاضری کا اتفاق ہوا اور (یہ ان دنوں کی بات ہے جب) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قید و بند میں تھے۔ پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور (پہلے) نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 1990، صحیح مسلم برقم: 1137

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهري وهو مدلس وقد عنعنه ولكن الحديث صحيح. والله أعلم بالصواب

﴿٧٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَقَالَ: إِنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، وَقَالَ: أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ، فَفِطْرُكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا يَوْمُ الْأَضْحَى فَكُلُوا مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ، ثُمَّ شَهِدَت الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَقَالَ: إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اجْتَمَعَ فِيهِ عِيدَانِ، فَمَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْكُثَ فَلْيَمْكُثْ، وَشَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید میں حاضر ہوا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے پہلے نماز عید پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر (پیٹھ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے) خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس لیے کہ ایک روزوں کے بعد افطاری کا دن اور دوسرا جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

پھر ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید والے دن حاضر ہوا پس آپ تشریف لائے اور پہلے نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں اکٹھی ہو گئی ہیں، دور افتادہ لوگوں میں سے جو شخص (نماز) جمعہ ادا کرنا چاہے تو پس وہ انتظار کرے اور جو شخص واپس جانا چاہے میں اسے رخصت دیتا ہوں۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کے دن حاضری کا اتفاق ہوا پس سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پہلے نماز پڑھائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٧

حكم الحديث: **إسناده ضعيف**

فيه الزهرى وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الحديث صحيح. والله أعلم بالصواب

﴿٧٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، أبنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(محدث) الزہری رحمہ اللہ نے بھی اس طرح کی روایت بیان کی ہے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٧

حكم الحديث: **إسناده ضعيف**

فيه سفيان بن عيينة والزهرى كلاهما مدلسان وقد عنعناه، ولكن الحديث صحيح كما تقدم برقم: ٧. والله أعلم بالصواب

﴿٧٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفَّى الْحِمْصِيُّ، ثنا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْأَضْحَى، فَجَاءَ بَعْدَمَا اجْتَمَعَ النَّاسُ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ: يَوْمِ

الْأَضْحَى، وَيَوْمِ الْفِطْرِ، أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَعِيدُ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا يَوْمُ الْأَضْحَى، فَكُلُوا مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ،

قَالَ أبو عُبَيْدٌ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْفِطْرَ بَعْدَ ذَلِكَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بَعْدَمَا اجْتَمَعَ النَّاسُ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ إِلَى هَاهُنَا ثُمَّ اتَّفَقَا ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ هَذَا يَوْمُ الْفِطْرِ وَهُوَ يَوْمُ جُمُعَةٍ، وَهُمَا عِيدَانِ اجْتَمَعَا لِلْمُسْلِمِينَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي أَنْ يَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَشْهَدَ الْجُمُعَةَ فَلْيَفْعَلْ.

ابو عبید رحمہ اللہ مولی عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ میں حاضر تھا پس جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے پس خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی اور کھڑے ہوئے، پس (خطبہ دیتے ہوئے) اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان کی جس طرح اس کی شایان شان ہے، پھر ارشاد فرمایا: أما بعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے (ایک) عید الاضحیٰ اور (دوسرا) عید الفطر۔ عید الفطر کے دن اس لیے (روزہ رکھنے سے منع کرتے) کہ یہ روزوں کے بعد افطاری کا پہلا دن بھی ہے اور اہل اسلام کے لیے عید بھی، پس عید الاضحیٰ کے دن اس لیے (روزہ رکھنے سے منع کر دیتے) تا کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھا سکو۔

(راوی حدیث) ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ پھر مجھے بعد ازاں عید الفطر کے دن سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضری کا اتفاق ہوا پس جب لوگ مجتمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور خطبہ سے قبل (ہی) نماز عید پڑھائی، پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان کی جو اس کی شایان شان ہے، یہاں تک تو دونوں متفق تھے۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: آج عید الفطر کا دن ہے اور اتفاقاً جمعہ بھی ہے (مسلمانوں کے نصیب کا کیا کہنا) کہ جب یہ دونوں عیدیں اہل اسلام کے لیے ایک ہی دن میں اکٹھی ہو گئیں۔ دور افتادہ لوگوں میں سے (بغیر جمعہ کے) اگر کوئی گھر جانا چاہے تو میں اسے رخصت دیتا ہوں، اور جو جمعہ ادا کر کے جانا چاہے تو وہ جمعہ کے لیے انتظار کرے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٧

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه الزهري وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الحديث صحيح كما تقدم. والله أعلم بالصواب

﴿٧٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنُ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ، ثنا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْأَضْحَى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَامَ بَعْدَمَا صَلَّى، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحَى، فَكُلُوا مِنْ لَحْمِ

نُسُكِكُمْ،

قَالَ: وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ بَعْدَ ذَلِكَ الْفِطْرَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي خِلَافَتِهِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: هَذَا يَوْمُ الْفِطْرِ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَهُمَا عِيدَانِ لِلْمُسْلِمِينَ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي أَنْ يَمْكُثَ حَتَّى يَشْهَدَ مَعَنَا الْجُمُعَةَ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يعْجَلَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ،

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ الْأَضْحَى بَعْدَ ذَلِكَ مَعَ عَلِيٍّ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يُصْبِحَ فِي بَيْتِهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ مِنْ نُسُكِهِ شَيْءٌ.

ابو عبید رحمہ اللہ مولی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ انہوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عیدالاضحیٰ کے دن دیکھا۔پس آپ تشریف لائے اور خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی پھر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان کی جو اس کے شایان شان تھی پھر ارشاد فرمایا: أما بعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع کرتے تھے (وہ دو دن) عیدالاضحیٰ اور عید الفطر۔عیدالفطر والے دن اس لیے (روزہ رکھنے سے منع کرتے) کہ یہ روزوں کے بعد پہلا افطاری کا دن ہے۔ اور عیدالاضحیٰ کے دن اس لیے (منع کرتے) کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھا سکو۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ پھر مجھے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عید الفطر کے دن ان کے ساتھ حاضری کا شرف ہوا پس آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے قبل ہی نماز پڑھائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان کی جو اس کو زیباں تھی، پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا: آج عید الفطر کا دن ہے اور اتفاق سے جمعہ کا دن بھی (قسمت وشرف سے) یہ دونوں عیدیں اہل اسلام کے لیے اکٹھی ہو گئیں۔ دورافتادہ لوگوں میں سے اگر کوئی ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرنا چاہے تو وہ شرکت کر سکتا ہے اور اگر کوئی جلدی کی وجہ سے جانا چاہے تو میں اسے رخصت دیتا ہوں۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے بعد ازاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید قربان کے موقع پر حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس آپ نے بھی خطبہ سے قبل ہی نماز پڑھائی پھر آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان کی جو اس کو زیباں تھی۔ پھر ارشاد فرمایا: أما بعد ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی ہے: کہ کسی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ اس کے گھر میں قربانی کے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہے۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٧

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ عیدین کے دن روزہ حرام ہے اگر کوئی شخص رکھے گا تو اسے ثواب کے بجائے گناہ ملے گا۔

۲۔ اگر کوئی شخص کفارہ وغیرہ کے روزے رکھ رہا ہو اور درمیان میں عید کا دن آجائے تو

اسے عید کے دن کا وقفہ کرنا چاہیے یہ وقفہ تتابع میں مخل ثابت نہ ہوگا۔

۳۔ سال میں پانچ دن روزہ رکھنا باطل وحرام ہے۔عیدین اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳، ذوالحجہ) باقی تمام ایام میں رکھ سکتا ہے۔

۴۔ یوم الفطر کا نام ''الفطر'' اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ روزوں کے بعد یہ پہلا دن ہے۔اور یوم الاضحیٰ کا نام ''الاضحیٰ'' اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس دن قربانی کا گوشت کیا جاتا ہے۔

۵۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عید الاضحیٰ بنسبت عید الفطر کے افضل ہے کیونکہ نماز کے علاوہ قربانی کا مبارک عمل زائد ہے۔عید الفطر میں صرف ایک زائد عبادت ''صدقۃ الفطر'' ہے اور صدقۃ الفطر کا تعلق صرف مالی عبادت سے ہے جبکہ قربانی کا تعلق مالی و بدنی دونوں معاملات سے ہے۔ (مجموع الفتاوی: 222/24)

﴿۷۹﴾ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: **كُلُوا مِنْهَا ثَلَاثًا**.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قربانی کا گوشت تین دن کھاؤ۔

تخریج:

مسند الشاميين برقم: 3156، مستخرج أبى عوانة برقم: 7858، شرح معانى الآثار برقم: 6261

حكم الحديث: إسناده معلّق

لأن السند قد حُذف من مبدئه، ولكن الأثر صحيح كما فى التخريج. والله أعلم بالصواب

فوائد:

ا۔ قربانی کا گوشت درحقیقت ایک مخصوص حکمت کے تحت تین دن تک استعمال کرنے کی اجازت تھی جو حکم بعد میں منسوخ ہوگیا۔ اور تین دن کی قید ختم ہوگئی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں اس گوشت سے کوئی چیز باقی نہ رہے۔ اگلے سال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس سال بھی وہی حکم ہے جو گذشتہ سال تھا (تین دن تک صرف) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھاؤ اور کھلاؤ نیز ذخیرہ کرو گذشتہ سال لوگ مشقت میں تھے تب میں نے (اس مصلحت کے تحت) ارادہ کیا تھا کہ تم ان کی مدد کرو۔''

(صحیح البخاری برقم: 5569)

۲۔ وہ ہنگامی مصلحت جس کی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن کی قید قائم کی تھی اس کا تذکرہ بھی حدیث میں موجود ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کچھ دیہاتی لوگ مدینہ طیبہ میں رہائش پزیر ہوگئے ان کے تعاون کے لیے یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ قربانی کا گوشت وہ بھی کھا سکیں۔'' (صحیح مسلم برقم:1971)

۳۔ بعض اہل علم قربانی کے گوشت کے تین حصوں کے قائل و فاعل ہیں۔ لیکن اس بارہ میں کوئی شریعت کی واضح نص موجود نہیں۔ بلکہ شریعت نے اس مسئلہ تقسیم میں توسع اور وسعت سے کام لیا کسی قسم کی قید نہ لگائی۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنی طرف سے ان اختراع شدہ پابندیوں سے آزاد ہوکر شریعت پر عمل کریں۔ لہذا اب قربانی کے گوشت کی تقسیم کا مسئلہ وسعت پہ مبنی ہے سارا کھانا چاہیں شریعت آپ کو منع نہیں کرتی، یا سارا تقسیم کرنا چاہیں تب بھی کر سکتے ہیں کچھ اپنے لیے اور باقی دیگر رشتہ داروں، غرباء و مساکین میں تقسیم کرنا چاہیں تب بھی کر سکتے ہیں شریعت میں کسی قسم کی پابندی نہیں۔

۴۔ قربانی واجب یا مستحب ہونے کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔لیکن راجح موٴقف کے مطابق قربانی سنت موٴکدہ ہے اور اسی بات کی تائید امام بخاری رحمہ اللہ کے اس عنوان سے بھی ہوتی ہے ”قربانی کے سنت ہونے کا بیان“۔

(صحیح البخاری، کتاب الأضاحی)

۵۔ اہل سنہ و الجماعہ کے ہاں قربانی ایک مسنون و مشروع عمل مبارک اور متوارث ہے۔قربانی میں مخصوص دن کو مخصوص عمر کے جانوروں کو مخصوص شروط و قیود کے ساتھ ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے، اس امر پر امت مسلمہ کا تعامل رہا ہے۔نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام اور اسلاف امت قربانی کا مبارک عمل سرانجام دیتے رہے نیز قربانی کی سنت ومشروعیت پر کتاب وسنت اور مجتہدین امت کا اجماع دلیل ہے۔یہ اسلام کا شعار اور اللہ رب العزت کی نعمتوں کی شکر بجا آوری کا ایک بڑا باعث بھی ہے۔قربانی درحقیقت خالق کا اپنی مخلوق پر ایک حق ہے۔جو اس کی قربت اور رضا مندی کا ایک بڑا ذریعہ بھی ہے۔

۶۔ ابن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:”أجمع المسلمون علی مشروعية الأضحية“ ”اہل اسلام کا قربانی کی سنیت ومشروعیت پر اجماع ہے۔“

(الشرح الکبیر: 530/3)

۷۔ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:”الذی یضحّی به باجماع من المسلمین الأزواج الثمانیة وهی الضان و المعزّ و الإبل و البقر“ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چار قسم کے جوڑوں کی قربانی درست ہے۔بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے۔“ (التمهید لما فی المؤطا من المعانی و الأسانید: 188/2)

۸۔ امام ابن المنذر رحمہ اللہ (319ھ) رقمطراز ہیں:”أجمعوا علی أن الضحایا لا

يجوز ذبحها قبل طلوع الفجر من يوم النحر" اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ قربانی کے دن طلوع فجر سے قبل قربانی کا جانور ذبح نہ کیا جائے۔ (الإجماع: ص/78)

۹۔ بعض منکرین حدیث اس اجماعی مسئلہ کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اجماع کا منکر تو کافر تصور ہوتا ہے۔

۱۰۔ ابن عابدین حنفی رقمطراز ہیں: "اذا أنكر أصل مشروعيته الجمع عليها بين الأمّة فانه يكفر" جس عمل کی مشروعیت وسنیت اور اصلیت وحقیقت پر امت کا اجماع ہو اس اصل کا انکار تو کفر ہے۔ (فتاوی شامی: 314/6)

اور قربانی تو اسلام کے شعائر میں سے ہے اس لیے تو ابن عابدین لکھتے ہیں: "لو أنكر أصل الأضحية كفر" اگر کوئی قربانی کی اصلیت ومشروعیت کا ہی منکر ہو تو اس کے کافر ہونے میں شک ہی نہیں۔ (فتاوی شامی: 314/6)

۱۱۔ قربانی کے ایام میں اگر کوئی ملکی حادثہ رونما ہو جائے تو بعض منکرین حدیث لوگوں کی توجہ قربانی کے اس مبارک عمل سے ہٹا کر اس حادثے کی طرف مبذول کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ قربانی کا یہ مبارک عمل مفقود ہو جائے اور مسلمان اس عظیم رحمت ونعمت سے محروم ہو جائیں۔

علماء احناف لکھتے ہیں: "ان الامّة اجمعت أنّه لو أدّى القيمة مكان الشاة فى الضحايا و الهدايا لا يكون كافيا" امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر قربانی کی جگہ اس کی قیمت تقسیم کر دی جائے تو وہ قربانی سے کفایت نہ کرے گی (قربانی کا اجر وثواب نہ ملے گا)۔ (البحر الرائق: 238/2، فتاوی شامی: 286/2)

۱۲۔ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لا يصح عن أحد من الصحابة أنّ الأضحية واجبة" کسی ایک صحابی سے بھی قربانی کا وجوب باسند صحیح ثابت نہیں۔

(المحلی بالآثار: 10/6)

ثابت ہوا کہ بعض لوگوں کا قربانی کو واجب قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ ایک سنت مؤکدہ ہے۔

۱۳۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"كان الصحابة رضى الله عنهم لا يضحون يعنى أنهم يلتزمون الأضحية" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قربانی کو ضروری تصور نہ کرتے تھے۔ (الإعتصام: 602/2)

۱۴۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے قربانی کا ترک کرنا بھی ثابت ہے۔

(الخلافيات للبيهقى برقم المسئلة: 562، السنن الكبرى للبيهقى: 265/9 وسنده صحيح)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی سند کو "صحیح" کہتے ہیں۔ (مسند الفاروق: 332/1)

اور امام ہیثمی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:"رجاله رجال الصحيح"

(مجمع الزوائد:18/34)

۱۵۔ اسی طرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما (السنن الكبرى للبيهقى: 225/9 وسنده صحيح) سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ (المحلى بالآثار لابن حزم: 358/7 وسنده صحيح) قربانی کے عدم وجوب کے ہی قائل تھے۔

۱۶۔ خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے: "یہ سنت اور کار خیر کا کام ہے۔" (صحيح البخارى كتاب الأضاحى باب سنّة الأضحيّة تعليقًا) لیکن ابن حجر رحمہ اللہ نے "تعلیقات البخاری" پر لکھی جانے والی کتاب (تغليق التعليق: 3/5) میں اس کی سند ذکر کرتے ہوئے اس کی سند پر "جید" کا حکم لگایا ہے۔

۱۷۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان بھی اس کی سنیت کی طرف ہی ہے۔

(صحيح البخارى: 132/2)

۱۸۔ قَالَ سَالِمٌ: فكَانَ ابْنُ عُمَرَ، لَا يَأْكُلُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ،

سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پس ان کے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہیں کھایا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم برقم: 1970)

ملحوظہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل اس وقت تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ بعد میں عمل منسوخ ہو گیا تھا۔

۸۰ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا: ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ثنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي يَوْمِ نَحرٍ، بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَعِيدُ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا يَوْمُ النَّحْرِ فَكُلُوا مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ، قَالَ: ثُمَّشَهِدْتُ عُثْمَانَ فِي يَوْمِ فِطْرٍ وَيَوْمِ جُمُعَةٍ، بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَقَالَ: إِنَّ هَذَيْنِ عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي أَنْ يَمْكُثَ مَعَنَا حَتَّى يَشْهَدَ الْجُمُعَةَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَعَجَّلَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ، فَلْيَفْعَلْ.

ابو عبید رحمہ اللہ مولی عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ کے دن حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس آپ نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان دودنوں کے روزہ سے منع فرماتے تھے (عیدالاضحیٰ اورعید الفطر)۔عید الفطر والے دن اس لیے منع فرماتے کہ یہ روزوں کے بعد پہلا افطاری کا دن ہے اور عیدالاضحیٰ والے دن اس لیے منع کرتے تاکہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھا سکو۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے عید الفطر کے دن سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضری کا اتفاق ہوا، اور اتفاقاً یہ جمعہ کا دن بھی تھا۔پس آپ نے خطبہ عید سے قبل نماز پڑھائی، پھر ارشاد فرمایا: آج کے دن دوعیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔پس دور افتادہ لوگوں میں سے جو بھی ہمارے ساتھ ٹھہرنا چاہے تاکہ وہ جمعہ میں شرکت کر سکے تو وہ ہمارے ساتھ ٹھہرے۔اور تم میں سے جو اپنے گھر والوں کے پاس جلدی جانا چاہے ہم اسے اجازت دیتے ہیں پس وہ چلا جائے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٧

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهرى وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الأثر صحيح كما تقدم. والله أعلم بالصواب

﴿٨١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَبْنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ، عَنْ مَعْمَرٍ إِلَى قَوْلِهِ: وَمَنْ شَاءَ فَلْيَشْهَدِ الْجُمُعَةَ مَعَنَا فَلْيَشْهَدْ، ثُمَّ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ

يَخْطُبَ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ نُسُكِكُمْ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَلَا تَأْكُلُوهَا بَعْدَهُ.

ابوعبید رحمہ اللہ مولی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عیدالاضحیٰ میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس انہوں نے (ابوعبید رحمہ اللہ راوی حدیث) یزید بن زریع عن معمر کی سند سے مروی حدیث کے طرح الفاظ یہاں تک ذکر کیے۔ ''جو شخص جمعہ میں حاضر ہونا چاہے پس وپ حاضر ہو جائے۔''

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضری کا اتفاق ہوا پس آپ نے بغیر اذان واقامت کے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ پس اس کے بعد تم اسے نہ کھاؤ۔

تخریج:

مسند أحمد برقم: 587، 23003، 23005، صحيح مسلم برقم: 977، 1969، 1977، سنن الترمذی برقم: 1510

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهری وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الحديث صحيح كما فی التخريج. والله أعلم بالصواب

﴿٨٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أبنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَشْهَدَ مَعَنَا الصَّلَاةَ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ فَلْيَفْعَلْ،وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ، وَشَهِدْتُ مَعَ عَلِيٍّ، وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ نُسُكِهِ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دو عیدیں اکٹھی ہوئیں (عید اور جمعہ) تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو دور دراز والے ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرنا چاہتے ہیں وہ کریں اور جو گھروں کو واپس لوٹنا چاہتے ہیں تو وہ چلے جائیں اور میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید ادا کی (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان دونوں محصور تھے) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین سے زیادہ تک قربانی کا گوشت کھائے۔''

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٧،٨١

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه الزهرى وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الحديث صحيح كما تقدم. والله أعلم بالصواب

﴿٨٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا أَبُو صَالِحٍ، وَابْنُ بُكَيْرٍ جَمِيعًا أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَهُمَا، وأَبْنَا الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: وَثَنا إِسْحَاقُ بْنُ سَيَّارٍ، ثنا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَا جَمِيعًا: قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ، مَوْلَى بَنِي أَزْهَرَ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا عِيدُكُمُ الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ، قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: فَكَانَ يَوْمُ جُمُعَةٍ فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ فَلْيَنْتَظِرْهَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَرْجِعْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعُثْمَانُ يَوْمَئِذٍ مَحْصُورٌ، قَالَ: فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَلَا تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ذَلِكَ.

ابوعبید موسیٰ بن ازہر رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس آپ نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی۔ بعد ازاں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے ان دودنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ان میں سے ایک روزوں کے بعد چونکہ پہلا افطاری کا دن ہے، اور دوسری

عید کا دن چونکہ تمہارے لیے قربانی کے گوشت کھانے کا دن ہے۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کے دن حاضری کا اتفاق ہوا، اور اتفاقاً یہ جمعہ کا دن بھی تھا۔ پس آپ نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: آج کے دن دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ پس دور افتادہ لوگوں میں سے جو شخص جمعہ کا انتظار کرنا چاہے پس چاہیے کہ وہ انتظار کرے۔ اور جو شخص اپنے گھر واپس لوٹنا چاہے پس وہ واپس چلا جائے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضری کا اتفاق ہوا، اور یہ ان دنوں کی بات ہے جن دنوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر محصور تھے۔ پس انہوں نے خطبہ سے قبل نماز ادا کی۔ پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا، پس تین دن سے زائد مت قربانی کا گوشت کھاؤ۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۸۱،۷

حكم الحديث: صحيح بالشواهد

فيه أبو صالح كاتب الليث وكان ضعيفاً ولكن قد توبع بابن بكير. والله أعلم بالصواب

﴿۸٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ سَيَّارٍ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ، مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ

بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ،

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

ابن ازہر رحمہ اللہ کے غلام ابوعبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کے دن نمازِ عید میں حاضر ہوئے۔ پس آپ نے خطبہ سے قبل نمازِ عید پڑھائی۔ پھر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں ان دونوں (عید الفطر، عید الاضحیٰ) میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ان میں سے ایک روزوں کے بعد پہلا افطاری کا دن ہے۔ اور دوسرا عید کا دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھا سکو۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید

کے دن حاضری کا اتفاق ہوا، اور اتفاقاً یہ جمعہ کا دن بھی تھا۔ پس آپ نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی پھر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: آج کے دن دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ پس دور افتادہ لوگوں میں سے جو شخص جمعہ کا انتظار کرنا چاہے پس چاہیے کہ وہ انتظار کرے۔ اور جو شخص اپنے گھر واپس لوٹنا چاہے پس وہ واپس چلا جائے میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

(راوی حدیث) ابوعبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس خطبہ سے قبل نماز ادا کی۔ پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٧،٨١

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أبو صالح عبد الله بن صالح كاتب الليث وهو ضعيف، ضعفه الجمهور ولكن الحديث صحيح كما تقدم برقم: ٨٣. والله أعلم بالصواب

﴿٨٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرٍ، وَعُثْمَانُ، ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: ثنا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: **شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَ عُمَرَ فَبَدَأُوا بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.**

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عیدین کی نماز میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس ان سب نے خطبہ سے قبل ہی

نمازعید پڑھائی۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 962، السنن الکبری للنسائی برقم: 1781

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه سفیان الثوری وابن جریج فکلاهما مدلسان وقد عنعناه، ولکن الحدیث صحیح کما سیأتی برقم: ٨٦. والله أعلم بالصواب

﴿٨٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان کے ساتھ عیدین کی نماز میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس ان سب نے خطبہ سے قبل ہی نمازعید پڑھائی۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٦

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿٨٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ يَوْمَ الْعِيدِ عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّى قَبْلَ أَنْ يَخْطُبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَلَا إِقَامَةً، وَلَوْلَا

مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثیر بن صلت کے گھر کے قریب (عیدگاہ میں) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عید پڑھائی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی۔ اور اذان اور اقامت کا تذکرہ نہیں کیا۔ (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) اگر میری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق داری وقدر ومنزلت نہ ہوتی، تو میں صغرِ سنی کی وجہ سے عید میں حاضر نہ ہوتا۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 977، 863، 7325، سنن أبی داؤد برقم: 1146

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه سفیان الثوری وهو مدلس وقد عنعنه، ولکن الحدیث صحیح کما فی التخریج. واللّٰه أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ نماز عید کے لیے اذان اور اقامت کہنا سنت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

۲۔ سیدنا مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید پڑھائی لیکن اس کی اذان اور اقامت نہ کہلوائی۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5707 وسنده صحیح)

۳۔ سماک بن حرب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز عید پڑھی لیکن انہوں نے اس کے لیے اذان اور اقامت نہ کہلوائی۔ (مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5706 وسنده صحیح)

۴۔ محمد بن سیرین ثقہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الأَذَانُ فِي العِيْدِ مُحْدَثٌ" نماز

عید کے لیے اذان کہنا بدعت ہے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5711 وسنده صحیح)

۵۔ ایک اثر بعض لوگ پیش کرتے ہیں کہ: "اَوَّلُ مَنْ اَحْدَثَ الأَذَانَ فِی العِیْدِ معاویة" "نماز عید کے لیے سب سے پہلے اذان کی بدعت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اختراع کی۔" (مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5712) لیکن یہ اثر ضعیف ہے اس میں "قتادہ بن دعامہ" مدلس کا "عنعنہ" ہے جو کہ مردود ہے۔ لہذا اس بنیاد پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کرنا اور انہیں مبغوض و مطعون ٹھہرانا ستم ظریفی کی انتہاء ہوگی جو کسی بھی مسلمان کے شایان شان نہیں۔

۶۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو مرتبہ نہیں متعدد بار بغیر اذان اور اقامت کے ادا کی۔" (صحیح مسلم برقم: 887) نیز جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خلافت کے منصب پر براجمان ہوئے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں اس مسئلہ کی تلقین بھی کی۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے "عید الفطر کی نماز کے لیے (عہد نبوی میں) اذان نہ دی جاتی تم بھی اس کے لیے اذان نہ دینا۔"

(صحیح مسلم برقم: 886)

۷۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "انہوں نے اپنے کئی علماء و محدثین سے یہ بات سنی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے اذان اور اقامت نہ کہی جاتی۔" (المؤطا للإمام مالك برقم: 487)

اس کے بعد امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَتِلْكَ السُّنَّةُ التی لَا اخْتِلَافَ فِیهَا عِنْدَنَا" اور یہ ایک ایسی سنت ہے جس کے بارہ ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔"

(المؤطا للإمام مالك برقم: 487)

۸۔ اذان اور اقامت سے ہٹ کر عیدین کی نماز کے لیے کوئی اور نداء و بلاوہ بھی جائز نہیں

جیسا کہ حدیث میں صراحت ہے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ''کہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے (اصطلاحی) اذان نہیں تھی نہ امام کی روانگی کے وقت نہ ہی خروج کے بعد۔ اس کے لیے نہ اقامت ہے نہ نداء اور نہ کوئی اور بلاوہ، اس کے لیے کسی قسم کی اذان و اقامت نہیں۔'' (صحیح مسلم برقم:886)

اور سنت پر عمل کرنا ہی زیادہ مناسب ہے جیسا کہ ابن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وسُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ'' ''سنت رسول زیادہ حق دار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔'' (المغنی: 268/3)

۹۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ اس مسئلہ میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

''نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب عید گاہ تشریف آوری ہوتی تو آپ اذان واقامت اور ''الصلاة جامعة'' کے الفاظ کہے بغیر نماز عید شروع کر دیتے اور سنت کا تقاضا تو یہی ہے کہ ایسے کوئی الفاظ نہ کہے جائیں۔'' (زاد المعاد: 442/1)

۱۰۔ نماز عید کے ٹائم اور جگہ کا اعلان کرنا شرعی طور پر جائز ہے تاکہ لوگ باجماعت نماز عید سے محروم نہ رہ جائیں۔

(الأوسط فی السنن و الإجماع و الإختلاف لابن المنذر برقم: 2122)

﴿۸۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ حِسَابٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَوْ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ، فَأَتَاهُنَّ فَحَثَّهُنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ

وَالْخَاتَمَ، وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ فِي كِسَائِهِ، قَالَ: فَفَرَّقَهُ عَلَى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ سے قبل نماز عید پڑھائی اور آپ نے محسوس کیا کہ شاید عورتوں نے خطبہ نہیں سنا ہوگا۔ لہذا آپ ان کے پاس تشریف لائے اور انہیں صدقہ کے متعلق ترغیب دلائی۔ پس عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں پیش کرنا شروع ہوگئیں اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ انہیں اپنی چادر میں ڈال رہے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کا یہ مال غرباء میں تقسیم کر دیا۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 98، صحیح مسلم برقم: 884

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿٨٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، ثنا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، أَبْنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ، فَانْطَلَقَ وَبِلَالٌ مَعَهُ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید خطبہ سے پہلے ادا کی پس آپ نے خیال کیا کہ عورتوں نے خطبہ نہیں سنا ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے اور آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وعظ و

نصیحت کی اور انہیں صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں سیدنا بلال کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۸۸

حکم الحدیث: اسناده صحیح

﴿۹۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَبْنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَأَتَاهُنَّ، وَمَعَهُ بِلَالٌ نَاشِرٌ ثَوْبَهُ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلَى أُذُنِهِ وَإِلَى حَلْقِهِ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید خطبہ سے قبل ادا کی۔ پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا پس آپ نے خیال کیا کہ شاید عورتوں نے خطبہ نہیں سنا ہوگا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی اپنا کپڑا بچھائے ہوئے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ کا حکم بھی دیا۔ پس عورتیں ڈال رہیں تھیں (راوی حدیث محدث) ایوب (السختیانی) رحمہ اللہ اس موقع پر اپنے کان اور اپنی کلائی کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۸۸

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ اگر کہیں ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ عورتیں خطبہ عید سماعت نہ کر سکیں تو امام کو چاہیے کہ ان کو الگ نصیحت کرے۔ تاکہ وہ بھی دین مسائل سن کر عمل کر سکیں۔

۲۔ مرد کا عورتوں کو شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے وعظ و نصیحت کرنا اور درس دینا جائز ہے۔

۳۔ عورتوں پر وعظ و نصیحت کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے میں وسیع القلب ہوتیں ہیں۔

﴿۹۱﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرٍ، وَعُثْمَانُ، ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، ثنا أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعِ النِّسَاءَ، فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّيْءَ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدُونَ: الْخُرْصُ الْقُرْطُ بِحَبَّةٍ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عید خطبہ سے قبل ادا کی۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ شاید عورتوں نے خطبہ نہیں سنا ہوگا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے مجمع میں تشریف لائے اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کی ترغیب دلائی۔ پس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کپڑا بچھائے ہوئے

تھے۔ اور عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ سیدنا بلال کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں۔

محمد بن سعدون رحمہ اللہ کہتے ہیں: "الخرص" کا معنی ہے ایک دانہ والی کان کی بالی۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٨٨

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿٩٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ شَهِدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى فِي يَوْمِ عِيدٍ ثُمَّ خَطَبَ النِّسَاءَ، ثُمَّ أَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ.

عطاء رحمہ اللہ (بن ابی رباح) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عید ادا کی پھر عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ پھر انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا (وعظ و نصیحت کی وجہ سے) پس عورتیں صدقہ کرنا شروع ہو گئیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ٨٨

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿٩٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، أَنَّ عَطَاءً، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ

الْفِطْرِ يَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسُ بَعْدُ، فَلَمَّا فَرَغَ أَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَهُوَ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي النِّسَاءُ فِيهِ الصَّدَقَةَ.

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن خطبے سے قبل نماز عید ادا فرماتے۔ بعد ازاں خطبہ ارشاد فرماتے۔ پس جب خطبہ سے فارغ ہوتے تو عورتوں کے پاس تشریف لا کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ٹیک لگاتے انہیں وعظ ونصیحت فرماتے۔ پس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی چادر بچھاتے اور عورتیں اس میں صدقات ڈال دیتیں۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 978، صحیح مسلم برقم: 885

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿٩٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ، ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ.

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عیدین میں حاضری کا اتفاق ہوا۔ یہ تمام کے تمام خطبہ سے قبل نماز عید پڑھاتے۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 963، صحیح مسلم برقم: 888

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فيه ابن جريج مدلس وقد عنعنه ولكن عنعنة ابن جريج عن عطاء محمولة على السماع.(التاريخ الكبير لابن أبی خيثمة: ص/152، 153 وسنده صحيح)والله أعلم بالصواب

﴿٩٥﴾ وَبِهِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِيدَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ : رَوَاهُمَا جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، وَعَنْ جَابِرٍ .

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خطبہ سے قبل نمازِ عید ادا کی۔

علی بن نصر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ان دونوں روایتوں کو مکمل بیان کیا ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ٩٤

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿٩٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے دن حاضری کا اتفاق ہوا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ سے قبل بغیر اذان اور اقامت کے نماز عید پڑھائی۔

تخریج:

صحيح مسلم برقم: 885، سنن النسائى برقم: 1562

حكم الحديث: إسناده حسن

﴿٩٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے دن حاضری کا اتفاق ہوا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ سے قبل بغیر اذان اور اقامت کے نماز عید پڑھائی۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ٩٦

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿٩٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْفِطْرَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى بِلَالٍ، ثُمَّ مَضَى إِلَى النِّسَاءِ، فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَقَالَ: إِنَّكُنَّ أَكْثَرُ حَطَبِ جَهَنَّمَ، قَالَ: فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ مِنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، قَالَ: فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ خَلَاخِيلَهُنَّ وَخَوَاتِيمَهُنَّ،

يَتَصَدَّقْنَ بِهَا يَطْرَحْنَهَا إِلَى بِلَالٍ.

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید الفطر کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے ادا کی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے نماز ادا کی۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگاتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (خطبہ کے بعد) عورتوں کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں وعظ ونصیحت کی۔ اور ارشاد فرمایا: اکثریت تمہاری جہنم کا ایندھن ہے۔ پس عورتوں میں سے ایک کم علم (کم ظرف) عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں (اکثر عورتیں جہنم میں جائیں گی)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم حد درجہ شکوہ کرنے والی اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں پھر عورتیں اپنے زیورات اور انگوٹھیاں اتار کر بطور صدقہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈال رہیں تھیں۔

تخریج:

صحیح مسلم برقم: 885، سنن النسائی برقم: 1575

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ خطیب کا کسی چیز کے ساتھ ٹیک لگا کر اور سواری پر خطبہ دینا جائز ومشروع عمل ہے۔

۲۔ کسی عورت کا غیر محرم عالم سے دین کے متعلق استفسار کرنا شرعی طور پر جائز ہے۔

۳۔ اگر دین کا کوئی مسئلہ سمجھ نہ آئے تو اسے بار بار پوچھا جا سکتا ہے۔

۴۔ کسی عورت کا اپنے خاوند کی نافرمانی کرنا بھی ایک گھناؤنا جرم اور گناہ ہے۔

۵۔ کفر کے کئی ایک درجات ہیں۔ صرف دائرہ اسلام سے خروج کا نام ہی نہیں۔

۶۔ صدقہ گناہوں کی بخشش ومغفرت کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

۷۔ نفلی صدقہ صرف پیسے کی صورت میں ہی نہیں بلکہ اس کی بہت ساری صورتیں ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے مختلف اعمال کو بھی صدقہ قرار دیا ہے۔جس کی چند شکلیں درجہ ذیل ہیں حالانکہ ان پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوتا۔

- ہر نیک صالح عمل بذات خود صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری برقم:6021)
- ''سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، اور لا الہ الا اللہ''کہنا ذکر بھی اور صدقہ بھی۔ (صحیح مسلم برقم:1671)
- ہر قدم جو نماز کی طرف اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔
(صحیح البخاری برقم:2891)
- کسی کو نیکی کا حکم دینا اور کسی کو برائی سے روکنا یہ بھی صدقہ ہے۔
(صحیح مسلم برقم: 720)
- ''تسلیمة علی مَن لَقی صَدقة'' کسی آدمی سے ملاقات کے وقت سلام کرنا صدقہ ہے۔ (سنن أبی داؤد برقم: 1285 وسندہ صحیح)
- اچھا کلام کرنا یا اچھی گفتگو کرنا صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری برقم:2891)
- راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا بھی صدقہ ہے۔
(سنن أبی داؤد برقم: 1285 وسندہ صحیح، صحیح مسلم برقم: 1009)
- لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنا صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری برقم: 2518)
- اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھنا صدقہ ہے۔ (صحیح مسلم برقم: 1008)
- آدمی کا نیک نیتی اور اجر و ثواب کی غرض سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری برقم: 55)
- اگر کوئی شخص درخت لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے اور پرندے اور جانور اس سے مستفید

ہوں یہ بھی صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری برقم:232)

❀ کسی شخص کا کسی دوسرے انسان کو دودھ والا جانور کچھ دنوں کے لیے اس بناء پر دینا تاکہ وہ اس کا دودھ پیئے یہ ایک عمدہ صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری برقم: 5608)

❀ اگر کوئی شخص کسی کو سہارا دے کر سواری پر چڑھا دے یا اس کا سامان اٹھا کر سواری پر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ کی ایک صورت ہے۔ (صحیح البخاری برقم: 2891)

❀ جو شخص کسی کو اللہ کی رضا کے لیے قرض دیتا ہے تو قرض کی مدت تک روزانہ اس مال کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔(سنن ابن ماجه برقم: 2418 وسنده صحيح) اور جب قرض کی مدت ختم ہو جائے اور پھر اسے مزید مہلت دے تو اس کے لیے دوگنا صدقہ کے برابر اجر و ثواب ہوگا۔ (مسند أحمد برقم:2304 وسنده صحيح)

❀ کسی شخص کا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا بھی صدقہ کی صورت ہے۔ (سنن الترمذی برقم: 1956 وسنده صحيح)

❀ اگر کوئی شخص تہجد کی نماز پڑھتا ہو لیکن کسی دن وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے اٹھ نہ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی معمول کی نماز تہجد کا اجر و ثواب لکھ دیتے ہیں اور مزید برآں اس کی نیند کو اس پر صدقہ کر دیتے ہیں۔

(سنن أبی داؤد برقم: 1314، المؤطا للإمام مالك برقم: 307 وسنده صحيح)

❀ کسی مسکین پر صدقہ کرنا صرف ایک صدقہ ہی ہے لیکن رشتہ داروں پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

(مسند أحمد برقم:1623، سنن الترمذی برقم: 658 وسنده صحيح)

❀ کسی شخص کو راستہ کی راہنمائی کر دینا بھی ایک صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری برقم:2891)

❀ اپنے بھائی سے مسکرا کر ملنا بھی ایک صدقہ ہے۔

(سنن الترمذی برقم: 1956 وسنده صحیح)

❁ نابینا اور کم دیکھنے والے کو راستہ کی راہنمائی کرنا تمہارے لیے صدقہ ہے۔

(سنن الترمذی برقم:1956 وسنده صحیح)

ان مذکورہ صدقہ کی صورتوں میں سے اکثر وہ ہیں جن کا تعلق مال و دولت سے نہیں ہے کہ جن کو سوائے دولت مند کے کوئی غریب نہ کر سکے۔اس لیے تو یہ دین محمدی دین رحمت ہے۔

﴿۹۹﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَاةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ، فَحَمِدَ اللَّهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ النِّسَاءَ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَقَالَ: تَصَدَّقْنَ، وَذَكَرَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ جَهَنَّمَ، فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سَفِلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِمَ؟ قَالَ: لَأَنَّكُنَّ تُفْشِينَ الشَّكَاةَ وَاللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، قَالَ: فَجَعَلْنَ يَأْخُذْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ وَأَقْرُطِتِهِنَّ وَخَوَاتِيمِهِنَّ يَطْرَحْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَصَدَّقْنَ بِهِ.

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عید کے دن نماز عید میں حاضری کا اتفاق ہوا۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر اذان اور اقامت کے خطبہ سے قبل نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگاتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا: پس اللہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ پھر عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور اللہ سے ڈرنے کا

حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: تم صدقہ کرو پھر آپ نے جہنم کے کچھ دردناک مناظر کا تذکرہ فرمایا: پس عورتوں میں سے ایک کم علم (کم ظرف) اور سرخ رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں (اکثر عورتیں جہنم میں جائیں گی)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم حد درجہ شکوہ کرنے والی اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں پھر عورتیں اپنے زیورات، بالیاں اور انگوٹھیاں صدقہ کرتے ہوئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈال رہی تھیں۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ۹۸

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ صدقہ کرنے کے دنیوی اور اخروی بے شمار فوائد ہیں۔ ان میں سے ۱۰ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

- تزکیہ نفس اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

(سورة الليل الآية:17-21، سورة التوبه الآية: 103)

- صدقہ کرنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ صدقہ کرنے والے کے لیے روزانہ اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں "اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا" اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بہترین بدلہ نصیب فرما۔ (صحيح البخاری برقم: 1442)
- صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ" (صحيح مسلم برقم: 2588)
- اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے نہ صرف مال زیادہ ہوتا بلکہ اللہ رب العزت

اجر وثواب بھی عنایت فرماتے ہیں اور قیامت کے دن وہ ہر قسم کے غم وحزن سے بھی محفوظ ہونگے۔ (سورۃ البقرۃ الآیۃ: 262)

❁ صدقہ کرنا فصل میں برکت اور اللہ کی رحمت کے نزول کا سبب بھی ہے جیسا کہ حدیث میں مشہور واقعہ آتا ہے۔ (صحیح مسلم برقم: 2084)

❁ گناہوں کی بخشش اور فتنوں سے نجات کا ایک بڑا ذریعہ بھی ہے حدیث میں آتا ہے کہ ''آدمی کا وہ فتنہ جو اس کی بیوی، اس کے مال، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہوتا ہے۔اس کو نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر مٹا دیتا ہے۔

(صحیح البخاری برقم: 525)

❁ مرنے کے بعد اجر وثواب جاری رہنے کا باعث بھی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ''جب بندہ فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں البتہ تین اعمال کا اجر وثواب جاری رہتا ہے۔صدقہ جاریہ، علم نافع اور اولاد صالح جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔ (صحیح مسلم برقم: 1631)

❁ صدقہ اللہ کی محبت، رزق میں فراوانی اور پہاڑوں کے برابر اجر وثواب کا ذریعہ ہے۔حدیث میں آتا ہے ''جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے تو اللہ تعالی اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے اس میں برکت ڈالتا ہے۔بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر پرورش کرتا ہے۔حتی کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے۔''

(صحیح البخاری برقم:1410)

❁ قیامت کے دن یہ صدقہ اللہ رب العزت کے سائے کا ذریعہ بھی ہوگا جس دن کسی قسم کا کوئی سایہ نہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ (صحیح البخاری برقم: 1031)

❁ صدقہ کرنا رشتہ داری کے ساتھ صلہ رحمی کا ایک باعث بھی ہے۔اس سے رشتہ داروں کو جوڑنے میں مدد ملتی ہے۔جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

(مسند أحمد برقم: 16239، سنن الترمذی برقم: 658 وسنده صحیح)

فتلک عشرة کاملة

﴿١٠٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ: أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ، ثُمَّ خَطَبَ عَلَى بَعِيرٍ.

عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید پڑھائی پھر اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5863، السنن الکبری للبیهقی برقم: 6210، الأوسط لابن المنذر برقم: 2121

حکم الحدیث: إسناده حسن

معاذ بن معاذ قد سمع من المسعودی قبل الإختلاط.(الکواکب النیرات:ص/56) واللہ أعلم بالصواب

﴿١٠١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ مَسْمُولٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى

رَاحِلَتِهِ.

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے دن اپنی سواری پر کھڑے ہو کر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔

تخریج:

صحیح ابن خزیمة برقم: 1445، صحیح ابن حبان برقم: 2825، مسند أبی یعلی برقم: 1182، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5854، الأوسط لابن المنذر برقم: 2178

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه محمد بن سلیمان بن مسمول وهو ضعیف جداً کما قاله ابن حجر (الإصابة: 97/6)، بل قال: متروك (نتائج الأفکار: 421/2) والحدیث صحیح کما فی التخریج. والله أعلم بالصواب

۱۰۲ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ الْمُغِيرَةِ بْنَ شُعْبَةَ صَلَّى بِنَا فِي يَوْمِ عِيدٍ، خَطَبَ بَعْدَمَا صَلَّى، عَلَى نَجِيبٍ.

(عامر بن شرحبیل) شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے ہمیں عید کے دن نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد اپنی سواری پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5863، وقد تقدم تخریجه أیضاً برقم: ۱۰۰

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه هشيم بن بشير و المغيرة بن مقسم الضبى كلاهما مدلسان وقد عنعناه.والله أعلم بالصواب

﴿۱۰۳﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید والے دن ہمیں خطبہ سے پہلے بغیر اذان اور اقامت کے نماز عید پڑھائی۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ۹۸

حکم الحدیث: إسناده حسن

فيه عبدالملك بن أبى سليمان وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

بَابُ
مَا رُوِيَ فِي تَكْبِيرِ الْإِمَامِ بِالصَّلَاةِ فِي الْعِيدِ، وَكَمْ يُكَبِّرُ

عید کے دن امام کا نمازِ عید میں زائد تکبیرات، اور کتنی تکبیرات کہے

﴿١٠٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ **رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ.**

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی پہلی رکعت میں سات (زائد) اور دوسری میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے۔

تخریج:

سنن أبى داؤد برقم: 1149، سنن ابن ماجه برقم: 1280، المستدرك للحاكم برقم: 1108، 1109، سنن الدارقطنى برقم: 1720، 1721، 1722، معرفة السنن والآثار للبيهقى برقم: 6866، السنن الكبرى للبيهقى برقم: 6174، وله شاهد موقوف عن ابن عمر رضى الله عنهما، المؤطا للإمام مالك برقم: 590

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه ابن شهاب الزهرى وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الحديث صحيح بالشواهد كما فى التخريج. والله أعلم بالصواب

﴿١٠٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى، ثنا

بِقِيَّةُ، ثنا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ الْقَرِظِ، أَنَّ أَبَاهُ، وَعُمُومَتَهُ، أَخْبَرُوهُ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ، وَكَانَ الْقَرِظُ مُؤَذِّنًا لِأَهْلِ قُبَاءَ فَانْتَقَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاتَّخَذَهُ مُؤَذِّنًا: أَنَّ السُّنَّةَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَيُكَبِّرُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

عمر بن سعد القرظ رحمہ اللہ اور ان کے بھائی اپنے باپ سیدنا سعد سے بیان کرتے ہیں: ”قرظ اہل قباء کے مؤذن تھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں منتقل کر کے مؤذن مقرر کیا۔“ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام پہلی رکعت میں قراءت سے قبل سات (زائد) تکبیرات، اور دوسری رکعت میں قراءت سے قبل پانچ (زائد) تکبیرات کہے۔

تخریج:

المعجم الکبیر للطبرانی برقم: 5439، الأحاد و المثانی لابن أبی عاصم برقم: 2255

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه ابن شهاب الزهری وهو مدلس وقد عنعنه، ومع ذلك حفص بن عمر بن سعد القرظ لم أجد توثيقه أيضاً، ولكن الحديث صحيح بالشواهد. والله أعلم بالصواب

﴿١٠٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، ثنا ابْنُ أَخِي ابْنُ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَالسُّنَّةُ التَّكْبِيرُ فِي صَلَاةِ الْأَضْحَى وَصَلَاةِ الْفِطْرِ

أَنْ يُكَبِّرَ فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، وَيُكَبِّرُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں مسنون عمل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات کہے، پھر سورۃ فاتحہ اور مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں قراءت سے قبل پانچ (زائد) تکبیرات کہے، اور پھر سورۃ فاتحہ کے ساتھ مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔

تخریج:

مصنف عبد الرزاق برقم: 5683 (مختصراً)

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه محمد بن عبد الله بن مسلم ابن أخي ابن شهاب صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

فوائد:

١۔ سنت کے مطابق نماز ادا کرنا قبولیت کی بنیاد و اساس ہے۔ بغیر سنت کے عمل مردود ہوتا ہے۔

٢۔ نماز عید میں مسنون قراءت کرنا افضل و مستحب ہے۔ البتہ قرآن مجید کی کوئی بھی سورۃ تلاوت کر لی جائے، جائز ہے۔

٣۔ مسلکی دفاع کی خاطر سنت میں تغیر و تبدل ہرگز جائز نہیں۔

﴿١٠٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا

الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: كَمْ يُكَبَّرُ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ؟ فَقَالَ: سَبْعَ وَ خَمْسَ، سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: إِنَّ السُّنَّةَ مَضَتْ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ: أَنْ يُكَبِّرَ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ فِي الْأُولَى ثُمَّ يَقْرَأ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعَ، ثُمَّ يَسْجُدُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ يَقْرَأُ فَيُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ.

ولید بن مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے پوچھا: کہ نماز عید میں کتنی (زائد) تکبیرات ہیں؟ تو آپ نے کہا: سات (زائد پہلی رکعت میں) اور پانچ (زائد دوسری رکعت میں)، اور پھر کہا: کہ میں نے امام زہری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ نماز عید میں اسلاف امت سے مسنون عمل یہی چلا آرہا ہے کہ پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات کہے، پھر قراءت کرے، پھر رکوع کے لیے تکبیر کہے، پھر سجدہ کرے، پس جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو پانچ (زائد) تکبیرات کہے پھر قراءت کرے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع اور سجدہ کرے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٠٦

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فيه الوليد بن مسلم وهو مدلس تدليس التسوية، ولكن له تصريحاً بالسماع المسلسل. والله أعلم بالصواب

فائدہ:

ا۔ عید کی نماز کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دیگر نمازوں میں کہی جانے والی تکبیرات سے مزید بھی تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ جنہیں ''زوائد تکبیرات'' یا زائد تکبیریں کہتے

ہیں۔

۲۔ نمازِ عید میں تکبیرات زائدہ کی وجہ سے اس کی زینت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے۔

﴿۱۰۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَيَّارٍ، ثنا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ فِي التَّكْبِيرِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى فِي الصَّلَاةِ: **يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ.**

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں (زائد) تکبیرات کے متعلق فرماتے ہیں: کہ آپ نماز کی ابتدا میں سات (زائد) تکبیرات کہتے، پھر مفصلات میں سے کوئی سورۃ قراءت کرتے، پھر دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے، اور پھر مفصلات میں سے کوئی سورۃ قراءت کرتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٠٦

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أبو صالح كاتب الليث وهو ضعيف، ولكن الأثر صحيح كما تقدم تخريجه برقم: ١٠٧. والله أعلم بالصواب

﴿۱۰۹﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، **يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فِي**

السَّجْدَةِ الْأُولَى سَبْعًا وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ انہوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا: کہ آپ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی پہلی رکعت میں سات (زائد) اور دوسری میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے۔

تخریج:

الموطا للإمام مالك برقم: 9، مصنف عبد الرزاق برقم: 5680، معرفة السنن والآثار برقم: 6874، السنن الكبرى للبيهقي برقم: 6179، مصنف ابن أبي شيبة برقم: 5703، السنن الصغرىٰ للبيهقي برقم: 696، شرح معاني الآثار برقم: 7270

حكم الحديث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ عیدین کی نماز میں تکبیرات درحقیقت عبادت ہیں اور یہ سنت و مشروع ہیں۔ البتہ فرض و واجب نہیں۔

۲۔ مسنون و مشروع تعداد اور ارجح موقف کے مطابق تو پہلی رکعت میں قراءت سے قبل ۷ زائد تکبیرات اور دوسری رکعت میں قبل از قراءت ۵ زائد تکبیرات کہی جائیں گی۔

۳۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَأَكْثَرُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالْأَئِمَّةِ يُكَبِّرُونَ سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الثَّانِيَةِ." "اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ محدثین (نماز عید کی) پہلی رکعت میں ۷ (زائد) تکبیرات اور دوسری رکعت میں ۵ (زائد) تکبیرات کہتے تھے۔" (مجموع الفتاوى: 220/24)

۴۔ اگر تکبیرات عیدین نماز میں امام بھول جائے تو سجدہ سہو کر لے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے "لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ" "ہر بھول پر سلام کے بعد دو سجدہ سہو

ہیں۔''(سنن أبی داؤد برقم: 1038، سنن ابن ماجه برقم: 1219، وسنده حسن)

۵۔ اگر قراءت سے قبل امام کو تکبیرات یاد آجائیں یا کوئی یاد کرادے تو پڑھ لینی ہیں۔ اور اگر دورانِ قراءت یاد آئیں یا قراءت کے بعد یاد آجائیں تو تکبیرات کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ آخر میں سلام سے قبل سجدہ سہو ہی کفایت کر جائے گا جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ (کتاب هذا برقم:145 وسنده صحیح)

۶۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرنے کے بعد امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وهو الأمر عندنا'' ہمارے (اہلِ مدینہ کے) ہاں اس سنت پر عمل کیا جا رہا ہے۔

(المؤطا للإمام مالك برقم: 495)

۷۔ اس مسئلہ میں امام فریابی رحمہ اللہ نے اور بہت سارے آثار صحیح سند کے ساتھ ذکر کیے ہیں جن کی تفصیل مذکورہ باب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

﴿۱۱۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَيُكَبِّرُ فِي الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ مجھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نمازِ عید پڑھنے کے لیے) حاضری کا اتفاق ہوا۔ پس آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے قبل سات (زائد) تکبیرات اور دوسری میں قراءت سے قبل پانچ (زائد) تکبیرات کہیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۱۰۹

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿۱۱۱﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، ثنا وُهَيْبٌ، ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، اسْتَخْلَفَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْعِيدَيْنِ فَكَبَّرَ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ فِي الْأُولَى، ثُمَّ قَرَأَ وَكَبَّرَ، ثُمَّ قَامَ فَكَبَّرَ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ قَرَأَ وَكَبَّرَ.

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ خلیفہ مروان بن حکم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا پس آپ نے لوگوں کو نماز عید پڑھائی تو پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات کہیں، پھر قراءت کی، پھر رکوع کی تکبیر کہی۔ پس جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پانچ (زائد) تکبیرات کہیں، پھر قراءت کی اور (رکوع کے لیے) تکبیر کہی۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ۱۰۹

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿۱۱۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعِيدَ، فَكَبَّرَ فِي الْأُولَى سَبْعًا وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا كُلُّهُنَّ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز عید پڑھی تو انہوں نے پہلی رکعت میں سات (زائد) اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات کہیں اور یہ (زائد) تکبیرات قراءت سے قبل تھیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۱۰۹

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ مسنون تکبیرات تو بارہ ہیں ۔نماز عید کی پہلی رکعت میں قراءت سے قبل ۷ زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءت سے قبل ۵ زائد تکبیریں کہی جائیں گی۔

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”قد رُوِی عن النبی ﷺ انه كَبَّر فِی العِیْدَیْنِ سَبْعًا فِی الأُوْلٰی و خَمْسًا فِی الثَّانِیَةِ مِن طُرُقٍ کَثِیرَةٍ حَسَّان“

”نبی مکرم ﷺ سے کئی حسن سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ آپ ﷺ پہلی رکعت میں (قراءت سے قبل) سات زائد تکبیرات اور دوسری رکعت میں (قراءت سے قبل) پانچ زائد تکبیریں کہتے تھے۔“ (التمهيد لما في المؤطا من المعاني و الأسانيد:37/16)

۲۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:”أنا أذهب إلى هذا“ ”میرا یہی مذہب ہے۔“

(مسائل الإمام أحمد برقم:6688، 180/2)

۳۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم صحابہ وتابعین اسی پر عمل پیرا تھے۔اہل مدینہ کا عمل و مذہب بھی یہی ہے نیز امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق ابن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (سنن الترمذی تحت الرقم:536)

۴۔ نافع رحمہ اللہ (مولی ابن عمر رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: ”میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نمازیں ادا کیں آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے قبل سات (زائد) تکبیرات اور دوسری میں قراءت سے پہلے پانچ (زائد) تکبیرات کہیں۔“

(الموطا للإمام مالك: 180/1 برقم: 495 وسنده صحيح)

۵۔ عمار بن ابی عمار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عید کی نماز ۱۲ تکبیرات (زائدہ) کے ساتھ ادا کی۔ سات پہلی رکعت میں (قراءت سے قبل) اور پانچ دوسری رکعت میں (قراءت سے قبل)۔''

(أحكام العيدين برقم: 126، 130، سنده صحيح بالشواهد)

﴿۱۱۳﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً فِي الْعِيدَيْنِ، سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ كُلُّهُنَّ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی پہلی رکعت میں سات (زائد) اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے اور یہ (زائد) تکبیرات قراءت سے قبل کہتے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ۱۰۹

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿۱۱٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، ثنا أَنَسٌ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فِي السَّجْدَةِ الْأُولَى سَبْعًا، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عیدین میں بارہ (زائد) تکبیرات

کہتے پہلی رکعت میں سات (زائد) اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد قراءت سے قبل)۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٠٩

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿١١٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي يُونُسَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَ، فِي الْأُولَى سَبْعًا، وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

ابو یونس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی پہلی رکعت میں سات (زائد) اور دوسری میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٠٩

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه ابن لهيعة وهو ضعيف مدلس وقد عنعنه، ولكن الأثر صحيح كما تقدم. والله أعلم بالصواب

﴿١١٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو أَيُّوبَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: أبنا عَمْرُو بْنُ مُهَاجِرٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ سَبْعًا وَخَمْسًا، يَبْدَأُ بِالتَّكْبِيرِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَمِيعًا.

عمرو بن مہاجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں

سات اور پانچ (زائد) تکبیرات کہتے اور یہ تکبیرات دونوں رکعتوں میں قراءت سے قبل کہتے۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5719، تاریخ دمشق لابن عساکر: 338/12

حکم الحدیث: إسناده حسن

فیه أبو أیوب سلیمان بن عبد الرحمن وهو صدوق حسن الحدیث.واللّٰه أعلم بالصواب

﴿١١٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، ثنا يَزِيدُ، قَالَ: أبنا حَرِيزٌ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعِيدَيْنِ فَكَانَ يُكَبِّرُ فِيهِمَا سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَيَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَيَرْكَعُ.

حریز رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پیچھے دونوں عیدیں پڑھیں۔ وہ عیدین کی پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے۔

پہلے (زائد) تکبیرات کہتے پھر قراءت کرتے اور پھر رکوع کرتے۔ پس جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو پہلے (زائد) تکبیرات کہتے پھر قراءت کرتے اور پھر رکوع کرتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١١٦

حكم الحديث: إسناده صحيح

فيه حريز بن عثمان وهو ثقة. والله أعلم بالصواب

﴿١١٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: **سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ، فِي الْأُولَى سَبْعًا وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا.**

ثابت بن قیس رحمہ اللہ کہتے: ہیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق سنا کہ آپ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے۔

تخريج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5719

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه ثابت بن قيس وهو صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

﴿١١٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، ثنا وُهَيْبٌ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: **صَلَّى بِنَا أَمِيرُ الْأُمَرَاءِ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَالْتَفَتَ إِلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنِ التَّكْبِيرِ فَقَالَ: كَبِّرْ سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَخَالِفْ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ.** قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: **هَذِهِ السُّنَّةُ عِنْدَنَا**، وَقَالَ

وُهَيْبٌ: قَالَ يَحْيَ بْنُ سَعِيدٍ: هَذِهِ السُّنَّةُ عِنْدَنَا.

عبید اللہ بن عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ہمیں عید کے دن امراء کے امیر نے نماز عید پڑھائی پس انہوں نے عبید اللہ بن عمر رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر (زائد) تکبیرات کے متعلق استفسار کیا، تو عبید اللہ بن عمر رحمہ اللہ نے کہا: آپ پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات کہیں، اور آپ دونوں رکعتوں کی قراءت میں الگ سورتیں تلاوت کریں۔

اس کے بعد عبید اللہ بن عمر رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے نزدیک یہی مسنون طریقہ ہے۔

اور وہیب رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ہمارے نزدیک یہی مسنون عمل ہے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده حسن

فيه عبد الأعلى بن حماد وهو صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

﴿١٢٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَمِيرٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ أَشْكَلَ عَلَيْهِ التَّكْبِيرُ، فَالْتَفَتَ إِلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ التَّكْبِيرُ يَا عُبَيْدَ اللَّهِ؟ قَالَ: سَبْعٌ فِي الْأُولَى وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ، مِثْلُ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

عبیداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ شامی امیر ہمارے پاس تشریف لائے جب وہ نمازعید پڑھانے لگے تو ان کے لیے (زائد) تکبیرات کے مسئلہ میں اشکال ہوا، تو انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے عبیداللہ رحمہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر استفسار کیا اور میں ان کے پاس موجود تھا کہ اے عبیداللہ رحمہ اللہ! (زائد) تکبیرات کتنی کہنی چاہیے؟ تو انہوں نے کہا: پہلی رکعت میں سات (زائد تکبیرات) اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد تکبیرات) جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتوی ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١١٩

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿١٢١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِلًا كَانَ عَلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ عِيدٍ بِالْمُصَلَّى يَقُولُ: إِنَّهُ يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ سُنَّةِ أَهْلِ الْبَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهَا، فَكَيْفَ سُنَّتُكُمْ؟ فَقَالَ سَالِمٌ: كَبِّرْ سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَاقْرَأْ فِيهَا بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَكَبِّرْ فِي الْآخِرَةِ خَمْسًا.

محمد بن ہلال رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ کے ایک گورنر کو عید کے دن عید گاہ میں یہ کہتے ہوئے سنا: کہ آدمی کے لیے مناسب ہے کہ جب کسی علاقہ کے لوگوں کے طریقہ کار کے متعلق نہ جانتا ہو، تو ان سے استفسار کرے کہ آپ لوگوں کا طریقہ کار کیا ہے؟

پس سالم رحمہ اللہ نے کہا: پس تو پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات کہے اور پھر "سورة الأعلى" پڑھے (سورة فاتحہ کے بعد)۔ اور دوسری رکعت میں پانچ (زائد) تکبیرات

کہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ۱۱۹

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه محمد بن هلال وهو صدوق حسن الحديث.والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ عید کی پہلی رکعت میں ''سورة الأعلى'' اور دوسری رکعت میں ''سورة الغاشية'' تلاوت کرنا مسنون و مستحب عمل ہے۔

۲۔ علاقہ کے لوگوں کو اگر سنت اور مسنون عمل کا علم نہ ہو تو عالم آدمی ان کو بتائے۔

۳۔ بعض الناس کا پہلی رکعت میں قراءت سے قبل تین تکبیریں اور دوسری میں قراءت کے بعد تین تکبیریں کہنا کسی بھی باسند صحیح حدیث میں نہیں آتا۔

﴿۱۲۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قثنا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ بُرْدًا، قَالَ: كَانَ مَكْحُولٌ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ فِي الْعِيدَيْنِ، يُكَبِّرُ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقْرَأُ.

مکحول رحمہ اللہ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات کہتے، اور پھر قراءت کرتے، اور دوسری میں پانچ (زائد) تکبیرات کہتے اور پھر قراءت کرتے۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم:

حكم الحديث: إسناده صحيح

فيه برد بن سنان وهو ثقة عند الجمهور. والله أعلم بالصواب

﴿١٢٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، قال: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَيَّارٍ، ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: **السُّنَّةُ فِي صَلَاةِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ وَمَنْ وَرَاءَهُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَيَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، وَيُكَبِّرُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ.**

ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں مسنون عمل تو یہ ہے کہ امام اور مقتدی پہلی رکعت میں قراءت سے قبل سات (زائد) تکبیرات کہیں، پھر سورۃ فاتحہ اور مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں قراءت سے قبل پانچ (زائد) تکبیرات کہیں، پھر سورۃ فاتحہ اور مفصلات میں سے کوئی سورۃ پڑھے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ١٠٦

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أبو صالح كاتب الليث وهو ضعيف، ولكن الأثر حسن كما تقدم. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ نماز میں سورۃ فاتحہ فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز باطل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا

ہے:"لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب" "نمازی کوئی ہو، نماز کوئی ہو، سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔" (صحيح البخاری برقم:756)

۲۔ امام ہو یا مقتدی، فرضی ہو یا نفلی، جمعہ ہو یا عیدین، جنازہ ہو یا تراویح سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز درست نہیں۔

۳۔ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے متعلق ائمہ حدیث نے کتابیں لکھیں۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب "جزء القراءة" وغیرہ۔ لیکن نہ پڑھنے کے متعلق متقدمین ومتاخرین میں سے کسی نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔

﴿۱۲۴﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: **التَّكْبِيرُ فِي الْعِيدَيْنِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، سَبْعٌ وَسِتٌّ.**

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کہ عیدین میں تیرہ تکبیرات ہیں سات اور چھ۔

تخریج:

شرح معانی الآثار برقم: 7281، 7282، فيه صرّح سفيان بن عيينة بالسماع، السنن الكبرى للبيهقي برقم: 6180، مصنف ابن أبي شيبة برقم: 5702، الأوسط لابن المنذر برقم: 2154

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه سفيان بن عيينة وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الأثر صحيح كما في التخريج. والله أعلم بالصواب

﴿۱۲۵﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ

يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما عید الفطر میں تیرہ تکبیرات کہتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٢٤

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه سفيان بن عيينة وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن الأثر صحيح كما تقدم. والله أعلم بالصواب

﴿١٢٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: يُكَبِّرُ فِي الْأُولَى سَبْعًا بِتَكْبِيرَةِ الِاسْتِفْتَاحِ، وَفِي الثَّانِية سِتًّا بِتَكْبِيرَةِ الرُّكُوعِ كُلُّهُنَّ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ قراءت سے قبل عید کی پہلی رکعت میں تکبیر اولی سمیت سات تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں بشمول تکبیر رکوع کے چھ تکبیرات کہے۔

تخریج:

المطالب العالية برقم: 764، مصنف ابن أبى شيبة برقم: 5753

حكم الحديث: إسناده صحيح

فيه ابن جريج وهو مدلس وقد عنعنه، ولكن عنعنة ابن جريج عن عطاء محمولة على السماع.(التاريخ الكبير لابن أبى خيثمة: ص/103، 152) وسيأتى أيضا فى هذا الكتاب برقم: ١٢٨.والله أعلم بالصواب

﴿۱۲۷﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ، أَبْنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، مِثْلَهُ.

(ثقہ تابعی) عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٢٦

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿۱۲۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، ثنا عَطَاءٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: **التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ يُكَبِّرُ مَرَّةً وَاحِدَةً، تَفْتَتِحُ بِهَا الصَّلَاةُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ سِتًّا، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ خَمْسًا، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ.**

(ثقہ تابعی) عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عیدالفطر کی پہلی رکعت میں تکبیرہ تحریمہ کہے پھر چھ زائد تکبیرات کہے پھر قراءت کرے پھر اللہ اکبر کہہ کے رکوع کرے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور پانچ زائد تکبیرات کہے پھر قراءت کرے اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے۔

تخریج:

المطالب العالية لابن حجر برقم: 764

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿۱۲۹﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى،

ثنا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدًا، ثنا عَمَّارُ بْنُ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَبَّرَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً فِي يَوْمِ عِيدٍ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عیدین میں بارہ تکبیرات کہتے۔

تخریج:

السنن الكبرى للبيهقی برقم: 6180 ، معرفة السنن والآثار برقم: 1903، الأوسط لابن المنذر برقم: 2166، مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5724، مسند الحارث برقم: 210

حکم الحدیث: إسناده حسن

فيه عمار بن أبی عمار صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک فقیہ اور مفسر صحابی تھے۔

۲۔ بارہ تکبیرات کی تفصیل دیگر دلائل کی روشنی میں اس طرح ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے قبل ۷ اور دوسری رکعت میں قراءت سے قبل ۵ زائد تکبیرات کہتے تھے۔

۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ۱۲ تکبیرات زائدہ والی روایت کے بارہ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رواته ثقات" (الخلافيات رقم المسئلة: 173)

۴۔ تکبیرات زائدہ میں رفع الیدین کرنے کے بعد ہاتھ باندھے رکھنے چاہیے کیونکہ حالت قیام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہاتھوں کا چھوڑنا ثابت نہیں ہے۔

۵۔ تکبیرات زائدہ کے دوران وقفہ جات میں باسند صحیح رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعا تو کچھ پڑھنا ثابت نہیں۔ (زاد المعاد: 427/1)

۱۳۰ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا

هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً، سَبْعًا فِي الْأُولَى وَسِتًّا فِي الْآخِرَةِ يُوَالِي بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ.

عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز میں تیرہ تکبیرات کہتے پہلی رکعت میں قراءت سے قبل سات زائد تکبیرات اور دوسری میں چھ تکبیرات قراءت سے قبل کہتے۔

تخریج:

شرح معانی الآثار برقم: 7282، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5702

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه هشیم بن بشیر وهو مدلس وقد عنعنه، ولکن الحدیث حسن لأنه قد صرّح بالسماع کما فی التخریج. والله أعلم بالصواب

فوائد:

ا۔ تیرہ تکبیرات کی تفصیل دیگر آثار کی روشنی میں ایسے ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے قبل ۷ زائد تکبیرات اور دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت کی تکبیر اصلی اور ۵ زائد تکبیرات تصور کی جائیں تو ٹوٹل تیرہ تکبیرات ہو جاتی ہیں جیسا کہ (برقم:129) اس پر شاہد عدل ہے۔ اور یہی بات امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

(السنن الکبری: 288/3، الخلافیات رقم المسئلة:173)

۲۔ عبدالملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ اپنے استاذ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے ۱۲ تکبیرات زائد ذکر کرتے ہیں۔ (السنن الکبری: 288/3)

۳۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری رکعت میں ۶ تکبیرات کے متعلق تفصیل موجود ہے

کہ ۵ زائد اور ایک رکوع جاتے ہوئے تکبیر تو اس صورت میں یہ ٹوٹل ۶ ہو جائیں گی زائد تکبیرات تو دوسری رکعت میں ۵ ہی بنتی ہیں جو مسنون و مشروع ہیں۔

۴۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک متبع سنت صحابی تھے حدیث میں آتا ہے "ایک مرتبہ بارش ہو رہی تھی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے فرمایا: کہ "حیّ علی الصّلاۃ" نہ کہنا بلکہ اس کی جگہ یہ کہنا "الا صلوا فی الرحال" "اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو"۔ تو لوگوں نے اس کو عجیب جانا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "تم اس پر تعجب کر رہے ہو حالانکہ یہ کام انہوں نے کیا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔"

(صحیح البخاری برقم: 668، 901، صحیح مسلم برقم:699)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مہاجرین میں سے چند آدمیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان مہاجرین میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

(صحیح البخاری برقم: 6830، 2462، 3445)

۶۔ کم سنی کے باوجود ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس شوری کے رکن بھی تھے۔ خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انہیں مجلس میں اپنے قریب بٹھاتے۔

(صحیح البخاری برقم: 4970، 3627، 4294، 4430)

۱۳۱۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: قَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: وَكُلُّ مَنْ صَلَّى لِنَفْسِهِ الْعِيدَيْنِ مِنْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ فَإِنِّي أَرَى أَنْ يُكَبِّرَ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وہ مرد یا عورت جو بغیر جماعت کے عید کی نماز ادا کرے تو میرے خیال میں پہلی رکعت میں قراءت سے قبل وہ سات زائد تکبیرات اور

دوسری رکعت میں قراءت سے قبل پانچ زائد تکبیرات کہے گا۔

تخریج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 592

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ مرد وعورت کی نماز کی ہیئت وکیفیت میں کوئی فرق نہیں۔ بعض الناس کا عورت اور مرد کی نماز میں فرق کرنا قطعا درست نہیں۔

۲۔ نماز عید مجبوری کی صورت میں اکیلی بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ البتہ طریقہ ایک ہی ہے۔

۳۔ زائد تکبیرات کے مابین وقفہ میں خاموش رہنا چاہیے کیونکہ اس متعلق کوئی مرفوع صحیح روایت ثابت نہیں۔

۴۔ امام ابن القیم فرماتے ہیں:

"يَسْكُتُ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيرَتَيْنِ سَكْتَةً يَسِيرَةً"

"کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر دو زائد تکبیروں کے درمیان خاموش رہتے (کوئی بھی ذکر وغیرہ نہ کرتے)۔" (زاد المعاد: 427/1)

مزید فرماتے ہیں:

"وَلَمْ يُحْفَظْ عَنْهُ ذِكْرٌ مُعَيَّنٌ بَيْنَ التَّكْبِيرَاتِ"

"کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) بین التکبیر ات کوئی بھی ذکر باسند صحیح ثابت نہیں۔"

(زاد المعاد: 427/1)

﴿۱۳۲﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: قَالَ رَبِيعَةُ: التَّكْبِيرُ

سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَذَانَ فِيهِمَا وَلَا إِقَامَةَ.

ربیعہ (بن عبد الرحمن) رحمہ اللہ کہتے ہیں: پہلی (رکعت) میں سات زائد تکبیرات اور دوسری (رکعت) میں پانچ زائد تکبیرات ہیں اور عیدین کی نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أبو صالح كاتب الليث وهو ضعيف. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ اذان اور اقامت کہنا درست نہیں البتہ نماز عید کے لیے اعلان وغیرہ کرنا، درست ہے۔ (الأوسط فی السنن و الإجماع و الإختلاف لابن المنذر برقم:2122)

۲۔ جس طرح پانچ فرض نمازوں سے قبل اور بعد میں سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ہیں۔اس طرح نماز عید کے ساتھ اس طرح کی کوئی مسنون نماز نہیں۔عید کے موقع پر عید کے متعلق سنن ونوافل مسنون سمجھ کر پڑھنا، بدعت ہے۔

۳۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید پڑھائی بغیر اقامت واذان کے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5707 وسنده صحيح)

۴۔ سماک بن حرب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5706 وسنده صحيح)

۵۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ ثقہ تابعی فرماتے ہیں: ''الأذان فی العید محدث'' ''عید کی اذان کہنا بدعت ہے۔ (مصنف ابن أبی شیبة برقم:5711 وسنده صحیح)

٦۔ بعض لوگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اس بدعت کا ابتدائی مرتکب انہیں ٹھراتے ہیں اور ایک اثر پیش کرتے ہیں ''أوّل من أحدث الأذان فی العید معاویة'' (مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5712)

ملحوظہ: حالانکہ یہ اثر ضعیف ہے اس میں ''قتادہ بن دعامہ'' مدلس راوی ہیں اور صیغہ ''عن'' سے روایت کرتے ہیں۔ اور مدلس کا عنعنہ علاوہ عن الصحیحین مردود ہوتا ہے۔ اس بنیاد پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کے نشتر چلانا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟

۱۳۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو الْأَصْبَغِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى، ثنا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٍ، قَالَا: التَّكْبِيرُ يَوْمَ الْعِيدِ سَبْعٌ وَخَمْسٌ. قَالَ سَعِيدٌ: يُكَبِّرُ فِي الْأُولَى سَبْعًا، ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يَقُومُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ خَمْسًا بِالرُّكُوعِ.

امام سعید بن جبیر اور مجاہد رحمہما اللہ کہتے ہیں: عید کے دن (نماز عید میں زائد) تکبیرات سات اور پانچ ہیں۔ امام سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں: پہلی رکعت میں سات زائد تکبیرات کہے پھر قراءت کرے پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو اور قراءت کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت پانچ تکبیرات کہے۔

تخریج:

لم أقف علی تخریجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فيه عتاب بن بشير وهو صدوق حسن الحديث، ولكن روايته عن خصيف منكرة كما قال أبو زرعة الرازى (سؤالات البرذعى ص/377) وقال أحمد بن حنبل: عتاب بن بشير أحاديثه أحاديث مناكير. (العلل برقم: 331)والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ نمازِ عید کی دونوں رکعتوں میں زائد تکبیرات تو قراءت سے قبل ہی مسنون و مشروع ہیں۔قراءت کے بعد تکبیرات کا ثبوت باسند صحیح موجود نہیں۔والله أعلم بالصواب

۲۔ سعید بن جبیر اور مجاہد بن جبر رحمہما اللہ کا شمار ثقات اور کبار تابعین میں ہوتا ہے۔

﴿۱۳٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو الْأَصْبَغَ، ثنا عَتَّابٌ، عَنْ خُصَيْفٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا وَخَمْسًا.

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ عیدین (کی نماز) میں (پہلی رکعت میں) سات اور (دوسری رکعت میں) پانچ زائد تکبیرات کہتے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ١١٨، ١١٧، ١١٦

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه عتاب بن بشير وهو صدوق حسن الحديث ولكن أحاديثه عن خصيف أحاديث منكرة كما تقدم برقم: ١٣٣، والأثر ثابت صحيح عن عمر بن عبد العزيز كما تقدم تخريجه برقم: ١١٧، ١١٦. والله أعلم بالصواب

فائدہ:

۱۔ خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ایک بلند پایہ مدبر، فقیہ، متبع سنت تھے۔

﴿۱۳۵﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: **كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ سَبْعًا فِي الْأُولَى، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ فَكَبَّرَ خَمْسًا، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ.**

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کی پہلی رکعت میں سات (زائد) تکبیرات کہیں، پھر قراءت کی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے، اور پانچ (زائد) تکبیرات کہیں، پھر قراءت کی اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا اور پھر سجدہ کیا۔

تخریج:

سنن أبی داؤد برقم: 1152، سنن ابن ماجه برقم: 1278، المنتقى لابن الجارود برقم: 262، سنن الدارقطنی برقم: 1729، شرح معانی الآثار برقم: 7262، معرفة السنن والآثار برقم: 6861، السنن الكبرى للبيهقی برقم: 6171، الأوسط لابن المنذر برقم: 2169، مصنف ابن أبی شيبة برقم: 5694

حکم الحدیث: حسن بالشواهد

فيه عبد الله بن عبد الرحمن الطائفی وهو ضعيف و روايته عن

عمرو بن شعیب عن أبیه..... الخ مستقیمة کما قال ابن عدی.
(الکامل فی ضعفاء الرجال: 277/5)واللّٰہ أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ اس حدیث کے بارہ میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’صحیح‘‘۔
(خلاصة الأحکام برقم: 2930، المجموع شرح المھذب:21/5)

۲۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ (751ھ) اس حدیث کو ’’صحیح‘‘ کہتے ہیں۔ (زاد المعاد:1/428)

۳۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’حسن صحیح‘‘۔ (الفتوحات الربانیة: 241/4)
وقال: ”صححه أحمد و علی(ابن المدینی) والبخاری فیما حکاه الترمذی“ (التلخیص الحبیر برقم:691)

۴۔ اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔ (المنتقی برقم: 262)

۵۔ انکی تصحیح سے مراد شاید یہ ہے کہ یہ روایت شواہد کی بنیاد پر صحیح ہے ورنہ مذکورہ سند میں تو عبداللّٰہ بن عبدالرحمن الطائفی ضعیف راوی ہے۔

۞۱۳۶۞ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا صَفْوَانُ، ثنا الْوَلِيدُ، قَالَ: قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ: فَأَرْفَعُ يَدِي كَرَفْعِي فِي تَكْبِيرَةِ الصَّلَاةِ، قَالَ: نَعَمْ، ارْفَعْ يَدَيْكَ مَعَ كُلِّهِنَّ.

ولید (بن مسلم) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میں جس طرح نماز کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین کرتا ہوں اسی طرح (زائد تکبیرات کے ساتھ بھی) رفع الیدین کروں؟ تو آپ نے کہا: ہاں! ہر تکبیر کے ساتھ آپ رفع الیدین کریں۔

تخریج:

الأوسط لابن المنذر برقم: 2172

حکم الحدیث: إسناده مستقیم

فوائد:

١۔ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

”يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ عَلَى جِنَازَةٍ خَبَرًا وَقِيَاسًا عَلَى أَنَّهُ تَكْبِيرٌ وَهُوَ قَائِمٌ وَفِي كُلِّ تَكْبِيرِ الْعِيدَيْنِ“

”نماز جنازہ اور عیدین کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جائے گا۔ حدیث نبوی کی بنیاد پر بھی اور قیاس کرتے ہوئے بھی کہ قیام کی ہر تکبیر پر رفع الیدین کیا جاتا ہے۔“

(کتاب الأم: 127/1)

٢۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (241ھ) فرماتے ہیں: ”یرفع یدیه فی کل تکبیرة“ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے گا۔

(مسائل الإمام محمد بن حنبل بروایة أبی داؤد: ص/87)

٣۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (238ھ) کا بھی یہی موقف ہے۔

(مسائل إمام أحمد و إسحاق رقم المسئلة:6890)

٤۔ امام ابن المنذر نیشاپوری رحمہ اللہ (319ھ) رقمطراز ہیں:

”وَلِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَيَّنَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا الْمَرْءُ وَهُوَ قَائِمٌ، وَكَانَتْ تَكْبِيرَاتُ الْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزِ فِي مَوْضِعِ الْقِيَامِ، ثَبَتَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِيهَا“

”اس لیے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت قیام کے اندر جب ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کی وضاحت فرما دی۔ تو عیدین اور جنائز کی تکبیرات کا تعلق بھی حالت قیام سے ہی ہے۔ تو ان میں (بھی) رفع الیدین ہے۔“

(الأوسط في السنن والإجماع والإختلاف: 426/5)

٥۔ نیز فرماتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع کرتے۔ رکوع جاتے اور رکوع سے

سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کو سنت بنایا ہے۔ یہ ساری صورتیں قیام کی حالت میں تکبیر کی ہیں۔ لہذا جو بھی شخص قیام کی حالت میں تکبیر کہے گا وہ اسی سنت سے استدلال کرتے ہوئے رفع الیدین کرے گا۔" (الأوسط: 282/4)

٦۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو بلند فرماتے اور جب وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اللّٰه اکبر" کہتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو رفع الیدین کرتے یہاں تک ہاتھ کندھوں کے برابر ہو جاتے اسی حالت میں آپ "اللّٰه اکبر" کہتے پھر رکوع فرماتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے اپنی کمر اٹھانے کا ارادہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کرتے۔ اور "سمع اللّٰه لمن حمده" کہتے پھر سجدہ کرتے لیکن سجدے میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے البتہ رکوع اور رکوع سے قبل ہر تکبیر پر رفع الیدین کرتے تھے۔ حتی کہ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز مکمل ہو جاتی۔"

(سنن أبی داؤد برقم: 722، المنتقی لابن الجارود برقم: 178 وسنده حسن)

یہ حدیث اس بات پر شاہد عدل ہے کہ رکوع سے پہلے کہی جانے والی ہر تکبیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے۔ تکبیرات عیدین کا تعلق بھی چونکہ رکوع سے قبل ہی ہے لہذا ان میں رفع الیدین کرنا مسنون عمل ہے۔

٧۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مَعَ تَحَرِّيهِ لِلاتِّبَاعِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ."

"کہ عبداللہ بن عمر اتباع سنت کے جذبہ کے تحت ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔" (زاد المعاد: 427/1)

۱۳۷۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا صَفْوَانُ، ثنا الْوَلِيدُ، قَالَ:

سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: نَعَمِ ارْفَعْ يَدَيْكَ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ، وَلَمْ أَسْمَعْ فِيهِ شَيْئًا.

ولید (بن مسلم) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے اس کے متعلق پوچھا: تو آپ نے فرمایا: کہ ہر تکبیر کے ساتھ تو رفع الیدین کر اور میں نے اس کے بارے میں کچھ اختلاف نہیں سنا۔

تخریج:

المجموع شرح المهذب: 26/5

حكم الحديث: إسناده صحيح
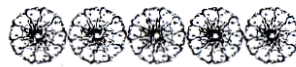
بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ

نمازعید میں قراءت کا بیان

﴿۱۳۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: **مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ بِق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ.**

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی نماز میں کون سی سورۃ تلاوت فرماتے؟ انہوں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ ''ق'' اورسورۃ ''القمر'' تلاوت فرماتے۔

تخريج:

صحیح مسلم برقم: 891، سنن أبی داؤد برقم: 1154، سنن الترمذی برقم: 534، سنن النسائی برقم: 1567، سنن ابن ماجه برقم: 1282

حكم الحديث: إسناده منقطع

لأن عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ لم يدرك عمر بن الخطاب، ولكن الحديث صحيح كما فی التخريج. والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں عیدوں میں "سبح اسم ربك الاعلى" اور "هل اتاك حديث الغاشية" تلاوت کرتے تھے۔ (صحيح مسلم برقم:878)

۲۔ دیگر سورتیں اور آیات بھی تلاوت کی جاسکتی ہیں۔البتہ سنت و مسنون یہی ہیں۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَهْمَا قَرَأَ بِهِ جَازَ. كَمَا تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ فِي نَحْوِهَا مِنْ الصَّلَوَاتِ. لَكِنْ إذَا قَرَأَ بِقَافِ وَاقْتَرَبَتْ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ. مِمَّا جَاءَ فِي الْأَثَرِ كَانَ حَسَنًا" جونسی سورت بھی پڑھ لے جائز ہے جس طرح کہ دیگر نمازوں میں جائز ہے۔البتہ سورۃ "ق (والقرآن المجيد)" اور "اقتربت (الساعة وانشق القمر)" یا دیگر جو مسنون سورتیں ہیں پڑھ لے تو مستحب اور مسنون ہے۔

(مجموع الفتاوى: 219/24)

﴿١٣٩﴾ أبنا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، مِثْلَهُ.

امام مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٣٨

حكم الحديث: إسناده منقطع

لأن عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ لم يدرك عمر بن الخطاب، ولكن الحديث صحيح كما فى التخريج. والله أعلم بالصواب

﴿١٤٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

مُحَمَّدِ بْنِ خَلَّادٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَبْنَا زِيَادُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ الْجَصَّاصُ، ثنا أَبُو كِنَانَةَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ خَرَجْنَا مَعَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَلَا يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا، ثُمَّ قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ثُمَّ كَبَّرَ الْخَامِسَةَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَامَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَقَرَأَ: فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ وَرَكَعَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَجَعَلَهُ دِينًا وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَجَعَلْنَا فِي خَيْرِ الْأُمَمِ وَأَلْزَمَنَا كَلِمَةَ التَّقْوَى، وَالْعُرْوَةَ الْوُثْقَى، وَجَنَّبَنَا عِبَادَةَ الطَّوَاغِيتِ وَالْأَصْنَامِ وَالسُّجُودِ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، وَكَبَّرَ السَّابِعَةَ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَ هذه الْآيَاتِ الَّتِي فِي سُورَةِ الْأَحْزَابِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ [الأحزاب: 42] إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ [الأحزاب: 49] ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَاتِ الَّتِي

فِي سُورَةِ النَّحْلِ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ [النحل: 90] حَتَّى بَلَغَ ﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [النحل: 96] ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ [الإسراء: 23] حَتَّى بَلَغَ ﴿مَلُومًا مَدْحُورًا﴾ [الإسراء: 39] ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا ثُمَّ قَرَأَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [البقرة: 183] حَتَّى بَلَغَ ﴿عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [البقرة: 185] ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذَا يَوْمٌ لَا يُرَدُّ فِيهِ الدُّعَاءُ فَارْفَعُوا أَرْغِبَتَكُمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَلُوهُ حَوَائِجَكُمْ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَالَ: أَحْمَدُ اللَّهَ كَمَا حَمِدَ نَفْسَهُ فِي كِتَابِهِ، فَإِنَّهُ حَمِدَ نَفْسَهُ فِي ثَمَانِيَةِ أَمْكِنَةٍ فِي سَبْعِ سُوَرٍ، فَقَرَأَ أَوَّلَ آيَةٍ مِنَ الْأَنْعَامِ وَآخِرَ آيَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَلَمَّا قَرَأَ ﴿وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا﴾ [الإسراء: 111] رَفَعَ صَوْتَهُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَ أَوَّلَ الْكَهْفِ حَتَّى بَلَغَ ﴿مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا﴾ [الكهف: 3] ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ، ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ الَّتِي فِي

سُورَةِ النَّمْلِ ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [النمل: 59] ثُمَّ رَفَعَ صَوْتَهُ، فَقَالَ: بَلِ اللَّهُ خَيْرٌ وَأَعْلَى وَأَجَلُّ، ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النَّمْلِ ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾[النمل: 93] ثُمَّ قَرَأَ أَوَّلَ آيَةٍ مِنْ سَبَأٍ وَأَوَّلَ آيَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا مَا حَمِدَ بِهِ نَفْسَهُ فَاحْمِدُوهُ بِمَا حَمِدَ بِهِ الْحَامِدُونَ وَأَحْسِنُو عَلَى اللَّهِ الثَّنَاءَ، وَأَكْثِرُوا الذِّكْرَ، وَأَكْثِرُوا الذِّكْرَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ دَعَا، ثُمَّ حَمِدَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَدَعَا لِخُلَفَاءِ الْمُؤْمِنِينَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ أَيْضًا وَدَعَا، ثُمَّ حَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا جَمَعَهُمْ عَلَيْهِ وَلِمَا اجْتَمَعُوا لَهُ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْأَلُوا لِدُنْيَاهُمْ وَأُخْرَاهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي لَا يُرَدُّ فِيهِ الدُّعَاءُ، قَالَ: اذْكُرُوا اللَّهَ يَذْكُرْكُمْ، ثُمَّ نَزَلَ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ صَنَعَ بِنَا مِثْلَ مَا صَنَعَ يَوْمَ الْفِطْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّكْبِيرِ وَالْحَمْدِ الَّذِي حَمِدَ بِهِ فِي أَوَّلِ خُطْبَتِهِ يَوْمِ الْفِطْرِ، ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَهَا وَلَاءَ الْآيَاتِ الَّتِي فِي الْأَنْعَامِ ﴿قُلْ

تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ [الأنعام: 151] حَتَّى بَلَغَ﴿سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ﴾ [الأنعام: 157] ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً وَالسَّابِعَةَ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَ آخِرَ النَّحْلِ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا﴾ [النحل: 120] حَتَّى أَتَمَّ السُّورَةَ، ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا ثُمَّ قَرَأَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا﴾ [الفرقان: 61] حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا، ثُمَّ قَرَأَ مِنْ سُورَةِ الْحَجِّ ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا﴾ [الحج: 26] حَتَّى بَلَغَ ﴿فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ [الحج: 36] قَالَ: صَافِيَةٌ لِلَّهِ مِنَ الشِّرْكِ وَالْخِيَانَةِ، حَتَّى بَلَغَ ﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ﴾ [الحج: 37] ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ وَهَذِهِ الْأَيَّامُ الْمَعْلُومَاتُ التِّسْعُ الَّتِي ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ، لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ وَهَذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ وَمَا بَعْدَهُ مِنَ الثَّلَاثِ اللَّاتِي ذَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ، فَارْفَعُوا أَرْغِبَتَكُمْ إِلَى اللَّهِ

عَزَّ وَجَلَّ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، فَدَعَا، ثُمَّ كَبَّرَ سِتًّا وَلَاءً، وَالسَّابِعَةُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا ثُمَّ ذَكَرَ هَذِهِ الْمَحَامِدَ الَّتِي فِي آخِرِ الْفِطْرِ، أَحْمَدُ اللَّهَ كَمَا حَمِدَ بِهِ نَفْسَهُ فِي سَبْعِ سُوَرٍ فِي ثَمَانِي آيَاتٍ، حَتَّى فَرَغَ مِنَ الْخُطْبَةِ الَّتِي فِي الْفِطْرِ كُلِّهَا.

ابو کنانہ القرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب عید الفطر کا دن تھا تو ہم سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے پھر ہم نے ان کے پیچھے صفیں سیدھی کیں اور پھر وہ قبلہ رخ ہوئے، پس (قراءت سے قبل) چار تکبیرات کہیں اور لگا تار نہ کہیں۔ پھر "سورۃ الأعلی" پڑھی، پھر پانچویں تکبیر کے ساتھ رکوع کیا۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو "سورۃ الفاتحۃ"، "سورۃ الکافرون" اور "سورۃ الاخلاص" پڑھی، پھر (قراءت کے بعد) تین زائد تکبیرات کہیں، پھر چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع کیا۔ پس جب نماز مکمل کر لی تو منبر پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سلام کیا، اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ تمام تعریفیں اس اللہ تعالی کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی ہدایت سے مالا مال فرمایا۔ اور اسی اسلام کو ہی ہمارا دین بنایا، اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر ہمارے اوپر احسان فرمایا، اور ہمیں بہترین امت کے شرف سے نوازا، اور "کلمۃ التقوی" اور "عروۃ الوثقی" (مضبوط کڑا) کے ساتھ مضبوط رہنے کا حکم فرمایا، اور ہمیں طواغیت، بتوں کی عبادت، سورج اور چاند کو سجدہ کرنے جیسے شرکیہ عقیدہ سے محفوظ فرمایا، پھر مسلسل چھ تکبیرات پڑھیں یعنی "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پھر ساتویں مرتبہ ان الفاظ کے ساتھ تکبیر کہی "اللہ اکبر علی ما ھدانا"، پھر سورۃ احزاب کی درج ذیل آیات مبارکات تلاوت فرمائیں: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ [الأحزاب: 42] سے لے کر ﴿وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ [الأحزاب: 49] تک پڑھی۔ پھر چھ مسلسل تکبیرات کہیں اور ساتویں باران الفاظ کے ساتھ تکبیر کہی "اللہ اکبر علی ما ھدانا" پھر "سورۃ النحل" کی درج ذیل آیات مبارکات ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ [النحل:90] سے لے کر ﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [النحل:96] تک تلاوت فرمائیں، پھر چھ تکبیرات کہیں اور ساتویں بار ان الفاظ کے ساتھ تکبیر کہی "اللہ اکبر علی ما ھدانا"، پھر ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ [الإسراء:23] سے لے کر ﴿مَلُومًا مَدْحُورًا﴾ [الإسراء: 39] تک آیات مبارکات تلاوت کیں، پھر چھ تکبیرات کہیں، اور ساتویں تکبیر ان الفاظ کے ساتھ کہی" اللہ اکبر علی ما ھدانا"، پھر سورۃ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ مکمل پڑھی، اور ساتھ ہی یہ آیات مبارکات ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [البقرۃ:183] سے لے کر ﴿عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [البقرۃ:185] تک تلاوت فرمائیں، پھر ارشاد فرمایا: اس دن دعا ردّ نہیں کی جاتی، پس اپنی خواہشات اپنے اللہ کے سامنے پیش کرو، اور اپنی جائز ضروریات کے متعلق اس سے سوال بھی کرو، پھر اپنے دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے، پھر اپنے اللہ سے دعا کی، پھر چھ (زائد) تکبیرات اکٹھی کہیں اور ساتویں بار ان الفاظ کے ساتھ تکبیر کہی "اللہ اکبر علی ما ھدانا"، پھر ارشاد فرمایا: میں اللہ رب العزت کی تعریف اسی طرح کرتا ہوں جس طرح اس نے خود اپنی تعریف اپنی کتاب مبارک میں بیان فرمائی۔ بیشک اس نے اپنی

تعریف سات سورتوں کے آٹھ مقامات پر بیان فرمائی، پھر "سورة الأنعام" کی پہلی اور "سورة بنی اسرائیل" کی آخری آیت تلاوت فرمائی، پس جب یہ آیت ﴿وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا﴾ [الإسراء:111] تلاوت فرمائی تو با آواز بلندان الفاظ کے ساتھ تکبیر کہی "اللّٰہ اکبر علی ما ھدانا"۔ پھر "سورة الکھف" کی ابتدائی آیات تلاوت کرتے کرتے جب یہاں ﴿مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا﴾ [الکھف:3] پر پہنچے تو دعا فرمائی: اے اللہ! ہمیں بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شمار فرمادے۔ پھر "سورةالنمل" کی یہ آیت مبارکہ پڑھی ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [النمل: 59] پھر اپنی آواز بلند فرمائی اور کہا: بلکہ اللہ رب العزت ہی بہتر، بلند مرتبہ اور جلال والا ہے۔ پھر "سورة النمل" کی آخری آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ [النمل: 93] پھر سورۃ سباء اور ملائکہ کی ابتدائی آیت تلاوت کی، پھر یہ آیت ﴿فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ پڑھی یہاں تک کہ اسے مکمل فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: کہ یہ وہ تعریفی کلمات ہیں جو اللہ رب العزت نے خود بیان فرمائے۔ پس تم بھی انہی الفاظ کے ساتھ حمد و تعریف کرو جن الفاظ کے ساتھ حمد بیان کرنے والوں نے کی ہے، اور اللہ رب العزت کی بہترین ثناء بیان کرو، اور کثرت سے اسے یاد کرو، یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ کہا، پھر اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور دعا فرمائی: (آداب دعا کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اللہ کی حمد بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور مؤمن خلفاء کے لیے دعا کی پھر اسی طرح ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے انہیں اس پر جمع فرمایا اور اس کے

لیے جمع فرمایا، اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کریں، اور انہیں اس بات کے متعلق بھی مطلع فرمایا کہ آج کے دن دعا رد نہیں کی جاتی، پھر فرمایا: اللہ رب العزت کو (فرش پر) یاد کرو وہ تمہیں (عرش پر مقرب فرشتوں کے سامنے) یاد کرے گا، پھر منبر سے نیچے اتر آئے۔

پھر جب قربانی کا دن آیا تو نماز عید میں قراءت اور تکبیرات کے حوالہ سے اُسی طرح کیا جس طرح کہ عید الفطر میں کیا تھا، اور عید الفطر کے خطبہ کی طرح ابتداء میں حمد وثناء بیان کی اور چھ بار مسلسل "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر" کہا اور ساتویں بار یہ الفاظ کہے "اللّٰہ اکبر علی ماھدانا"، پھر "سورۃ الانعام" کی اس آیت مبارکہ ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ﴾ [الأنعام:151] سے لے کر ﴿سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ﴾ [الأنعام: 157] تک بالترتیب آیات تلاوت فرمائیں، پھر چھ دفعہ مسلسل "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر" کہا اور ساتویں مرتبہ یہ لفظ کہے "اللّٰہ اکبر علی ما ھدانا"، پھر "سورۃالنحل" کی آیت ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا﴾ [النحل:120] سے لے کر آخر تک مکمل سورۃ تلاوت کی، پھر مسلسل چھ دفعہ "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر" کہا اور ساتویں دفعہ ان الفاظ "اللّٰہ اکبر علی ما ھدانا" کے ساتھ تکبیر کہی، پھر "سورۃ الفرقان" کی آیت ﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا﴾ [الفرقان:61] سے لے کر آخر تک مکمل سورۃ تلاوت کی، پھر مسلسل چھ دفعہ "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر" کہا اور ساتویں دفعہ یہ لفظ "اللّٰہ اکبر علی ما ھدانا" کہے، پھر "سورۃ الحج" کی آیت ﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا

تُشْرِكْ بِي شَيْئًا﴾ [الحج:26] تلاوت کی جب یہاں ﴿فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ﴾ [الحج:36] تک پہنچے تو فرمایا: صافیہ کا معنی ہے وہ اللہ ہی کے لیے خالص ہو شرک اور خیانت کی آمیزش سے پاک ہو، یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے: ﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ﴾ [الحج: 37] پھر یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ (اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے) یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے اور وہ ۹ متعین ایام جن کا تذکرہ اللہ رب العزت نے کلام مجید میں کیا "أيام معلومات" ان میں کی جانے والی دعائیں رد نہیں کی جاتیں اور یہ حج اکبر کا دن ہے جس کے بعد تین دن جن کو اللہ رب العزت نے "أيام معدودات" (۱۱، ۱۲، ۱۳) کہا ہے ان میں دعائیں رد نہیں کی جاتیں، پس کثرت سے ان میں اللہ کی طرف رغبت پیدا کرو پھر اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے کانوں کے برابر اٹھایا پس دعا کی پھر ۶ تکبیرات پے در پے کہیں اور ساتویں تکبیر میں یہ الفاظ کہے: "الله اكبر على ما هدانا" پھر کچھ اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرمایا جن کا تعلق عید الفطر کے آخری مراحل کے ساتھ تھا۔ میں اللہ کی حمد اسی طرح بیان کرتا ہوں جس طرح اس نے اپنی ذات کے لیے بذات خود ۷ سورتوں کی ۸ آیات میں بیان فرمائی۔ حتی کہ مکمل خطبہ سے فارغ ہو گئے جو عید الفطر کا تھا۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه زياد بن أبي زياد الجصاص وهو ضعيف، مع ذلك أبو كنانة مجهول أيضاً. والله أعلم بالصواب

﴿١٤١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: قَالَ مَالِكٌ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: يَبْدَأُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْعِيدِ، إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ، بِالتَّكْبِيرِ.

امام مالک اور ابن ابی ذئب رحمہما اللہ کہتے ہیں: کہ عید کے دن جب امام منبر پہ تشریف لے جائے تو ابتدا تکبیر ہی سے کرے۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فائدہ:

ا۔ مذکورہ اثر میں منبر سے مراد معروف عُرفی منبر نہیں بلکہ بلند جگہ ہے۔ جیسا کہ قرائن سے ثابت ہے۔ کیونکہ عرفی منبر کے متعلقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صراحتاً نہی موجود ہے۔

﴿١٤٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكًا: هَلْ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ إِذَا جَلَسَ فِي الْعِيدِ؟ قَالَ: قَالَ: أَرَى ذَلِكَ حَسَنًا.

(ثقہ محدث) معن (بن عیسی) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جب امام عید کے دن دو خطبوں کے درمیان بیٹھے گا تو کیا تکبیر پڑھے؟ (راوی حدیث) کہتے ہیں: امام مالک نے فرمایا: میں اسے بہتر سمجھتا ہوں۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده صحيح

۱۴۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَهُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْإِمَامَ يُكَبِّرُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى حِينَ يَجْلِسُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ حِينَ يَقُومُ يَدْعُو أَوْ يُكَبِّرُ مَا بَدَا لَهُ.

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کہتے ہیں: عید الاضحیٰ اور عید الفطر والے دن امام جب منبر پر بیٹھے تو خطبہ سے پہلے سات تکبیرات کہے، جب وہ خطبہ کے لیے کھڑا ہو تو تکبیرات کہے جتنی مناسب سمجھے۔

تخریج:

مصنف عبد الرزاق برقم: 5672 وفيه "تسع"، السنن الكبرى للبيهقى برقم: 6216 وفيه "تسع قبل الخطبة على المنبر و سبعاً حين يقوم".

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه إبراهيم بن عبد اللّٰه المراد به إبراهيم بن محمد بن عبد اللّٰه، وهو مجهول، بل هذا الحديث بجميع إسناده ضعيف.واللّٰه أعلم بالصواب

۱۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ يُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْفِطْرِ، هَلْ لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ قَبْلَ أَنْ يَسْمَعَ الْخُطْبَةَ؟ قَالَ: لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى

يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ.

امام مالک رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں استفسار کیا گیا جو امام کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھے کیا وہ خطبہ سننے سے قبل واپس جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تک امام واپس نہ لوٹے تو اس وقت تک اسے (مقتدی کو) نہیں لوٹنا چاہیے۔

تخریج:

الموطا للإمام مالك برقم: 629

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فائده:

۱۔ خطبہ سننا فرض نہیں بلکہ مسنون و مستحب ہے۔

﴿۱۴۵﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَمَنْ تَرَكَ تَكْبِيرَةً مِنَ الْعِيدِ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ اگر کوئی نماز عید میں زائد تکبیرات چھوڑ دے تو اسے سجدہ سہو کرنا چاہیے۔

تخریج:

الأوسط لابن المنذر برقم: 2186

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ اگر تکبیرات عیدین بھول جائے تو سجدہ سہو کر لے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے "لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ" "ہر بھول پر سلام کے بعد دو سجدہ سہو ہیں۔"

(سنن أبی داؤد برقم: 1038، سنن ابن ماجه برقم: 1219، وسنده حسن)

(*) سجدہ سہو سلام سے قبل بھی درست ہے۔ جیسا کہ دیگر صحیح احادیث سے ثبوت ملتا ہے۔

۲۔ اگر قراءت سے قبل تکبیرات یاد آجائیں تو پڑھ لینی چاہیے اور قراءت کے دوران یا بعد القراءت یاد آجائیں تو آخر میں سلام سے قبل سجدہ سہو کر لیا جائے تکبیرات کہنے کی ضرورت نہیں۔ سجدہ سہو کفایت کر جائے گا۔

﴿١٤٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، قَالَ: قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَجَدَ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوا مِنَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْعِيدِ، أَنَّهُ لَا يَرَى عَلَيْهِ فِي الْمُصَلَّى وَلَا فِي بَيْتِهِ، وَأَنَّهُ إِنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ أَوْ فِي الْمُصَلَّى لَمْ يَرَ بِذَلِكَ بَأْسًا، وَيُكَبِّرُ سَبْعًا فِي الْأُولَى قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی بندہ آئے (نماز عید پڑھنے کے لیے) اور لوگ نماز عید پڑھ چکے ہوں تو وہ عیدگاہ میں یا گھر میں نماز عید نہ بھی پڑھے تو کوئی حرج نہیں (فرض نہیں ہے) اور اگر وہ عیدگاہ میں یا گھر میں نماز عید پڑھ بھی لے تو تب بھی حرج نہیں۔ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات زائد تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہے۔

تخریج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 620، الأوسط لابن المنذر برقم:2186

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿١٤٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا

الْوَلِيدُ، قَالَ: سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَمَّنْ جَاءَ إِلَى صَلَاةِ الْعِيدِ فَوَافَاهُمْ قَدْ فَرَغُوا مِنَ الصَّلَاةِ، وَفَرَغَ الْإِمَامُ مِنَ الْخُطْبَةِ، قَالَ: يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَفْعَلُ كَفِعْلِ إِمَامِهِ فِي تَكْبِيرِ صَلَاةِ الْعِيدِ.

ولید (بن مسلم) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا: جو نماز عید پڑھنے کے لیے آئے، اور لوگ نماز پڑھ کے فارغ ہو گئے ہوں بلکہ امام خطبہ سے بھی فارغ ہو گیا ہو؟ تو آپ نے فرمایا: کہ دو رکعت نماز عید اس طرح ادا کرے جس طرح امام (زائد تکبیرات کے ساتھ) ادا کرتا ہے۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ١٤٦

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

ا۔ "أمر انس بن مالك مولاهم ابن أبی عتبة بالزاوية، فجمع أهله و بنيه، و صلّى كصلاة أهل المصر و تكبيرهم." پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حکم پر ان کے غلام ابن ابی عتبہ نے ان کے اہل وعیال کو نماز عید مقام "زاویہ" پر اسی طرح پڑھائی جس طرح شہر والے لوگ (تکبیرات مسنونہ کے ساتھ) نماز عید ادا کرتے ہیں۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم:5853)

ملحوظہ: مقام زاویہ بصرہ سے 6 میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے وہاں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا محل اور کھیت تھے وہاں پر کثرت سے رہائش رکھتے۔

(فتح الباری لابن حجر: 475/2)

۲۔ اگر کسی کی نماز عید بوجہ عذر شرعی رہ جائے وہ نہ پڑھ سکے تو اس بارے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صراحتاً باسند صحیح کوئی نص میرے علم میں نہیں ہے البتہ اسلاف امت کے اقوال ملتے ہیں۔

۳۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) فرماتے ہیں:"اذا فاته العيد صلّى ركعتين" جو کسی وجہ سے نماز عید ادا نہ کر سکے پس وہ دو رکعت نماز عید (تکبیرات مسنونہ کے ساتھ) ادا کرے۔ (مصنف ابن أبی شيبة برقم:5933 سنده صحيح)

۴۔ محدث عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"أهل السّواد يجتمعون فی العيد يصلّون ركعتين كما يصنع الإمام" دیہاتوں والے لوگ جمع ہو کر اسی طرح دو رکعت نماز عید (بمع تکبیرات مسنونہ) ادا کریں گے جس طرح امام (شہر میں) نماز عید پڑھاتا ہے۔ (مصنف ابن أبی شيبة برقم:5926 وسنده صحيح)

۵۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا رجحان ومیلان بھی اسی طرف ہے کہ دو رکعت نماز عید کی طرح ہی ادا کرے گا۔ جیسا کہ ان کی ابواب بندی سے معلوم ہوتا ہے۔"باب اذا فاته العيد يصلی ركعتين" وكذلك الناس و من كان فی البيوت"

۶۔ اگر کوئی شخص آخری تشہد میں آ کر شریک ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑا ہو کر تکبیرات مسنونہ کے ساتھ دو رکعت ادا کرے۔ امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر آدمی امام کو تشہد میں پائے تو اس کے ساتھ شریک ہو کر بیٹھ جائے اور جب امام سلام پھیر لے۔ تو کھڑا ہو جائے اور دو رکعت ادا کرے اور ان دو رکعتوں میں تکبیرات (مسنونہ) بھی کہے۔" (المغنی: 285/3)

۷۔ اس مسئلہ میں امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ نماز عید نہ پڑھ سکے تو دو رکعت نماز عید پڑھے یہ مستحب عمل ہے۔

(المدونة الکبری: 169/1، عمدة القاری شرح صحیح البخاری: 414/5)

﴿١٤٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا الْوَلِيدُ، قَالَ: سَأَلْتُ الْأَوْزَاعِيَّ، قُلْتُ: جِئْتُ الْإِمَامَ وَقَدْ فَرَغَ مِنَ الْعِيدِ وَهُوَ يَخْطُبُ. فَقَالَ: اجْلِسْ إِلَى خُطْبَتِهِ، ثُمَّ إِذَا فَرَغَ مِنْهَا فَقُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ لَا تَجْهَرْ بِقِرَاءَتِكَ، وَلَا تُكَبِّرْ تَكْبِيرَ صَلَاةِ الْعِيدِ.

ولید (بن مسلم) رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے سوال کیا: کہ جب میں عید گاہ پہنچا تو امام صاحب نماز عید سے فارغ ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو (محدث) اوزاعی نے فرمایا: خطبہ مکمل ہونے تک تو بیٹھا رہے پس جب امام خطبہ سے فارغ ہو جائے تو تو کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کر اور اس میں قرأت جہری نہ کر اور نہ ہی نماز عید کی (زائد) تکبیرات کہو۔

تخریج:

عمدة القاری شرح صحیح البخاری: 414/5، الأوسط لابن المنذر: 2186

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فائدہ:

۱۔ نماز عید باجماعت کی نعمت سے محروم ہو گیا اور نماز عید کا وقت تو زوال تک ہے۔ لیکن خطبہ عید کی سنت سے بھی محروم نہ ہو جائے۔ اس لیے فرمایا: کہ خطبہ عید سن لے نماز عید تو بعد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اکیلی ہی پڑھنی ہے۔

﴿١٤٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ، ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ

مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: مَنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ يَوْمَ الْعِيدِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعاً.

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جس کی نماز عید فوت ہو جائے پس وہ چار رکعات ادا کرے۔

تخریج:

المعجم الکبیر للطبرانی برقم: 9532، مصنف عبد الرزاق برقم: 5713، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5799، 5800، الأوسط لابن المنذر برقم: 2186

حکم الحدیث: **إسناده ضعيف**

فيه هشيم بن بشير وهو مدلس وقد عنعنه، ومع ذلك منقطع بين عامر بن شرحبيل الشعبى و عبد الله بن مسعود رضى الله عنه.والله أعلم بالصواب
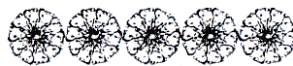
بَابٌ فِي الْعِيدَيْنِ إِذَا اجْتَمَعَا

باب
دوعیدوں (عیداور جمعہ) کے متعلق جب وہ اکٹھی ہوجائیں

﴿١٥٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى، ثنا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ، فَمَنْ شَاءَ أَجْزَأَهُ عَنِ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: آج کے دن دو عیدیں جمع ہوگئیں۔ جوشخص جمعہ ترک کرنا چاہے پس اسے یہی (عید کی نماز) جمعہ سے کفایت کرجائے گی۔ البتہ ہم إن شاء اللّٰہ جمعہ ادا کریں گے۔

تخریج:

سنن أبی داؤد برقم: 1073، سنن ابن ماجه برقم: 1311، صحيح ابن خزيمة برقم: 1465، المنتقىٰ لابن الجارود برقم: 302، المستدرك للحاكم برقم: 1064 وقال: صحيح على شرط مسلم ووافقه الذهبى، شرح مشكل الآثار برقم: 1155، مصنف عبد الرزاق برقم: 5726، السنن الكبرى للبيهقى برقم: 6288، الأوسط لابن المنذر برقم: 2183، وله شواهد صحيحة (سنن أبى داؤد برقم: 1070، سنن ابن ماجه برقم: 1310)

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه مغيرة بن مقسم الضبى وهو مدلس وقد عنعنه.والله أعلم بالصواب

﴿١٥١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ فَمَا اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمٍ قَالُوا: بَلَى، قَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ عِيدَانِ وَقَدْ أَصَبْتُمْ ذِكْرًا وَخَيْرًا وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَنَا فَلْيَأْتِنَا، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ. فَلَقِيتُ ذَكْوَانَ أَبَا صَالِحٍ، فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ.

عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ میں نے اہل مدینہ سے استفسار کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے کیا اس دوران دو عیدیں جمع نہیں ہوئیں؟ اہل مدینہ نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا: تمہارے لیے دو عیدیں (عید اور جمعہ) جمع ہو گئیں ہیں اور تم نے ذکر اور خیر دونوں کو پالیا ہے۔ پس ہم تو جمعہ ادا کریں گے۔ ہمارے ساتھ جو شخص بھی جمعہ ادا کرنا چاہتا ہے وہ جمعہ ادا کر لے۔ اور جو شخص گھر بیٹھنا چاہے وہ بیٹھا رہے (جمعہ کی رخصت ہے)۔ (راوی حدیث) عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر میں ابو صالح ذکوان رحمہ اللہ کو ملا، تو انہوں نے بھی مجھے یہی بات سنائی جو اہل مدینہ نے بتائی تھی۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه بألفاظ مذكورة.

حكم الحديث: إسناده مرسل

فيه عبد العزيز بن رفيع وهو من التابعين لم يلق رسول الله ﷺ.
والله أعلم بالصواب

﴿١٥٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا يَوْمٌ اجْتَمَعَ فِيهِ عِيدَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْمَعَ مَعَنَا فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مُتَنَحِّيًا فَإِنَّ لَهُ رُخْصَةً.

جعفر بن محمد (المعروف جعفر صادق) رحمہ اللہ اپنے والد محمد (بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب) رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب دو عیدیں اکٹھی ہوگئیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: آج کے دن دو عیدیں اکٹھی ہوگئیں ہیں (عید اور جمعہ) لہذا جو شخص ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرنا چاہے پس وہ ادا کرلے اور دور افتادہ لوگوں کے لیے رخصت ہے۔

تخريج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5838، الأوسط لابن المنذر برقم: 2184، مصنف عبد الرزاق برقم: 5731

حكم الحديث: إسناده منقطع

لأن محمد بن علی الباقر لم یدرك عهد علی بن أبی طالب رضی الله عنه. والله أعلم بالصواب

﴿١٥٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثنا أَبُو

عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ يَوْمُ فِطْرٍ وَيَوْمُ جُمُعَةٍ زَمَنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَصَابَ.

(ثقہ تابعی) عطاء (بن ابی رباح) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں عید الفطر اور جمعہ اکٹھے ہوگئے تو آپ نے دو رکعت (نماز عید ہی) ادا کی (جمعہ نہ پڑھا)، جب یہ بات سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے درست کیا۔

تخریج:

سنن أبی داؤد برقم: 1071، 1072، سنن النسائی برقم: 1592، سنن ابن ماجه برقم: 1311، مصنف عبد الرزاق برقم: 5725 دون قوله ابن عباس رضی الله عنهما، صحیح ابن خزیمة برقم: 1465، الأوسط لابن المنذر برقم: 2182، الأحادیث المختارة برقم: 178

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ عید اور جمعہ جب دونوں مبارک امور ایک ہی دن اکٹھے ہو جائیں تو عید کی نماز فرض ہے اس کی ادائیگی فرض ہوگی۔ البتہ جمعہ کی رخصت ہے۔ کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھے اور اگر کوئی جمعہ نہ پڑھنا چاہے تو اسے رخصت ہے البتہ گھر میں وہ نماز ظہر ادا کر لے۔

۲۔ یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت بھی ہے کہ نماز عید فرض ہے۔ اور یہی بات ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”صلاة العيد واجبة على الاعيان“ ”عید فرض عین ہے۔“ (کتاب الصلاۃ: ص/31) ورنہ جمعہ جیسے فرض سے کیسے کفایت کر سکتی ہے۔

۳۔ عید کا خطبہ سماعت کرنا فرض نہیں بلکہ سنت و مستحب ہے۔ (التوضیح 86/8)

۴۔ جمعہ اور عید اہل اسلام کے لیے دو بڑی مسرتیں اور خوشیاں ہیں۔ بلکہ مبارک اور باعث برکت دن ہیں لہذا بعض لوگوں کا ان دونوں کے اجتماع کو حکمرانوں کے لیے باعث زوال اور نحوست قرار دینا نہ صرف شریعت سے لاعلمی بلکہ گمراہی کا ایک بڑا ذریعہ بھی ہے۔

۵۔ عید کے ساتھ ساتھ جمعہ میں شرکت کرنا افضل و مستحب ہے حدیث میں آتا ہے کہ جب عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو آپ ﷺ "سورة الاعلی" اور "سورة الغاشية" دونوں نمازوں میں پڑھتے۔(صحیح مسلم برقم:878) یہ حدیث بھی اسی بات پر شاہد عدل ہے کہ آپ ﷺ عید کے ساتھ ساتھ جمعہ بھی پڑھاتے اسے ترک نہ کرتے۔

۶۔ وہب بن کیسان رحمہ اللہ ثقہ تابعی فرماتے ہیں: ''کہ سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں عید اور جمعہ دونوں ایک ہی دن میں اکٹھے ہو گئے تو آپ نے عید کی روانگی میں کافی تاخیر کی۔ کافی دیر کے بعد تشریف لائے پس خطبہ عید دیا اور کافی لمبا وطویل خطبہ دیا۔ پھر آپ جمعہ کے لیے تشریف نہ لائے۔ پس لوگ کافی پریشان ہو گئے۔ پس سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "أصاب السنّة" "عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے درست کیا۔'' (مصنف ابن أبی شیبة برقم:5886، سنن النسائی برقم: 1592، سنن ابی داؤد برقم:1071، سنن ابن ماجه برقم:1311 وسنده صحيح)

مزید ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں: کہ جب یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کو پتہ چلا تو فرمایا: "شهدت العيد مع عمر، فصنع كما صنعت" کہ میں نے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید پڑھی تو آپ نے وہی کچھ کیا جو میں نے کیا۔

(مصنف ابن أبی شیبة برقم:5876 وسنده صحيح)

(*) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "انّ العید آکد من الجمعة" "عید کا فرض جمعہ کے فرض سے زیادہ مؤکد ہے۔"

(کتاب الصلاة: ص/33 و مجموع الفتاوی لابن تیمیه: 24/181، 183)

۷۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول "أصاب السنّة" سے مراد سنت نبوی بھی ہوسکتی ہے اور سنت ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن لفظ "السنۃ" کے مدلول سے یہ سمجھنا کہ نماز عید سے قبل خطبہ عید دینا جائز ہے۔ ہرگز درست نہیں کیونکہ یہ تو سنت کے برعکس ہے بلکہ اس سنت کے لفظ سے انکی مراد نماز عید کے بعد جمعہ کو ترک کر دینا ہے۔ (کیونکہ اس میں تو رخصت ہے اور یہ سنت بھی ہے) لیکن نماز عید سے قبل خطبہ دینا یہ سنت نہیں ہے۔

(صحیح ابن خزیمة تحت الرقم: 1465)

۸۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو نماز سے قبل خطبہ کے الفاظ کا تذکرہ ملتا ہے اس نص میں حرف "فا" اور "ثم" ترتیب اور تراخی کے لیے نہیں بلکہ اجتماع الامرین کے لیے ہے جیسا کہ دیگر شواہد و قرائن اس بات کے متقاضی ہیں۔

۹۔ مزید فرماتے ہیں: جمعہ بھی عید ہے۔ اور فطر اور اضحیٰ بھی عید ہیں تو شارع کا طریقہ یہ رہا ہے جب دو عبادتیں ایک ہی جنس کی اکٹھی ہو جائیں تو ایک کو دوسرے میں داخل کر دیتے ہیں۔ جیسے وضوء کو غسل میں۔ (مجموع الفتاوی: 24/211)

پھر فرماتے ہیں: "وَلَا يُعْرَفُ عَنْ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ خِلَافٌ" "اس مسئلہ میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔" (مجموع الفتاوی: 24/211)

۱۰۔ یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ نماز عید فرض و واجب ہے اور جمعہ بھی فرض ہے تو ایک فرض کا سقوط فرض سے ہی ممکن ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف امت عید کے دن جمعہ کی رخصت ہرگز نہ دیتے۔

۱۱۔ اگر عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو دور دراز کے لوگ عید پڑھنے کے بعد گھروں کو واپس جا سکتے ہیں۔ان پر جمعہ فرض نہیں بلکہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نماز ظہر با جماعت ادا کر لیں۔

۱۲۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے تا کہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہیں ان کے لیے جمعہ پڑھنا ممکن ہو سکے۔اور یہی بات احادیث سے مستنبط ہوتی ہے۔امام کے لیے تب رخصت ہے جب جمعہ پڑھنے والا کوئی بھی نہ ہو۔

۱۳۔ جمعہ اور عید کا دن اکٹھا ہو جائے۔تو شرعی طور پر جمعہ کی رخصت ہے البتہ دونوں مبارک پروگراموں میں شرکت کرنا یعنی عید کے ساتھ ساتھ جمعہ بھی ادا کرنا زیادہ افضل و مستحب ہے۔جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے ساتھ جمعہ بھی ادا فرمایا۔

(سنن أبی داؤد برقم: 1070 وسندہ حسن)

۱۴۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس بارے تین اقوال ہیں لیکن ارجح مؤقف یہ ہے جو شخص نماز عید میں شریک ہو گیا اس سے جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔چاہے تو شرکت کرے چاہے ظہر کی نماز ادا کر لے البتہ امام جمعہ کے لیے تشریف لائے۔“

(مجموع الفتاوی: 213/24)

﴿۱۵٤﴾ أَخبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، ثنا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، يَخْطُبُ فِي عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا فَقَالَ: قَدْ وَافَقَ هَذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَشْهَدَ الْجُمُعَةَ فَلْيَشْهَدْ، وَمَنْ قَعَدَ، قَعَدَ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ.

ابراہیم بن عقبہ کہتے رحمہ اللہ ہیں: کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو اس عید کے دن خطبہ عید دیتے ہوئے سنا جس دن عید اور جمعہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ پس آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور نبوت میں جب اسی طرح کا اتفاق ہوا (عید اور جمعہ اکٹھے ہو گئے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دور افتادہ لوگوں میں سے جو شخص جمعہ پڑھنا چاہے پس وہ پڑھ لے اور جو گھر میں بیٹھا رہے (جمعہ نہ بھی پڑھے) اسے رخصت ہے۔

تخریج:

كتاب الأم للشافعي: 212/1، السنن الكبرى للبيهقي برقم: 6290، معرفة السنن والآثار برقم: 1955

حكم الحديث: إسناده منقطع

عمر بن عبدالعزيز لم يدرك عهد رسول الله ﷺ. والله أعلم بالصواب
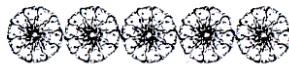
بَابُ

مَارُوِيَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا

باب

اس کے متعلق کہ نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی (نفل) نماز نہیں

﴿۱۵۵﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ، ثنا أَبِي، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَتُلْقِي سِخَابَهَا.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن تشریف لے گئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نماز عید کی) دو رکعتیں ادا کیں، اور ان سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لائے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں اپنی انگوٹھیاں اور ہار اتار کر (بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں) ڈال رہی تھیں۔

تخریج:

صحيح البخارى برقم: 945، 1364، صحيح مسلم برقم: 884

حكم الحديث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ نمازِ عید سے قبل اور بعد میں عید گاہ میں کسی قسم کے مطلق نوافل جائز نہیں ہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَلَمْ يَكُنْ هُوَ وَلَا أَصْحَابُهُ يُصَلُّونَ إِذَا انْتَهَوْا إِلَى الْمُصَلَّى شَيْئًا قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا.“

”کہ عید گاہ پہنچنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ عید سے قبل یا بعد میں وہاں کسی قسم کے نوافل ادا نہ کرتے۔“ (زاد المعاد: 427/1)

۲۔ اگر مسجد میں نمازِ عید کا اہتمام ہو تو مسجد میں سببی نماز درست ہے مثلاً: تحیۃ المسجد وغیرہ البتہ نمازِ عید کے متعلق کسی قسم کے نوافل درست نہیں۔

۳۔ نمازِ عید سے واپس آ کر گھر میں نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔

۴۔ عید گاہ سے واپسی پر مسجد میں بھی نوافل پڑھنے جائز ہیں۔

۵۔ اس دور میں عورتوں کو آواز سنائی نہ دیتی جس کی وجہ سے ان کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جا کر وعظ و نصیحت کرتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (صحیح البخاری برقم: 98، صحیح مسلم برقم: 884) آج بھی اگر سپیکر وغیرہ کی سہولت نہ ہو یا اور کوئی ایسا مانع جس سے امام کے خطبہ کی آواز عورتیں نہ سن سکیں تو امام ان کے پاس جا کر شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔

۶۔ امام کو چاہیے کہ اپنے خطبہ میں دیگر امور کے ساتھ ساتھ صدقہ و خیرات اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے متعلق بھی تلقین کرے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

(صحیح البخاری برقم:1364، صحیح مسلم برقم:884)

۷۔ عورتوں کا آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے زیورات اتار کر اللہ کے راستے میں

دے دینا ان کے حبّ الدین کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۸۔ فرض نمازوں اور نماز جمعہ میں اس کی شرکت فرض نہیں مگر عید کے دن اس کا عید گاہ میں جانا از حد ضروری ہے۔

۹۔ جس طرح دین سیکھنا مردوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح دین سیکھنا اور برحق دین پر عمل کرنا عورتوں کے فرائض میں سے ہے۔ اور عید کا موقع ایک بہترین ذریعہ ہے۔

۱۰۔ عید کا دن خوشی کا ایک تہوار ہے اور اس تہوار کی خوشی و مسرت کی تکمیل عورتوں اور بچوں کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے عورتوں کی شرکت ضروری ہے۔

۱۱۔ عورتوں کو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت و رحمت سے محروم رکھنا ظلم و ناانصافی ہے۔

۱۲۔ اگر کوئی عورت کسی وجہ سے معذور ہے تو ہر ممکن طریقے سے اس کا عذر دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ عید کی برکات، تکبیرات، خطبہ عید کے مسائل اور دیگر اس کی فیوض و تبرکات سے محروم نہ ہو جائے۔

۱۳۔ چار دیواری سے باہر عورت کا باپردہ ہونا ضروری ہے۔ اس پردہ نشینی کا یہ مہذب و مبارک عمل اسلامی اقدار کی تبلیغ و ترویج کا ایک مضبوط ذریعہ بھی ہے۔

۱۴۔ نص کا اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ بغیر عذر کے مسجد میں نماز عید پڑھنا غیر مستحب و غیر مسنون عمل ہے۔ کیونکہ جب عورت حالت حیض میں ہوگی اور اس کا عید گاہ جانا بھی ضروری ہوگا تو مسجد میں حائضہ عورت کیسے جائے گی۔ بعض الناس مسجد کا سہارا لے کر عورتوں کو اس اہم ترین فریضہ کی ادائیگی سے روکنے کے لیے ایک ناکام کوشش کرتے ہیں۔

﴿۱۵۶﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ

فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ، فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَرْمِي بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید والے دن نماز عید کے لیے تشریف لے گئے اور دو رکعتیں ادا کیں، پس ان سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں صدقہ کا حکم دیا (حکم کی تعمیل کرتے ہوئے) پس عورتیں اپنی انگوٹھیاں اور ہار اتار کر صدقہ کر رہی تھیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۱۵۵

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ اس سے مراد عمومی صدقہ ہے۔ فطرانہ نہیں۔ کیونکہ فطرانہ تو نماز عید سے قبل ہے۔

۲۔ عید کے دن دور نبوی میں عورتیں عام صدقہ کرتیں۔ کیونکہ صدقہ کے بے شمار فوائد ہیں۔ اس سے رزق میں فراوانی پیدا ہوتی ہے۔ امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أربعة تجلب الرزق: قِيَامُ اللَّيْلِ، وكَثْرَةُ الِاسْتِغْفَارِ بِالْأَسْحَارِ، وتعاهد الصدقة، والذكر أول النهار وآخره."

چار چیزیں رزق میں فراوانی پیدا کرتی ہیں:

① رات کا قیام (تہجد)۔

② سحری کے وقت کثرت سے گناہوں کی بخشش طلب کرنا۔

③ صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنا۔

④ صبح وشام کے اذکار مسنونہ کا اہتمام کرنا۔ (زاد المعاد 378/4)

۳۔ مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے۔ کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر بھی اپنے ذاتی مال سے صدقہ کر سکتی ہے۔

۴۔ خواتین عید کے موقع پر زیور پہن سکتی ہیں۔ شرعی قباحت نہیں۔

۵۔ عورتیں سونے کی انگوٹھیاں اور بالیاں پہن سکتی ہیں۔ کیونکہ سونا مرد کے لیے حرام ہے۔ عورتوں کے لیے پہننا جائز ہے۔

۶۔ اگر فتنہ کا خطرہ اور غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان نہ ہو تو ضرورت کے تحت مرد عورتوں کے اجتماع میں جا سکتا ہے۔

۷۔ عیدین کے موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر چندہ اکھٹا کرنا جائز ہے۔ بالخصوص دین کے سب سے مضبوط قلعے مدارس و جامعات کے لیے یہ سب سے بہترین موقع ہوتا ہے۔ کہ خطیب لوگوں کو ان کی اہمیت بتلائے اور ترغیب دلاتے ہوئے بھرپور اپیل کرے۔ کیونکہ عصر حاضر میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ان سے بڑا کوئی ذریعہ نہیں۔

۸۔ امہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن اللہ کے راستہ میں بے دریغ خرچ کرتیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے پیسے کماتیں پھر انہیں اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی وفات کی پیشن گوئی ان الفاظ میں بیان فرمائی: ''آپ میں سب سے جلدی میرے ساتھ ملاقات کرنے والی (میری وہ بیوی ہو گی) جو آپ میں سب سے لمبے ہاتھوں والی ہے۔''

(صحیح مسلم برقم: 6316،2452)

یہاں ہاتھوں کی لمبائی کنایہ ہے کثرت سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ''ہم لمبائی ناپا کرتیں تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں جبکہ اصل میں زینب ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی تھیں۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتیں اور

(اس پر ملنے والی مزدوری واجرت) صدقہ کرتی تھیں۔''

(صحیح مسلم برقم:2452، 6316)

۹۔ اگر کوئی کمائی صرف اس نیت کے ساتھ کرے تا کہ وہ اللہ کے راستے میں صدقہ کر سکے تو یہ بڑا عظیم اور مبارک عمل ہے۔ابن داغنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہی خوبی و صفت ذکر کی تھی: کہ آپ محتاجوں (پر صدقہ کرنے) کے لیے کماتے ہیں۔

(صحیح البخاری برقم: 2297)

۱۰۔ سیدنا ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہمیں صدقہ کا حکم کرتے تو ہم میں سے کوئی شخص بازار میں جا کر مزدوری پر بوجھ اٹھاتا جس سے ایک مد (مٹھی بھر) اجرت ملتی (پھر وہ اسے صدقہ کر دیتا) شقیق راوی کہتے ہیں: میرے خیال میں سیدنا ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے یہ خود اپنا عمل بتایا ہے۔(صحیح البخاری برقم:2273) اس پر امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ نے یوں عنوان قائم کیا ہے: ''جس نے اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھانے کی مزدوری کی اور پھر اسے صدقہ کر دیا''

۱۱۔ دل کھول کر راہ الٰہی میں خرچ کرنا امہات المؤمنین کی عمومی صفت تھی۔سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے عورتوں میں سے سیدہ عائشہ اور سیدہ اسماء رضی اللہ عنہما سے زیادہ سخی کوئی عورت نہیں دیکھی البتہ دونوں کی سخاوت کی کیفیت مختلف تھی۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مال جمع کرتیں جب انکے پاس کچھ مال جمع ہو جاتا تو اسے خرچ کر دیتیں (اللہ کی راہ میں) لیکن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا دوسرے دن کے لیے کچھ نہ چھوڑتیں (روزانہ کا مال روزانہ خرچ کر دیتیں)۔ (الأدب المفرد برقم:280 و سندہ صحیح)

۱۲۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے روزانہ خرچ کر دینے کی وجہ یہ تھی کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وصیت فرمائی تھی: ''خرچ کریں اور گن کر نہ دیں ورنہ اللہ تعالیٰ بھی آپکو گن کر عطا فرمائیں

گے اور مال جمع کر کے بھی نہ رکھیں ورنہ اللہ بھی آپ پر تنگی کر دیں گے (خرچ کریں اس سے مال بڑھتا ہے)۔" (صحیح البخاری برقم:2591، صحیح مسلم برقم: 1029)

۱۳۔ عورتوں کی طرح مردوں میں بھی اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ایک بڑا شوق تھا۔

۱۴۔ انسان کو مال جمع کر کے رکھنا نہیں چاہیے بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے اس سے مال و دولت میں فراوانی آتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: "نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے دن کے لیے کچھ بھی جمع کر کے نہ رکھتے۔"

(سنن الترمذی برقم:2362 و سنده حسن)

۱۵۔ حدیث میں آتا ہے: ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد جلدی جلدی اپنی بیوی کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس جلدی پر تعجب ہوا تو آپ نے تعجب کے آثار دیکھ کر ارشاد فرمایا: نماز میں مجھے سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ گیا جو ہمارے پاس تقسیم سے رہ گیا تھا۔ اور میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔" (صحیح البخاری برقم:1221)

۱۶۔ اگر نیکی کے راستوں پر خرچ کرنے والے نیک نیتی سے خرچ کرے تو اسے اخروی ثواب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اسے بدلہ دیا جاتا۔

۱۷۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے بارہ میں اللہ کے فرشتے دعا کرتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے "جب لوگ صبح کرتے ہیں تو دو اللہ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک اس کے لیے دعا کرتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرما۔ اور دوسرا خرچ نہ کرنے اور بخیلی کرنے والے کے لیے بددعا کرتے ہوئے کہتا ہے: اے اللہ کریم! کنجوس کو تباہی و بربادی سے دوچار کر دے۔" (صحیح البخاری برقم:1442)

۱۸۔ امام ابن بطال رحمہ اللہ شارح صحیح البخاری فرماتے ہیں: "سخی جب سخاوت کرتا ہے۔ تو

صدقہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اور اس کے تمام گناہ مٹا دیتا ہے۔“

(شرح صحیح البخاری برقم:1443)

۱۹۔ قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کے دو فائدے ہیں: ایک صلہ رحمی کا فائدہ اور دوسرا صدقہ کا اجر و ثواب۔ (صحیح البخاری برقم: 1466)

﴿۱۵۷﴾ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا يَحْيَ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فِي يَوْمِ عِيدِ أَضْحَى، فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے لیے نکلے تو عید گاہ میں نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھی۔

تخریج:

صحیح البخاری برقم: 989 وفیہ ”یوم الفطر“، صحیح مسلم برقم: 884

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿۱۵۸﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھتے۔

تخریج:

المؤطا للإمام مالك برقم: 497، معرفة السنن والآثار برقم: 6948، الأوسط لابن المنذر برقم: 2134، سنن الترمذی برقم: 538، مسند أحمد برقم: 5212

حکم الحدیث: إسناده صحیح

فوائد:

۱۔ اس حدیث کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "حسن صحیح"۔
(سنن الترمذی برقم: 538)

۲۔ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صحيح الإسناد" اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو "صحيح" کہا ہے۔ (المستدرك للحاكم: 295/1)

﴿۱۵۹﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، مِثْلَهُ.

امام مالک رحمہ اللہ سے اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ۱۵۸

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿۱٦۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، أَبْنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ لَا يُصَلِّي فِي الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھتے حتی کہ سورج زوال کو پہنچ جاتا۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٥٨، دون قوله "حتى تزول الشمس"، فسيأتى بمعناه عن المصنف برقم: ١٦٢

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿١٦١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَبُو قُدَامَةَ، ثنا يَحْيَ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَبْنَا نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَغْتَسِلُ لِلْعِيدَيْنِ وَيَغْدُو قَبْلَ أَنْ يَطْعَمَ، وَلَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عیدین کے لیے غسل کرتے اور کچھ کھائے بغیر نماز عید کے لیے چلے جاتے، اور وہاں پر (عیدگاہ میں) نماز عید سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھتے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٣،١٤، دون قوله "وَلَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا" فأما قوله "وَلَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا" تقدم برقم: ١٥٨

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿١٦٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا أَنَسٌ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ يَوْمَ الْفِطْرِ إِلَى الْمُصَلَّى وَلَا بَعْدَ أَنْ يَرْجِعَ حَتَّى يَتَحَوَّلَ النَّهَارُ، وَكَانَ يَغْتَسِلُ وَيَتَطَيَّبُ يَوْمَ الْفِطْرِ.

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر والے دن عیدگاہ جانے سے

قبل اور (عیدگاہ سے) لوٹنے کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے حتی کہ دن چڑھ جاتا اور عید الفطر والے دن غسل کرتے اور خوشبو لگاتے۔

تخریج:

مصنف عبد الرزاق برقم: 5753، تقدم تخريجه برقم: ١٣

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے امام عبدالرزاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأنا أفعله" اور میں بھی عید الفطر سے قبل غسل کرتا ہوں۔ (مصنف عبد الرزاق برقم: 5753)

۲۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

وَلَكِنْ ثَبَتَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَعَ شِدَّةِ اتِّبَاعِهِ لِلسُّنَّةِ، أَنَّهُ (كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ خُرُوجِهِ)

لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا ثبوت ملتا ہے، کیونکہ وہ حد درجہ متبع سنت تھے کہ وہ عید کے دن روانگی سے قبل غسل کرتے تھے۔ (زاد المعاد: 426/1)

﴿١٦٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا أَنَسٌ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ: لَيْسَ فِيهِمَا أَذَانٌ وَلَا تَسْبِيحٌ.

ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید سے قبل نہ اذان تھی اور نہ ہی نوافل۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده صحيح

ورواية يونس بن يزيد أبى النجاد الأيلى عن الزهرى صحيحة. والله أعلم بالصواب

﴿١٦٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ سَيَّارٍ، ثنا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: وَحَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: **وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَحَدًا، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يُسَبِّحُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا، إِلَّا أَنْ يَمُرَّ مَارٌّ مِنْهُمْ لِمَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيُسَبِّحَ فِيهِ.**

(ثقہ محدث) ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ہماری معلومات کے مطابق عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (عید گاہ میں) نماز عید سے قبل اور بعد میں اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی شخص کسی قسم کے نوافل ادا نہیں کرتا تھا۔ البتہ اگر کوئی شخص مسجد نبوی کے پاس سے گزرتا تو وہ مسجد میں نوافل پڑھ لیتا تھا۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه أبو صالح كاتب الليث وهو ضعيف. والله أعلم بالصواب

﴿١٦٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا مَرْوَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا صَلَاةَ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.**

عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده کی سند سے مروی ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عید کے دن (عیدگاہ میں) نماز عید سے قبل اور بعد میں کسی قسم کے کوئی نوافل نہیں۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ١٥٥

حکم الحدیث: إسناده ضعیف

فیه عبد اللّٰه بن عبد الرحمن الطائفی وهو ضعیف عند الجمهور، ولکن الحدیث صحیح کما فی التخریج المتقدم برقم: ١٥٥. واللّٰه أعلم بالصواب

ملحوظة: مروان بن معاویة الفزاری بریء من التدلیس، لم یثبت له تدلیس الإسناد.

﴿١٦٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو مَسْعُودٍ، ثنا أَبُو الْيَمَانِ، أَبْنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يُسَبِّحُ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَلَا بَعْدَهُمَا، وَيُبَكِّرُ بِالْخُرُوجِ إِلَى الْخُطْبَةِ وَالصَّلَاةِ لِكَيْمَا يُصَلِّي أَحَدٌ قَبْلَهُمَا.

(خلیفہ راشد) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ عیدین کی نماز سے قبل اور بعد میں کسی قسم کے نوافل ادا نہ کرتے۔ اور خطبہ عید اور نماز کے لیے جلدی تشریف لے جاتے تاکہ آپ سے قبل کوئی شخص نماز نفل نہ پڑھ سکے۔

تخریج:

لم أقف علی تخریجه.

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه أبو مسعود أحمد بن الفراق وهو صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

﴿١٦٧﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: **صَلَّيْتُ الْعِيدَ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ وَأَنَا أُرِيدُ الْمَسْجِدَ، فَقَالَ لِي عَمِّي: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقُلْتُ: أُرِيدُ الْمَسْجِدَ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّهُ لَا صَلَاةَ فِي هَذَا الْيَوْمِ غَيْرُ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ إِلَّا صَلَاةً مَكْتُوبَةً.**

سعد بن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے عید کی نماز ادا کی اور پھر (عیدگاہ سے) واپس پلٹتے ہوئے مسجد جانا چاہا تو میرے چچا نے مجھ سے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کی: مسجد جانا چاہتا ہوں (چاشت کی نماز کے لیے)۔ انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! آج کے دن نماز عید سے ہٹ کر ما سوائے فرضی نماز کے کوئی نماز نہیں (اشراق، چاشت، اوابین کے نوافل وغیرہ)۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده حسن

فيه محمد بن موسى بن أبى عبد الله الفطرى صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

﴿١٦٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ كَعْبِ

بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِجَدِّي بَعْدَ أَنِ انْصَرِفَ الْإِمَامُ يَوْمَ الْعِيدِ: أَلَا نَذْهَبُ إِلَى الْمَسْجِدِ كَمَا يَذْهَبُ النَّاسُ؟ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ يَكْفِيَانِ مِنَ السُّبْحَةِ يَوْمَنَا.

سعد بن اسحاق رحمہ اللہ اپنے دادا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: کہ میں نے عید کے دن امام صاحب کے واپس گھر لوٹنے کے بعد اپنے دادا سے استفسار کیا: کہ کیا ہم بھی اب لوگوں کی طرح مسجد کی طرف جائیں گے (نماز چاشت کے لیے)؟ پس میرے دادا نے فرمایا: اے میرے پوتے! آج کے دن (نماز عید کی) یہ دو رکعتیں چاشت کی نماز سے کفایت کر جائیں گی۔

تخریج:

لم أقف على تخريجه.

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه إسحاق بن كعب بن عجرة وهو ضعيف، مجهول الحال. والله أعلم بالصواب

﴿١٦٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا أَنَسٌ، حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ كَعْبٍ أَحَدَ الْعِيدَيْنِ، قَالَ: فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّاسُ ذَهَبَ أَكْثَرُهُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرَأَيْتُهُ يَعْمِدُ إِلَى الْبَيْتِ، قُلْتُ: يَا أَبَهْ، أَلَا تَعْمِدُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِنِّي أَرَى النَّاسَ يَعْمِدُونَ إِلَيْهِ. قَالَ: إِنَّ كَثِيرًا مِمَّا تَرَى جَفَاءٌ وَقِلَّةُ عِلْمٍ، إِنَّ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ سُبْحَةُ هَذَا الْيَوْمِ حَتَّى تَكُونَ الصَّلَاةُ

تَدْعُوكَ.

عبدالملک بن کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ مجھے دو عیدوں (عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ) میں سے ایک عید کے دن (اپنے والد) کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضری کا موقع ملا۔ پس جب لوگ عیدگاہ سے واپس پلٹے تو اکثریت مسجد کی طرف چل نکلی۔ لیکن میں نے انہیں (کعب بن عجرہ) گھر کی طرف واپس پلٹتے دیکھا تو عرض کی: اے ابا جان! کیا آپ (لوگوں کی طرح) مسجد کی طرف نہیں جائیں گے؟ کیوں کہ میں اکثر لوگوں کو مسجد کی طرف جاتے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو کچھ تو دیکھ رہا ہے وہ غلط فہمی اور کم علمی کا نتیجہ ہے، کیونکہ یہی دو رکعتیں آج کی نمازِ چاشت ہیں، اس کے بعد ظہر کی اذان ہی ہوگی (ظہر تک اور کوئی نماز نہیں)۔

تخریج:

المعجم الكبير للطبراني برقم: 326، مجمع الزوائد برقم: 3235

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه عبد الملك بن كعب بن عجرة لم يوثقه أحد غير ابن حبان.
والله أعلم بالصواب

﴿١٧٠﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: خَرَجْتُ أَقُودُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَوْمَ عِيدٍ، فَشَهِدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمُصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفْنَا إِلَى بُيُوتِنَا، وَلَمْ نَرْجِعْ إِلَى الْمَسْجِدِ.

یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں عید کے دن سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی رہنمائی کر

رہا تھا انہوں نے صبح کی نماز مسجد نبوی میں امام کے ساتھ ادا کی پھر ہم عید گاہ کی طرف روانہ ہوئے، پھر جب ہم اپنے گھروں کو واپس لوٹے تو ہم مسجد کی طرف نہیں گے۔

تخریج:

لم أقف علی تخریجه.

حکم الحدیث: إسناده حسن

فیه حاتم بن إسماعیل وهو صدوق حسن الحدیث.والله أعلم بالصواب

فوائد:

۱۔ عیدین کے موقع پر "تقبل الله منّا و منکم" کہنا درست ہے۔مسلمانوں کے ما بین ایک معمول بھا عمل رہا ہے۔

۲۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَا زَالَ ذَلِك الْأَمر عندنَا مَا نری بِهِ بَأْسا" "ہمارے ہاں یہ عمل ہمیشہ سے رائج رہا ہے اور ہم اسے درست تصور کرتے ہیں۔

(الثقات لابن حبان: 90/9 و سنده حسن)

۳۔ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَقِيَنِي يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ: تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ" "عید کے دن میری ملاقات یونس بن عبید سے ہوئی تو آپ رحمہ اللہ نے کہا "تقبل الله منّا ومنك".

(الدعاء للطبرانی برقم:929 وسنده صحیح)

۴۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس عنوان پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے: "وصول الامانی بأصول التهانی".

۵۔ بعض لوگ اس مسئلہ میں افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔فقہ المحمود اور عقل ثاقب کا تقاضا یہ ہے اس مسئلہ میں شدت اختیار نہ کی جائے جواز موجود ہے۔اور اگر کوئی نہ بھی کہے تو

فرض و واجب نہیں کہ گنہگار ہوگا شریعت نے مذکورہ بالا مسئلہ میں توسیع اور وسعت رکھی ہے لھذا اسی پر محمول کرنا چاہیے۔

٦۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لا باس بقول الإنسان لغيره يوم العيد "تقبل الله منّا و منك". (خلاصة الأحكام: 849/2)

٧۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عید کے دن "تقبّل الله منّا و منكم" کہنا یا اس طرح کے الفاظ بعض صحابہ سے مروی ہیں وہ کہتے تھے اور اس میں رخصت بھی دیتے۔

(مجموع الفتاوى 253/24)

﴿١٧١﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ، أَبْنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهُ خَرَجَ وَسَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ، قَالَ: فَشَهِدْتُ أَنَا وَهُوَ الصُّبْحَ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمُصَلَّى فَصَلَّيْنَا مَعَ الْإِمَامِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ، وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى رُحْنَا إِلَى الظُّهْرِ.

(سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے غلام) یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ وہ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن (اپنے آقا) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلے اور ہم دونوں نے نماز صبح مسجد میں ادا کی۔ پھر ہم عیدگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور امام کے ساتھ نماز عید ادا کی پھر (میں نے دیکھا) وہ (سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) گھر واپس لوٹے مگر نماز ظہر تک وہ مسجد کی طرف دوبارہ نہیں گئے۔

تخریج:

وسيأتي من طرق أخرى برقم: ١٧٢، ١٧٣

حکم الحدیث: إسناده حسن

فيه المغيرة بن عبد الرحمٰن بن الحارث المخزومي وهو صدوق حسن الحديث. والله أعلم بالصواب

﴿١٧٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثنا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ: شَهِدَ سَلَمَةُ الصُّبْحَ يَوْمَ الْفِطْرِ وَأَنَا مَعَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمُصَلَّى، فَمَكَثَ حَتَّى جَاءَ الْإِمَامُ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يَأْتِ الْمَسْجِدَ حَتَّى رَاحَ إِلَى الظُّهْرِ.

(سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے غلام) یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ (میرے آقا) سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عید الفطر کے دن صبح کی نماز ادا کی اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ پھر وہ عیدگاہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں ٹھہرے ہی تھے کہ امام صاحب تشریف لے آئے، پھر جب وہ (نماز عید کی ادائیگی کے بعد) واپس لوٹے تو ظہر کی نماز سے قبل تک مسجد میں نہیں گئے۔

تخریج:

وقد تقدم طرقه برقم: ١٧١، ١٧٠

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿١٧٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، ثنا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ فَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُصَلَّى، فَجَلَسَ

وَجَلَسْتُ حَتَّى جَاءَ الْإِمَامُ، فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، ثُمَّ رَجَعَ.

(سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے غلام) یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) کہتے ہیں: کہ میں نے صبح کی نماز مسجد نبوی میں سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کی پھر جب وہ (عید گاہ کے لیے) نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم عید گاہ پہنچے، پس وہ بیٹھ گئے تو میں بھی (ان کو دیکھ کر) بیٹھ گیا، حتی کہ امام صاحب تشریف لے آئے پس انہوں نے نماز (عید) پڑھی، لیکن اس سے قبل اور بعد میں کوئی نماز (نفل) نہ پڑھی، پھر اسی حال میں وہ واپس (گھر) لوٹ آئے۔

تخریج:

تقدم نحوه برقم: ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فوائد:

۱۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ انتہائی متبع سنت صحابی تھے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وحدیث سے حد درجہ محبت رکھتے اور حتی المقدور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے۔

۲۔ اسلاف امت حدیث کو ترک کر کے اپنے ذاتی افکار ونظریات کو دین تصور نہ کرتے۔

۳۔ عمل کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اگر طریقہ نبوی سے ہٹ کر کیا جائے گا تو وہ مردود تصور ہو گا۔

۴۔ قرآن کی طرح حدیث صحیح بھی تفہیم دین کا مصدر مستقل ہے۔

﴿۱۷۴﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ

الْعِيدِ فَأَخْرُجُ مَعَهُ فَيَأْتِي مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَبْدَأُ فَيُصَلِّي فِيهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُصَلِّي قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَيَخْتِمُ بِهِ.

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ عید کے دن ان کے والد (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نماز عید کے لیے) نکلتے تو میں بھی ان کے ساتھ نکلتا۔ پس وہ جاتے ہوئے مسجد نبوی میں نماز (نفل) ادا کرتے۔ پھر وہاں سے (عیدگاہ کے لیے) نکلتے، پس اس (نماز عید) سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھتے، یہاں تک کہ (واپسی پر دوبارہ) مسجد نبوی تشریف لاتے اور وہاں پر (نوافل کے ساتھ ہی) اختتام کرتے۔

تخریج:

وسيأتى طرقه برقم: ١٧٥، ١٧٦

حكم الحديث: إسناده صحيح

﴿١٧٥﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ حِسَابٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: كَانَ أَبِي يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيَمُرُّ بِمَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيُصَلِّي فِيهِ، ثُمَّ يَأْتِي الْمُصَلَّى فَلَا يُصَلِّي فِيهِ، فَإِذَا صَلَّى عُرْوَةُ رَجَعَ، فَيُصَلِّي فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَبْدَأُ بِهِ، وَيَخْتِمُ بِهِ، ثُمَّ إِلَى الْمَنْزِلِ، وَلَيْسَ يُصَلِّي فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ يُعْلَمُ.

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میرے والد عید والے دن (گھر سے) نکلتے پس مسجد نبوی سے گزرتے، اس میں (نفل) نماز پڑھتے۔ پھر جب عیدگاہ پہنچتے تو وہاں کوئی نماز (نفل) نہ پڑھتے۔ جب عروہ (بن زبیر رحمہ اللہ) نماز عید ادا کر لیتے تو واپس لوٹتے

اور پھر (واپسی پر) مسجد نبوی میں (نفل) نماز پڑھتے۔یہیں سے (نفل نماز کی) ابتدا کرتے اور یہیں پر آکر (نوافل کے ساتھ) اختتام کرتے۔اور کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ نبوی عیدگاہ میں کسی قسم کی نماز (نفل عید سے قبل اور بعد میں) ادا کرتا ہو۔

تخریج:

تقدم طريقه برقم: ١٧٤

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿١٧٦﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، حَدَّثَنِي عَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: كَانَ أَبِي إِذَا خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: وَلَيْسَ أَحَدٌ يَطْمَعُ أَنْ يُصَلِّي فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدِهِ.

ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میرے والد (عروہ بن زبیر رحمہ اللہ) جب عیدگاہ کی طرف نکلتے تو (راوی حدیث ہشام بن عروہ رحمہ اللہ) ان کے متعلق اسی طرح ذکر کرتے ہیں (نماز عید سے قبل اور بعد میں وہ کسی قسم کے نوافل نہیں پڑھتے تھے)۔اور (راوی ہشام بن عروہ رحمہ اللہ) کہتے ہیں: کہ کوئی شخص یہ کوشش بھی نہ کرتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیدگاہ میں نماز عید سے قبل یا بعد میں کوئی نماز پڑھے۔

تخریج:

معرفة السنن والآثار للبيهقى برقم: 6946، مع ذلك تقدم طرقان برقم: ١٧٥،١٧٤

حکم الحدیث: إسناده صحيح

فائدہ:

ا۔ عیدگاہ میں نوافل ادا کرنا درست نہیں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی مسجد میں عید کے دن نوافل پڑھتا رہے یا گھر میں نوافل ادا کرتا رہے تو شرعی طور پر جائز ہے۔ منہی عنہ کا تعلق صرف عیدگاہ سے ہے۔

﴿۱۷۷﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، أَبْنَا ابْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: **خَرَجْنَا مَعَهُ فِي يَوْمِ عِيدٍ إِلَى الْجَبَّانَةِ، فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، وَكَانَ مَعَنَا رَجُلٌ مِنَ الْحَيِّ، فَقَامَ يُصَلِّي، فَنَهَرَهُ عَامِرٌ.**

اسماعیل رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ ہم (عامر بن شرحبیل) الشعبی رحمہ اللہ کے ساتھ عید کے دن ''جبّانہ'' (جس مقام پر عیدگاہ تھی) کی طرف نکلے۔ تو انہوں نے وہاں (نماز عید) سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔ اور ہمارے ساتھ ''حیّ'' (قبیلہ) کا ایک شخص بھی تھا، پس وہ نوافل پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو (ثقہ تابعی) عامر (بن شرحبیل الشعبی) نے انہیں روک دیا۔

تخریج:

مصنف عبد الرزاق برقم: 5608، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5747

حكم الحديث: إسناده صحيح

فيه إسماعيل بن أبى خالد الكوفى وقد عنعنه، ولكن رواية إسماعيل بن أبى خالد عن عامر الشعبى صحيحة كما قال يحىٰ بن سعيد هو لم يصرح بالسماع. (الجرح و التعديل لابن أبى حاتم: 175/2

وسنده صحيح)والله أعلم بالصواب

﴿١٧٨﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهُ.

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز عید سے قبل اور بعد میں (نماز عید کے متعلق) کچھ (نوافل) نہیں پڑھتے تھے۔

تخریج:

تقدم تخريجه برقم: ١٥٨

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه هشيم بن بشير وهو مدلس وقد عنعنه والأثر صحيح كما في التخريج المتقدم برقم :١٥٨ .والله أعلم بالصواب

﴿١٧٩﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْثَرٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ شُرَيْحٍ الْعِيدَ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، وَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَهُمْ مُتَوَافِرُونَ، فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ الْفُقَهَاءِ يُصَلِّي قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ.

عامر (بن شرحبیل الشعبی) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ مجھے شریح رحمہ اللہ کے ساتھ عید پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ پس انہوں نے اس (نماز عید) سے قبل اور بعد میں کوئی نماز نہیں پڑھی۔ اس کے بعد مجھے مدینہ طیبہ آنے کا اتفاق ہوا، حالانکہ اس وقت مدینہ طیبہ میں فقہاء بکثرت موجود تھے تو میں نے فقہاء (مدینہ) میں سے کسی فقیہ کو اس (نماز عید) قبل اور بعد میں نماز

پڑھتے نہیں دیکھا۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5738، مصنف عبد الرزاق برقم: 5608

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿۱۸۰﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَبْنَا خَالِدٌ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: كُنْتُ إِلَى جَنْبِ شُرَيْحٍ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، قَالَ: وَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ الْفُقَهَاءِ صَلَّى قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا.

عامر (بن شرحبیل الشعبی) رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ مجھے عید والے دن شریح کے ساتھ کھڑا ہونے کا اتفاق ہوا۔ پس میں نے انہیں اس (نماز عید) سے قبل اور بعد میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ (راوی حدیث) عامر الشعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے فقہائے مدینہ میں سے کسی فقیہ کو اس (نماز عید) سے قبل اور بعد میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

تخریج:

تقدم تخریجه برقم: ۱۷۹

حکم الحدیث: إسناده صحیح

﴿۱۸۱﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَالضَّحَّاكُ، فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّاسُ انْصَرَفَ، قَالَ قُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي؟ قَالَ: لَيْسَ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا صَلَاةٌ.

سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں اور ضحاک رحمہ اللہ دونوں نے عید کے دن نماز عید ادا کی جب لوگ واپس پلٹے تو وہ بھی واپس پلٹے، (راوی سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ) کہتے ہیں: کہ میں نے عرض کی، آپ نے نوافل ادا نہیں کیے؟ تو جواباً کہنے لگے: اس (نماز عید) سے قبل اور بعد میں (نماز عید کے متعلق) کوئی نماز نہیں ہے۔

تخریج:

مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5738

حکم الحدیث: إسناده صحيح

﴿١٨٢﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَجَابِرَ بْنَ زَيْدٍ، وَصَفْوَانَ بْنَ مُحْرِزٍ، وَسَعِيدَ بْنَ أَبِي الْحَسَنِ يُصَلُّونَ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ.

سلیمان التیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے انس بن مالک، جابر بن زید، صفوان بن محرز اور سعید بن ابی الحسن رحمہم اللہ کو دیکھا کہ یہ تمام عید کے دن خروج امام سے قبل (سبھی) نوافل ادا کرتے۔

تخریج:

مصنف عبد الرزاق برقم: 5602، السنن الکبری للبیهقی برقم: 6230، مصنف ابن أبی شیبة برقم: 5762، المطالب العالية لابن حجر برقم: 769، الأوسط لابن المنذر برقم: 2140

حکم الحدیث: إسناده ضعيف

فيه هشيم بن بشير وهو مدلس وقد عنعنه، و لكن الأثر صحيح

كما في التخريج. والله أعلم بالصواب

﴿١٨٣﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ، ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: لَا صَلَاةَ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ.

ابراہیم (بن یزید النخعی) رحمہ اللہ کہتے ہیں خروج امام سے قبل (عید کے متعلق) کوئی نماز نہیں۔

تخريج:

لم أقف على تخريجه.

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه هشيم بن بشير و مغيرة بن مقسم فكلاهما مدلسان و قد عنعنا. والله أعلم بالصواب

﴿١٨٤﴾ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْفِرْيَابِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ، ثنا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ مِثْلَهُ.

(عامر بن شرحبیل) الشعبی رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔

تخريج:

تقدم تخريجه برقم: ١٧٧

حكم الحديث: إسناده ضعيف

فيه هشيم بن بشير وهو مدلس وقد عنعنه ولكن الأثر صحيح كما تقدم برقم: ١٧٧. والله أعلم بالصواب
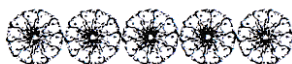
فهرس الآيات القرآنية

(رقم الحديث)

فهرس الأحاديث والآثار

فهرس الأعلام

(رقم الحديث)

فهرس الكتاب

دیگر تالیفات وتحقیقات

۱۔ مطلع البدرین فیمن یوتی أجره مرتین للسیوطی.(تحقیق و تخریج: الطاف الرحمن جوهر)............ مطبوع

۲۔ غایة المنن بتحقیق الرواة التی جرّح علیها الإمام الدارقطنی فی کتابه "السنن".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر)......غیر مطبوع

۳۔ الحقائق الوثقٰی بتحقیق الرواة التی حکم علیها الحافظ البیهقی فی کتابه "السنن الکبری".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر)...غیر مطبوع

٤۔ جهد الأعیان بتحقیق الرواة التی حکم علیها الحافظ البیهقی فی کتابه "شعب الإیمان".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر)....غیر مطبوع

٥۔ توضیح الأفکار بتحقیق الرواة التی حکم علیها الحافظ البیهقی فی کتابه"معرفة السنن والآثار".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر).. ....غیر مطبوع

٦۔ منهج الأبرار بتحقیق الرواة التی حکم علیها الحافظ البزار فی کتابه "مسند البزار".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر).... غیر مطبوع

۷۔ التوفیق الأنیق بتحقیق الرواة التی حکم علیها الإمام الذهبی فی کتابه "التلخیص".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر)....غیر مطبوع

۸۔ التحقیق الواضح بتحقیق الرواة التی حکم علیها الإمام الترمذی فی کتابه المسمی ب "الجامع" (تالیف: الطاف الرحمن جوهر)..

....غیر مطبوع

۹۔ تحفة الطالبین علی منهج السلف الصالحین.(تالیف: الطاف الرحمن جوهر)......مطبوع

۱۰۔ الثواقب النیّرات بتحقیق الرواة التی حکم علیها الحافظ البیهقی فی کتابه "الخلافیات".(تالیف: الطاف الرحمن جوهر) ......غیر مطبوع

۱۱۔ کتاب البدع لابن الوضاح القرطبی.(تحقیق و تخریج: الطاف الرحمن جوهر)..... مطبوع

۱۲۔ فضائل عثمان بن عفان لعبد اللّٰه بن أحمد بن حنبل.(تحقیق و تخریج: الطاف الرحمن جوهر)..... مطبوع

۱۳۔ فضائل القرآن للفریابی.(تحقیق و تخریج: الطاف الرحمن جوهر)..... مطبوع

۱٤۔ صفة النفاق و ذم المنافقین للفریابی.(تحقیق و تخریج: الطاف الرحمن جوهر).....مطبوع

۱٥۔ أحکام العیدین للفریابی.(تحقیق و تخریج: الطاف الرحمن جوهر)..... غیر مطبوع

۱٦۔ کتاب الشریعة للآجری.(تحت التحقیق و التخریج: الطاف الرحمن جوهر)

۱۷۔ توفیق الخبیر بتحقیق الرواة التی حکم علیها الحافظ ابن حجر فی کتابه "التلخیص الحبیر". (تالیف: الطاف الرحمن جوهر) ......غیر مطبوع

۱۸۔ بدایة الإفهام فی فقه أحادیث بلوغ المرام.(تالیف: سجاد

الرحمن ابراهيم).....مطبوع

١٩۔ الفقه المحمود على سنن أبی داؤد.(تالیف: سجاد الرحمن ابراهيم)...... غير مطبوع

۲۰۔ تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں۔(تالیف: الطاف الرحمن جوہر)...... ......مطبوع

۲۱۔ تقلید کی کہانی علماء حنفیہ کی زبانی۔(تالیف: الطاف الرحمن جوہر).....مطبوع

۲۲۔ رفع الیدین کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں۔(تالیف: الطاف الرحمن جوہر). ....مطبوع

۲۳۔ صحابہ کرام کے بارے میں علماء حنفیہ کی زبان درازیاں۔(ترتیب: الطاف الرحمن جوہر).....مطبوع

۲۴۔ زبدۃ الصرف۔(تالیف: الطاف الرحمن جوہر)......غیر مطبوع

۲۵۔ فضائل عثمان بن عفان۔(تحقیق وتخریج، ترجمہ وفوائد: الطاف الرحمن جوہر).. ......مطبوع

۲۶۔ فضائل القرآن۔(تحقیق، تخریج وفوائد: الطاف الرحمن جوہر)(ترجمہ: محمد نصیر علوی)......تحت الطبع

جامعة الإمام البخاری للتربية والتعليم ملتان خورد

03125701706،03015373022

نام کتاب ---------------- أحكام العيدين

تالیف -------- أبي بكر جعفر بن محمد بن الحسن الفريابي رحمه الله

تخریج تحقیق و فوائد -------- الطاف الرحمن جوہر

ترجمہ ---------------- سجاد الرحمن ابراہیم

اشاعت ---------------- 2024ء

أحكام العيدين